

یہ ہے ممکن ہے سدا ہے وہ یہ ملک میں ہے کوئی دن نہ ہو
محصور بھیک اوسکی نعمات ہے بغیر از عجز کچھ مفتی نہیں بات ہے
اب نعمت پیر کی مجھے فکر ہے کہ بہتر اس سے اب کوئی نہیں ذکر ہے مخدوم
ہے اسنیشوا کا ہے خلاصہ ہے وہ سارے انبیا کا ہے زبے نصیب کہ ہم
اوسکی امت ہوئے اب غدغہ منکا منکا شر کا سلقا نرا اور خوف حساب
کتاب کا ایک طٹ دل سے اٹھ گیا ابیات کہے اب گناہوں کا
ہے اپنے غم بیکر اپنا بنی ہے شفیق امم ہے نہیں ایک ذرات سننا رحیم
کہ حامی ہے اپنا رسول کریم ہے بعد اوسکے والی شدہ بو تراب ہے بہن
کیون ہو پھر خوف روز حساب ہے خوشا اوقات ہماری کہ ہم اوسکے غلام
ہوئے اب مشکوں میں کیون گھبرا میں کہ والی اپنا مشکل کشا ہے اور ہر
روباہ و شش کے فریستے کس لیے بربر ائیں کہ مولا ہمارا شیر خدا ہے
ابیات وہی دین و دنیا کا ہے یاد شاہ ہے کر لگا بخوبی ہمارا نباہ ہے
خدا سے اوسے و مبدم وصل ہے ہے بنی کا خلیفہ لا فصل ہے ہے وہی ہے
سیمبر کا مسند نشین ہے کسی اور کو یہ لیاقت نہیں ہے گمراہ اسکے فرزند گیارہام
میں بعد اوسکے ہادی دین لا کلام ہے مجھے پیروی اوئی ہو دے نصیب ہے
کہ ہے شہید میں دے خدا کے حبیب ہے بعد اوسکے عاصی شیر علی بن ابی طالب
ابن سید علی مظہر خان یہ کہتا ہے کہ جب میں باغ اردو کی تحریر سے فراغت پا چکا
صاحب مس ہندی سترخان کلمہ است بجا و رام اللہ نے اسکا چھاپنا شروع کیا
چنانچہ پانسو کتاب چھپی اردو در و در لکھائی بعد اوسکے فرمایا فی الواقع اس وقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کرتا ہوں میں اس خالق کی جس نے مایات کو مرتبہ تقرر کے بعد خلعت وجود کا
 بخشا اور حقیقت انسانی کو زیور عقل سے آراستہ کیا شکر کرتا ہوں اے
 منعم کا جس نے نعمتیں انواع و اقسام کی عنایت کیں اور قوتیں مختلفہ ہر ایک
 عضو کے مناسب جسم واحد میں بخشیں خشکے باعث ہر ذی روح سے
 اپنے دوست و دشمن کو پہچانا اور ہمیشہ و نوش کا تفاوت جاننا کہ کس سے بچایا
 اور کس سے لطف اٹھایا خصوصاً ارسال انبیاء و کرام کا اور اوصیاء و عظام کا کہ اعلیٰ
 انواع نعمت اور اقسام سے انعام رحمت ہے کیونکہ ان کے ہی سبب بنے اس
 تین گمراہی سے بچایا اور رہبر ہدایت کا پایا بعد ان کے تسلط سلاطین عدو و
 کا اور عمل شاہان مقبول کا تا ان کے ظل حمایت میں ہم چین کریں کسی ظالم
 کے ہاتھ سے دکھ نہ بھریں ایسا تو اگر ہر سو سے تن میں
 ہو پڑے بشر سے شکر اس کا پر کمان ہو پڑے وجود اس کا ہے واجب

یہ ہے ممکن ہے سدا ہے وہ یہ ملک میں ہے کوئی دن ہے ہون
 محصور پھر ایک اوسکی نعمات ہے بغیر از عجز کچھ بنتی نہیں بات ہے
 اب نعت پیر کی مجھے فکر ہے کہ بہتر اس سے اب کوئی نہیں ذکر ہے مخدوم
 ہے اسن شیوا کا ہے خلاصہ ہے وہ سارے انبیا کا ہے ہے نصیب کہ ہم
 اوسکی است ہوئے اب غدر غم نگاہ شہر کا سلقا نرا اور خوف حساب
 کتاب کا ایک ملت دل سے اٹھ گیا ابیات کہے اب گناہوں کا
 ہے اپنے غم ہے کہ اپنا بنی ہے شفیق امم ہے نہیں ایک ذرا ترسنا رحیم
 گہ حامی ہے اپنا رسول کریم ہے بعد اوسکے والی شہ بوترا ب ہے ملین
 کیون ہو پھر خوف روز حساب ہے خوشا اوقات ہماری کہ ہم اوسکے غلام
 ہوئے اب مشکون میں کیون گھبراہٹیں کہ والی اپنا مشکل کشا ہے اور برا
 روباہ و دش کے فریستے کس لیے بڑا برائیں کہ مولا ہمارا شیر خدا ہے
 ابیات وہی دین و دنیا کا ہے پاؤں ہے کر لگا بخوبی ہمارا نباہ ہے
 خدا سے اوسے و سبدم وصل ہے ہے بنی کا خلیفہ لا فصل ہے ہے وہی ہے
 پیر کا مسند نشین ہے کسی اور کو یہ لیاقت نہیں ہے مگر اوسکے فرزند کیا نام
 میں بعد اوسکے ہادی دین لا کلام ہے مجھے پیروی اوکی ہو دے نصیب ہے
 کہ ہے شہرہ میں دے خدا کے حبیب ہے بعد اوسکے عاصی شیر علی شہرہ بانس
 ابن سید علی ظہر خان یہ کہتا ہے کہ جب میں باغ اردو کی تحریر سے فراغت پاچکا
 صاحب مدرس ہندی مترخان گلبرست کجا و رام اللہ نے اسکا چھاپنا شروع کیا
 چنانچہ اسکو کتاب چھپی اور دو روز ملائی ہوئی بعد اوسکے فرمایا فی الواقع تو اس قدر

حرف مرزا جعفر اس محسن الزبان خان مرحوم کی شہرت و ذکر فی ضرور ہوئی کیونکہ
 سرکار دولت دارین سبب اپنی رسائی کا وہی ہوا والا امیر دن تنک فقیر دکنی
 پہنچ کہان عہد نسبت خاک را با عالم پاک پڑا اور صاحب کمال و شاعر اپنے
 سے بہتر بہتر لکھنؤ میں اس وقت موجود تھے بلکہ اب بھی میں غرض مرزا
 موصوف کی جو ہر شناسی و دانش پرستی اور صاحبان عالیشان کی قدر دانی و تالی
 لوح و کلمہ نقش فی الحجر ہے سٹنے کی ہنرین عہد کا نقش ہے یہ مسایات کا
 اشارہ اسکا باغ اردو کے دیباچے میں ہو گیا ہے یہ تفصیل زبان موقع نہ تھا
 بس اب بے عذر و ن کو تحریر کر کے قلم باغ میں ہے تاخیر کر کے
 صاحبان خود پر ظاہر ہوئے کہ بے موفقیں و مترجمین نے چھاپے کے
 وقت جو درخواست کی کہ نام کتب مسطورہ کے اگر دیباچہ میں رہیں گے
 تو بہاری کسب نشان ہوگی ناگزیر ان کے پاس خاطر راقم نے صفحہ تحریر سے
 نکال ڈالے اور خلاصۃ التواریخ کا ترجمہ نہیں کیا یا ان سفہوں اسکا اس
 زبان میں لکھا ہے اور کمی زیادتی بھی جہاں موقع دیکھا ہے وہاں کی
 لیکن موصوف اور سرکار دن کی حالات میں اکثر اور قلعوں کے اجوا
 لین کسب سبب اسکا تغیر و تبدل ہے خواہ آبادی کی جہت سے ہو
 دیرانی و خرابی کے باعث اور بعض شہر و قصبے کا اسی طرح
 یہاں تک کہ ضمیمہ بھی عبارت میں حال ہی کے لکھے چند ہیں
 عدد میں وہ اسے رنگ پر نہیں بلکہ کہیں سے کہیں تفاوت ہو گیا ہے
 اگر آمدنی ہر ایک صوبے کی جو عالمگیر کی سلطنت میں تھی وہی لکھی کیونکہ

سلاطین اس دور کے دریافت کر کے لکھنا محال تھا اور بعض صوفیہ کی
 کرامت و خرق عادت اور ان کی درگاہوں کے احوال و تصرفات ثبت
 کیے فقط کتاب مذکور کی سلاطین کے لئے بلکہ اسی لحاظ سے ہندو کے
 فقیر اور سجاد کے بھی اوصاف و احوال کہ خلاف عقل و عقیدہ تھے لکھنے میں
 نہ ازراہ اعتقاد کیونکہ اس خاکسار کا مذہب یہ ہے ہریت گرد و عالم پران
 ولی باشند پیرا مرقی اعلیٰ باشند و السلام علی من اتبع الهدی مرقہ
 ہر انسان کو موافق اپنے مذہب کے معرفت و عبادت اپنے خالق کی ضرور
 اور طریقہ اسکے بدون علم کے نہیں آتے بلکہ جاہل کی عبادت بسیار وقت
 بدعت ہو جاتی ہے پس تحصیل علم کی وجہ ہوئی رع کہ ب علم تران خدا
 بلکہ سلیقہ معاش کا بھی اسی پروقوف ہے بہر حال اس میں جتنی کوشش کر
 بجائے اور جتنی مشقت سہجے روا ہے بشر کو لازم نہیں کہ اوقات
 ہر وہیب میں گزارے اور عمر ان مایہ کو نیر لیا ت میں صرف کرے جسو
 کہ انور ضروری و واجبی سے فراغت پائے اور وقت فرصت ہاتھ
 تو کتب تواریخ دیکھے کہ سیر ان کی نہایت مفید ہے خصوصاً سلطان
 حکام کو کیونکہ شاہان سلف کی نیکی و بدی سے آگاہی ہوتی ہے چاہے
 کہ نیکیوں کے چلن اختیار کرے اور بدوں کے روٹھی چھوڑ دے تا اس
 سلطنت میں فساد راہ نہ پائے اور ریاست ہاتھ سے نہ جاوے سوا
 اسکے ہدایت معرفت بھی حاصل ہوتی ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ جب
 نے دریافت کیا کہ کیا کیا پادشاہ ذوی الاقدار اور سلاطین جبار و جود

میر
 ہندو
 فقیر و سجاد

ہندو
 بائیں

اوس جاہ و چشم و مال و نعم کے ایک یا ایسے ناپید ہوئے کہ اونکی قبر و نک
 بھی نشان نرسے شاید اوسکو حرص جاہ و سلطنت کی ہود سے دنیا و انہما کو
 سو رو فنا سمجھ اور عجبی دل و لازم عجبی کو محسوس بقا ایسا ست الو العزم کیا کیا
 ہو سے پاؤں شاد ہوئی خاک ہی اونکی آرا نگاہ پڑ جو تھے مالک چتر و بان
 نشان نہ نہیں اونکی قبر و نک کے باقی نشان پڑ سرون پر جو رکھے تخریج
 زری پڑ پڑی خاک پر اونکی ہے کہو پڑی پڑ بدی یا کہ نیکی انہوں نے
 جو کی پڑ ہی صفحہ دہر پر رہ گئی پڑ کہان میں کہان تو بجز اونکی ذرا
 پڑ کسی کو نہیں سے دوام و ثبات میں

(۱) یہ چند سطرین مملکت ہندوستان کی تعریف میں

جسے یہ مرکز خاکی حیوانات کی آرا نگاہ ہوا سیکڑوں ہزاروں لاکھوں شہر
 قبضے لیے اور کتبے جاتے ہیں کوئی کوئی کوئی اعلیٰ لیکن ہندوستان
 کی سرزمین کا عالم سب سے نرالا ہے کوئی ولایت اوسکی وسعت کو نہیں پہنچتی
 اور کسی مملکت کی آبادی اوسکو نہیں لگتی یہاں کی ہر ایک بسنی میں گہا گہم چنچا
 ایک نئی طرح کا عالم ہر شہر و قصبے میں ستری پاکیزہ پنچتہ متعدد سرائیں مسافر کے
 واسطے ہر موسم کے اور ہنسی بچھوسنے اور اقسام کی غذائیں اکثر بستیوں میں مسجد
 خاتقا میں مدرسے باغات غریبوں بیکسوں مسافروں کے لیے متعدد مکان
 قلعے بڑے بڑے مضبوط وسعت میں ایسے کہ سیکڑوں گاؤں اور نین
 بسین اور رفت میں اسقدر کہ بادل اوسکے نیچے برسین ندی نالی
 مالاب کوئین لطیف و پاکیزہ ہزار ہا بانی اور میں میں ٹھہرا ٹھنڈا

بجھرا بھرا ہوا بڑے بڑے دریاؤں میں نشیمن لوگوں کے بکرے وغیرہ
 بیشمار شاہ راہ کے مڈی نالوں پر بیشتر مقاموں میں پل بندھے ہوئے ہیں
 اکثر ستون میں کوسوں تک سایہ دار درختوں کی دوسرے قطار ایک
 ایک کوس کی مسافت پر ایک مینار نمودار ایک چوکی پر ہمہ جہاز
 سودے والوں کی دکانیں جا بجا مسافر خوش و خرم کھاتے پیتے اور بھٹتے
 بیٹھے دن بھر چلے جاتے ہیں اور شام کو منزل پر بھی سبھی کا آرام
 پاتے ہیں ہمیت جہان دیکھے خیر سی خیر ہے سفر نہیں بلکہ سی
 سو اس کے راہ میں اگر سونا بچھاتے چلے جائیں کہیں خطرہ نہیں آؤں گا
 میں رات کو جہان چاہیں سو رہیں کچھ پروا نہیں چنانچہ ہمیشہ سوداگر اپنے
 مال متاع غلہ و دروڑ سے بھر لاتے ہیں اور منزل مقصود پر سلامت جون
 توں پہنچ جاتے ہیں شہر کی طرف اس مملکت کے بنگالہ ہے
 اور جنوب کی سمت دکن مغرب کی جانب ٹھٹھہ وہاں سے شور دریا نکل
 ہے اور شمال کی طرف ایک بڑا ساڑھ ہے کہ اسکی انتہا کو کوئی نہیں پہنچا
 یہ چند اس سرزمین میں الماس یا قوت سونے زردیے تانبے لوہے
 سرب وغیرہ کی کھانیں موجود ہیں اور انکا حاصل بھی بہت ہے لیکن بیشتر
 آمدنی یہاں بدولت غلے کی ہے اور وہ انواع و اقسام کا ہوتا ہے انکا
 تفصیل ار لکھنا وقت سے خالی نہیں پر یہاں کا اکثر راج باغ و خوش
 وائقہ ہوتا ہے خصوصاً سکھ اس کے چانول نہایت لطیف لذیذ خوش
 ہوتے ہیں پادشاہ وزیر امیر ملکہ سارے دربار میں خوش و خرم رہتے ہیں

ہر روز پکوانے ہیں اور چاہ کر کھاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ اگر یہ ہشت
 ہوتے تو حضرت آدم علیہ السلام گہون کا دھیان نہ کرتے تو پانی کھانا تو
 معلوم غرض فطرت کی بہتایت زراعت کی کثرت پر موقوف ہے اور
 اسکا مدار بارش پر ہر چند بعض بعض مقاموں میں کھیتیاں جھیل تالاب
 اور کوئٹھ کے پانی سے بھی ہوتیں ہیں خصوصاً پہاڑ کی ترالی میں کہ وہاں
 ندی نالے اسقدر بہتے ہیں قطعاً ان کی زمین کے بسا اوقات نہنماک
 رہتے ہیں وہ چند ان پینہ کی محتاج نہیں پر وہ کتنی اور کیا بساط رکھتی ہے
 کہ غلہ اسکا و قارے اور ایک خلق خدا کا پیٹ بھرے الغرض اکثر زمین
 یہاں کی جو قابل جو تنے بونے کے ہیں انکی زراعت موقوف بارش پر
 سچا وہاں متعدد اور لا حاصل کیونکہ دے ہر قدر زمین کے شمار بھی انکا ہوتا
 پھر کسانوں کا کیا سقدور جو انکے عشر عشر کو بھی پانی دے سکیں سیرا کرنا
 تو درکنار یہی قادر لایزاں نے ابری کو قدرت بخشی ہے کہ ایک بل میں جل
 تھل بھر دیتا ہے حاصل یہ ہے کہ فطرت کی فراوانی اور انج کی ارزانی کا
 سبب الاسباب نے باران رحمت ہی کو بنایا ہے سینچے سچانے سے
 یہ بات کہان اور بعضی سیر حاصل کہ وہ سال میں دو بار مزرع ہوتی ہے
 بلکہ تین بار سببان اکثر کیا صانع ہے کہ سیولاتو ہما صر کا ایک کیا پھر
 کی ایک کہ ضد بنا با اور بیشرا ت محمد اُسے طاہر کین بلکہ ہر ہر ہر ہر ہر
 حواصن اوصاف ایک سے نہ سے چنانچہ کسی خاک کی ہوا کچھ ہے اور کسی
 کی کچھ ملی پڑا قیاس پانی میں جی کیفیت ایسی ہی کچھ دیکھی جاتی ہے ہر چند کہ

جنس میں اتحاد رکھتا ہوا بگناہنا میں کس قدر قرب ہے ساتھ اسکے
پانی کی تاثیر کبیر زنگت بھی جدی ہے پھر جن دریاؤں میں کہ کاسے کو سون کا
تفادت ہے انکے پانی کی خاصیت کا فرق لکھنا زیادہ ہے اور کوئین
تو ساتھ اس بات کے کہیں کھارے کہیں میٹھے ہوتے ہیں یہاں تو رات
دن کا تفادت ہے لکھنا اسکا محض لغو زمین کی بھی بابت ایسی ہی کچھ ہے
کسی جاگہ تو ایک سال میں دو تین تین مرتبہ اناج پیدا ہوتا ہے کہیں ایک
مرتبہ کسی مقام میں مطلق نہیں گو کہ سب جگہ سادو بر سے سو ہے
اسکے کہیں کا چانول خوب ہوتا ہے کسی جگہ گاہی ہون کسی طرف چنا
کسی زیادتی ہے ہر اناج کی جا بجا دیکھنے میں آتی ہے وجہ اسکی کما حقہ ہم
نہیں کھلی مگر آگ کی خاصیت و کیفیت میں فرق معلوم نہیں ہوتا شاید اسکا
کسب یہ ہو کہ بدن لکڑی کو سٹے وغیرہ کے علاوہ موجود نہیں ہوتی یا کہ اور کو
اسے ہم نہیں جانتے العلم عند اللہ

چند سطیرین موسم بہار و سبوت کی تعریفیں

اگرچہ فصل بیج میں بھی اس ملک کے بیج پھول پھل بہتایت سے انواع
اقسام کے پھولتے پھلتے ہیں آم مورا تے ہیں بلکہ گلاب بھی باغوں کے
بیج بیشتر اسی فصل میں پھولتا ہے اور جگہوں میں شیدو سرسوں اس کی کثرت
سے کہ لگاؤ کام نہیں کرتی اور آٹھ نہیں ٹھہرتی زنگت اسکی عاشقین کے
پہرے کی زردی زیادہ چمکاتی ہے اور ہوا آتش عشق کو دنا بھر لگاتی ہے
ایسا کہ جبکہ فصل گلرخان ہے انکو جاتی ہے بہار چہ ہم سے ہجور

کہ لیکن کب خوش آتی ہے بہار؟ دید گل کیا کیجئے بڑھتی ہے دو فی سیکلی؟
 خار ہجران اور بھی دلین چہ باتی ہے بہار؟ فی الحقیقت رات دن اس کمال
 نیست سے نہیں کیونکہ دھوپ سب حدت اور چاندنی سب کدورت اندون
 رہتی ہے اور باد بھی عطریت و مستی کے ساتھ بہتی ہے چنانچہ آسکے
 جہ کے کی لپٹ و ماغون کو مہکاتی ہے اور رطوبت حجام کی تازگی بڑھاتی
 مرزایاں ہند اس موسم کو فصل بہار یا موسم بہار کہتے ہیں پر اکثر فاسد نام لگایا
 جاؤا ابتدا اس رات کی مین کی مسکرات ہے یعنی آفتاب کا آنا برج حوت
 اور اقباسیکھ کا آخر یعنی برج حمل کا تیسواں درجہ اور پچیسویں نسبت جو ہولی
 کے پہلے ہوتی ہے وہ ایک تیوہار ہے کہ جہان میں رائج ہو گیا والا پو
 موافق اس حساب کے اس وقت سے مقدم ہے کیونکہ دھیندی چیت کی پہلی کو
 ہوتی ہے لیکن نور و زک وہ عبارت تحویل آفتاب و برج حمل ہے ہولی
 آگے پیچھے ہوتا ہے پر تھوڑے دن کے فرق سے اور بعد سالہا کے
 کے اتفاق ایسا ہوتا ہے کہ ہولی اور نور و زک ایک دن جمع ہو جاتے ہیں لیکن
 اس ملک میں برسات کا موسم نہایت لطیف دکھاتا ہے آسمان پر
 برنگ کی گھٹا چاروں طرف خوش آئند ہوا زمین یک طشت سبزہ زار گھرا
 بہار مثل گلزار اور گلزار سہرا بہار پھول طرح طرح کے چمنوں میں گھلا
 ہوئے درخت ہرے ہرے گنجان آپس میں ملے ہوئے نہروں کی لیریز
 کا طور ہی جدا سنہرے کی نو خیز کے کا عالم ہیں متحدہ ہر ایک نئی نالا دریاؤ
 چڑھا ہوا ڈبر ڈبر اتالاب پانی سے بھرا ہوا سبز زئی سیر پہلی کی دھک بھلی

کی چمک بادل کی گزک ایک عالم دکھاتی ہے بلکون کی ڈارمینہ کی چھبہار
 سورن کی چھنگار پیلہ کی پکار دلو نکو بھاتی ہے تخم جا بجا گڑے ہوئے
 بھوئے پڑے ہوئے ہندوئے کھڑے ہوئے اُن میں رنگت رنگ کی
 پوشاکین پہنے ہوئے سیکڑن پری پکیرین جھوٹیان ہین کو پھینک
 پڑھارہی ہے کوئی ہندو لاکارہی ہے کوئی پاؤن جوڑ کر کیسے ساتھ بھوتی
 ہے کوئی کیکا دل لیکر بھولتی ہے اینیات ہر ایک کام میں اپنے مشغول
 ہے پڑاؤ اسکی جو ہے سو مقبول ہے پڑ چڑھی ہے سبھ کو جوانی کی پڑ
 ہے دیکھئے ست ہے ست ہے پڑ عجب طرح کی رت ہے برسات
 کہ شکل در بدلی ہے دن رات کی پڑ گھٹا کی یہ کثرت ہے شام و سحر پڑ لیں
 ایک صورت ہے شام و سحر پڑ ہر ایک طرف ہے باد لون کا ہجوم پڑ چھپ
 میزہ کی ہے زمانے میں دو دم پڑ ہمیشہ بنو ہا سینہ کا تار ہے پڑ برستا پڑا
 سو سلا دھار ہے پڑ عیان ہے ہر ایک چشمہ آب و تاب پڑ پر ایک ہے
 نہان چشمہ آفتاب پڑ زمانے میں دورے تاب ہے پڑ کیا ہر طرف
 عالم آب ہے پڑ نہ دن کی خبر ہے زاب رات کی پڑ اگر کچھ خبر ہے تو برسات
 شروع اس ت کی سکرات کرک کی یعنی آنا سورج کا سرطان میں اور تانی
 اسکی سنگھ کا آخر مراد اس سے تیسواں درجہ اسد کا ہے پس اس حساب سے
 ساون بھادون میں اب رت میں داخل ہیں اور اسارٹھ کو ارجح لیکن
 و عام میں چار دن میں موافق اسکے پہلا اسارٹھ ہے اس میں اکثر ارجح
 آو دیکھ گاہے آند ہی کے ساتھ آتا ہے اور سینہ زور شور سے بریں کر

کھل جاتا ہے اور سلسلہ سادہ اس میں بیشتر سہادی سہادی کھائی جاتی تھی
 ہوائیں بارش بھی اکثر میاں و قندل لیکن کئی کئی دن ابر گھرا رہتا ہے اور آفتاب
 چھپا رہتا ہے تیسرا بھادون بجلی اس میں اکثر کڑکشی چلتی ہے اور سینہ دھڑکے
 برسات ہے پر بیشتر تیلہ کھل جاتا ہے اور اس کے آئینہ میں یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک
 سینہ ایک طرف خوب بلکہ بالعموم یہاں ترک کرتے ہیں کہ بھادون کا سینہ
 اچھے کا ہے کہ سیر کا ایک سنگ گیر اور ایک سوکھے کا سوکھلا ہوا
 اسی کے اشارے کے دیگرے سادہ کی جھریاں بھادون کے دھڑکے
 شہر میں چوتھا کار پر وہ جاریکا دار ہے سینہ اس میں بھی برستے ہیں بلکہ کئی
 کئی دن کی جھریاں لگتے ہیں لیکن کوئی خاص طوائف بارش کا رہتا

اس واسطے لکھتے ہیں نہ آیا

چند سطر میں سیودن کے وصف میں

سیودن بھی رنگ بزرگ کے اس سرزمین کے چچ اپنی اپنی رت میں ہوتے
 ہیں ہر اک گرد و لوح میں جہان تہاں تر بو زخربوڑے سے فالین میں سمور
 اور سیب انار شفا اور انجیر انجور وغیرہ کا باغوں میں نہایت و فور لیکن نہایت
 کے سے حق تو یوں ہے کہ ان میں انہیں نقطہ نام کی کشتہ ہے اور ذات
 صفات میں اس سیر کا تفاوت پر ہند کے بعض خاص میوے گو کہ وہاں کے
 سیودن پر ترجیح دیتے ہیں وہ آم ہے لیکن سب تو یہ ہے کہ کھانے پینے
 کی چیزوں میں عادت اور رغبت کو دخل بہت سا ہے یہیں کے باشندے
 بعض تو ایسی سے کو یاہ کرکھا لے میں اور کتے اسکی ٹوسے بھاگ

جاتے ہیں چنانچہ کھل کی باس سے راقم ہی بیزار ہے حالانکہ ایک عالم سکا
 خریدار ہے قصہ مختصر یہاں کا خاص سیوہ ایک انسان ہے جسکا وہ رو
 ہوا اور جسکے ملک ہنہ نگاہ پر نہ چھٹا باس اسکی دماغ کا آرام شیرہ اسکا شیرہ
 جان کا توام حلاوت اسکی ناشپاتی کو پھیکا کرے رنگ پر اسکی بھی ٹکاپ
 پڑے اور شریفہ سے لیشتر ہے وضع و نقش اسکو چاہ کرنگواستہ میں
 بلکہ اکثر صاحب ذائقہ سہرا کرکھاتے ہیں کھل بڑھل بھی اپنے اپنے مزے میں
 بے بدل میں لیکن اسکے ایک ہے کوئے سے جی پھر جاتا ہے اور یہ اکثر
 کھانے میں آتا ہے اور کیلا تو سب سیوڈن پر بھاری ہے اسے کیلے ہی کھایا
 چاہیے کیونکہ حلوہ بے دودہ ہے خصوصاً مرتبان کہ عطریت ملائیت حلاوت
 ستینون اس میں بخوبی موجود ہیں اگرچہ چنپا کیلا بھی نہایت لطیف لذیذ و نصرت
 خوش ذائقہ ہے پر ویسا کہان اب اور قسموں کا بیان لا حاصل ہے چرچہ
 بعضا اور بھی ایک طور کا فرا کرتا ہے اور ہند کے سب ملکوں میں ہوتا ہے
 لیکن بگاسکے برابر کہیں نہیں چنانچہ وہ دونوں قسم خاص اسی ملک میں ہیں
 کہ اسے سنگھڑا بھی عجیب تر سیوہ ہے رنگت میں تو گل سا اور رس اسکا گل سا
 باغ کی بہار دہنی کر دیکھائے اور گھر کو باغ بنائے مزے میں بے بدل
 صفرائی مزاج کے لیے امرت پھل ہر چیز زیادتی اسکی دانت کھٹکتی
 ہے پر زبان چکارے ہی بھرتی ہے محمد شاہ فردوس آرا سگاہ نے
 نام قسم تانی کا رنگہرا رکھا ہے اس نے کہ اسم با مس ہو اور یہ خاص شہان آباد
 میں نہایت پاکیزہ خوش ذائقہ سیلاڑا ہوتا ہے اور لکھنؤ وغیرہ میں بھی پھیلا

پر قسم اول ان ملکوں میں بہت بڑا پشت سیلا بکثرت دیکھنے میں آیا ہے
 فرے میں بھی اتنا کہ برعنت کھایا لیکن سہل اور بٹول کا کولا طرح
 سے ادلی ہے اس کے ہونے کوئی انھیں دستوری میں بھی نہ ملے بلکہ
 اندرابن کا پھل جانے کیونکہ میدانہ انکو بھی ایسے آگے نہیں پھلتا اور کبھی
 جی اسپر نہیں چلتا جہاں ٹانگ مہانہ اسکی جلالت و عظمت پر ہے
 بجایہ بلکہ قسم کھانی بھی اور سرد ہے اور بٹول بھی یہاں کے شہر خوش میں
 بیشتر گھسارے کڑ مارے و مانے بعض بعض پھل توڑ لاتے ہیں اور
 عوام الناس انکو مول لیکر کھاتے ہیں خصوصاً جھیری کا بیر کہ سکر بڑا کیا
 لڑکے ٹوکرے پر ڈٹ پڑتے ہیں بلکہ بعض بعض نندیاں بھی چاہ کر کھاتیں
 ہیں لیکن مزا اسکا فی الحقیقت مسافروں سے پوچھئے کہ ہر ہر قدم پر جھار
 کو نکا دہن پکڑنے ہیں اور کانتے بیر پر پاؤں پڑتے ہیں غرض کھلائے
 بن نہیں چھوڑتے قصہ کو تاہ پتھر ہند کی سیوڈ نکا آم پر ہے فی الواقع عجیب
 پھل ہے کچا نوادہ کہا دے اور پکا نرنگت میں کچھ سیلا کبھی ہر امر
 میں کیسوت کھٹا کیسوت میٹھا میٹھے کی ٹھاس سیٹ شہر قند کو جلالت
 نہکتے اور کھٹ میٹھے کی چاشنی ناز زمانے کے دہت کھٹے کرے درخت
 اسکا باغ کی آرائش اور سور کی بویاس دماغ کی آسائش سایہ اسکا مسافروں
 کی آراگاہ ہر ایک تھکا مہاد ہوپ کا جلا آسکا ہو انواہ ایسا کیوں نہ
 درختوں میں وہ ہو سر بلندہ آسکا ہے شاہ دگدا کے پسند پتہ ہند کے
 سب سیوڈ نکا سردار ہے پتہ رونی ہر کو یہ و بازار ہے پتہ جو صفائی اس

کھائے پھوٹے دھان کے سبھی بھول جاسے پڑا سکی ٹھکانی کا کردار
 کیا بیان پڑے ہیگا ایک کی وہ زبان پر عیان پڑے ہوئے تو دل بہل
 نہ سکے بار بار پڑے گا اگر بند چہری کی نمود بار پڑے اور ٹھکانی جو کھو ایک
 ذری پڑے کھائے ایک بار تو پھر جاسے جی پڑے آم میں ہے لیکر امت عجب
 رہتی ہے انکی تو ہمیشہ طلب پڑے پیٹ بھرے جی نہ پڑاؤں سے بھرے پڑے
 آدمی پھر کھائے نہ تو کیا کرے پڑے ہوتا ہے شیریں تو ہوت پال گا پڑے ایک
 شے کا بھی طرفہ نہ پڑے سیوڈن میں سے فوٹ اسکے تین پڑے باغ میں پھر کو
 نہو بال نشین پڑے سبکہ سہا پڑے بھراؤں میں رس پڑے کیوں نہ ہر ایک پڑے
 سے ہووے سرس پڑے شوخ یہ سیندو سے کا رنگ ہے پڑے سبب مقرر
 بھی یہاں رنگ ہے پڑے ہیگا نو اکہ میں وہ ہر دل غریب پڑے سبب غلام اسکا
 بھی ہے کینہ پڑے بعد اسکے نیشکر ٹھکانی کی خداداد ہے اور وہی ساری ٹھکانی
 کی بنیاد اووہ لکھنؤ غیر دے کے گوارز میں اڑکھہ کہتے ہیں اور دلی کے قریب
 جو اسکے ایکھ اقسام اوس کے بہت ہیں اور قسم کا ایک تمام علیحدہ نکاح
 اردو کی زبان پر سواے گئے گئے کمارے پونڈے کے اور قسم کا نام غازی نہیں
 پہلا تو اسم جنس سب سے کہ قسم کو لہہ سکے پر دوسرا تیسرا خاص خاص قسم کا لہو
 ہے چنانچہ کمارا کر ایتلا ہوتا ہے لہائی میں تو پونڈے سے کچھ برابر سہا
 لیکن بہت سخت اور کم رس کہاند مسری وغیرہ اوی سے بنی ہے
 پونڈا بھی دو طرح کا ہوتا ہے یعنی سیاہ و سفید اگرچہ سیاہ کو
 گول نہیں کہتے و صفوں میں سہ سائی سے پڑاؤ سکی ٹھکانی قدر

اور لبت کی شہریت کے ساتھ باوجود اسکے ملاوت سے خالی نہیں
 ہر چند سختی اور سکی دندان و زبان کو اذیت دینی ہی ہر صورت سفید چہرے
 بہتر ہے پور پور میں اسکی فراگندیری اور سکی خوش ذلیقہ اور گانتھہ ہر ایک اسکی
 رسکی گانتھہ ساتھ اسکی نرم ایسی کہ پور پور اذیت کھائے بلکہ دودھ کا بچا
 یا سانی چوتے سے اس کا شیر و جان کو بڑھاوے سٹھاس اسکی کام و دین
 کو ملاوت بخشنے اہمات کیونکہ ہونیوں میں بلند اور اسکے شان پہ کہیت
 اور سیکاسے سٹھائی کی کہان پہ ساتھ ملاوت کے سے اسکی سٹھاس پہ
 کہا ہے جو پیاسا تو بھی اوس کی پیاس پہ فصل میں کتنی کی سفر جو کرے
 وہ رستے ہی میں اس سے بھرے پہ جتنے مسافر ہوں وہ چھٹکے میں کل
 باندہ دے وہ بل میں سٹھائی کے بل پہ ملاوت مضمون سے سیاہی میں خاں
 شہد کی پکڑی قلم کی زبان بند ہو گئی راقم لکھنے سے باز رہا والا کتاب سکرست
 بنا و تیار ہر چند ساگ پات اس سرزمین میں بھانت بھانت کے ہوتے
 ہیں کتنے کبوتے سے اور کتنے بغیر لبے اصل یوں ہے چاہے تک
 درخت میں لگا رہی دھڑلہ ہے مگر یان طرفہ برگ سے کہ ٹوٹ کر دیا
 نازگی پکڑی ملکے جون جون پرانا جوتا جادی طراوت اور پیدائری ہر ایک امیر فقیر کی فصیح کا
 مالوت اور اہل شاہ و گدا کی بیشتر اوسی پر سو فوف خواہ اسکو سوز و دی کی
 تھالی میں اسکی آگ کھینچا ہر متالی میں مصرع بڑے سبز است تحفہ و ریش ہر سبز ایک
 برگ پر کیوں نہ ہو کہ لالہ خون کی کھڑکی کی بہار و دنی کر دنیای الکر اور سکا لاکھا سو بہنو
 تو زندگی کا بنا ہو پیکاری ہر چند کہ تمکین ہو سی کی دہری بغیر و تکر و دنی نہ پیکرے

اگرچہ وہ کسی ی رنگین ہوا قسم اوس کے اکثر میں پردہ لی اگر وہ میں کہو
 اور پرنکی بہت بکری ہے کیونکہ اون میں لطافت اور نزاکت بیشہ ہے
 خصوصاً پیری میں تو ایسی کہ اچاناً جو ہاتھ سے چھٹ پڑے تو مری ہو جاوے
 اودہ لکنو سے لیکر ننگالے تک منگھے اور ساوری کی برحق تو یوں کر کہ کمی
 نہایت نفیس و لطیف و خوشبو ہوتا ہے اگر ایک گلوری کوئی اوسکی کھانڈو سارا
 گھر خوشبو سے بھر جائے ہر چند کہ پان کا لازم کتھہ چونا سپیاری ہی پر رنگ
 ڈھنگ میں اوسکا نام زبان پر جاری ہے ایسا ت سا تھون بن گوہن کرنا
 وہ کام ہے لیتا ہے ہر ایک پر اوسکا ہی نام ہے دم میں وہ تبدیل کرے ذالقیقہ
 لجنی و تیری میں سے اوسکی مزہ ہے اٹھ ہر پانی میں رہتا ہے ترہ اوسکی حرارت
 نہیں گھٹی ہے پر نہ ٹ ہے اوسے کھائے بعد از طعام ہے ہاضمہ کا یہ وہ
 معین لاکلام ہے کیونکہ ہر ایک کو اوسکی طلب ہے وہی آرائش
 بزم و رطب ہے اس لئے ہے شمع رخون کے بسندہ حسن کا شعلہ وہ کر کے
 ہے بلند وہ جو کوئی خوابان میں اوسی منہ لگائے ہے اوسکے وہ کھڑے کو بھیج کرنا
 ہے کیونکہ سنگار دن میں ہوا اوسکا و قارہ گلبدون کے ہر وہ منہ کا سنگار
 گورا ہو یا سانولا جو اوسکو کھائے ہے غنچہ لالہ وہ دین کو بنا ہے ہے مہاؤ
 میں کم ہے یہ بہت دے ہی سود ہے خوبی لب کی ہے اوسی سے
 منود ہے کھائیں نہ کیونکہ اوسے انسان کل ہے لب کو بنا دیو ہے
 ہے وہ برگ گل ہے اس لئے مغشوقون کے سے منہ جڑھا ہے
 سو دی عاشقون کو خون بہا ہے کپ کہون اوس برگ کی میں چٹک کرنا

کر تا ہے خونیں آب گوشت کو بچہ زیادہ نہ لکھتے دستوں کا اسکے بیان پر
ہو نہ کہیں لالہ قسم کی زبان پر

یہ چند سطرین بچوں کی تعریف ہیں

پھول بھی یہاں ہمارے دیکھتے اور سونگھتے کے اپنی اپنی بہار میں ہمیشہ
ہوئے ہیں رنگ و ہنس مین بھی کچھ ایران تو ان وغیرہ کے بچوں کا
کم نہیں دنیا بھر عباسی کئی رنگ کی بہت دہندہ اور گل مہندی بھانست
بھانست کی نپٹ چھپی گلاب دیا مین و سوسن کا و نور ز گس و نستین
سے چمن کے چمن سمور زینت و نقشہ جد ہر در درگ و باج خروس جیسے جیسے
پر چمن کے چمن ریحان دارغوان کے تختے کے تختے لالہ و نازان کے غنا
وزیا جہان تہان واووی و صد برگ کی ہزار و کیریاں اور وے بچوں
جو خصوصیت اس سرزمین سے رکھتے ہیں ہزاروں مین مین اگر ان سب
فقط نام لکھتے تو یہ فصل برابر گلستان کے ہو جائے اور تھوڑے سے فائدے
کے لئے کلام میں طول بہت سال لازم آئے لیکن مشہور و معروف خلق میں
بیشتر اتنے مین سیوتی سکھ ورسن سورج مکھی چنا پیشی چاندنی جانی جوی
جعفری سوگرا مو تیامدن بان موسری کرنا کپوریل کنیز کنیز اکتیلی گڑھیل
ہر سنگار نواری بیلا کٹھ پلارن سنجرای رای ہل رتن مالہ پیرا اسیا
ہے اس مملکت کی عجب گل زمین پر کہیں پھول یہاں کے سے ہوتے
نہیں پر دل بستہ دیکھ انکو ہوا باغ باغ پر جو سونگھتے تو پھر جاسے
اوستے و باغ پر گندھے بن گندھے گروہ محفل مین آئین پر تو مجلس کا

عالم میں کائناتیں ۞ جو بہنیں انہیں جس انکا پھلے ۞ کہ عاشق کا دل
 ان پہ دونا پہلے ۞ جو لکھنے کے قابل ہو سو کا قلم ۞ نزاکت ہو کچھ نہ ہو
 کہ رقم ۞ سفیدہ سحر کا جو حل ہو سکے آئے ۞ صیاحت ذرا اسکی شب
 لکھی جائے ۞ کردان وصف کیا ہو گر نکا بیان ۞ کہ ایک ایک کی اوسکی
 سے عطر دان ۞ صلیب شدت سے بیل کی باس ۞ پہ آتی بہن جیف عاشق
 اس ۞ جو سوتے میں آجائے اوسکی لپٹ ۞ پہرک جائے دل نید جاوے اوچے
 سے کرنلی اس مرتبہ بست ہو ۞ جو سونگے او سے ٹاپ مست ہو ۞ دن بان
 ادہ کھلی ہرکلی ۞ بڑھاتی ہے عشاق کی بیکلی ۞ خوش آئند نہ گیت را محفل
 رہے ہزم میں اوسکے نیل پیل ۞ چنبیلی کی ہو ہے نزاکت بہری ۞ سچکتی
 ہوئی سونگے اوسکو پیری ۞ یہ ہن خوشنیا جانی جو ہی کب پھول ۞ کہ دیکھو
 بس سرت جاتی ہے بھول ۞ صفائی کا عالم کہوں اونکی کیب ۞ کہ باسے
 نظیر بہان چھیل ہی پڑا ۞ بہت سوتیا کی پیاری ہے ہو ۞ ہر ایک سگن
 سے اوسکی نیاری ہے ہو ۞ انوشی نہو کیونکہ اوسکی گلی ۞ نشا بہت اوسکی
 ہے ہو میں بہری ۞ نواری کی از لیکہ سچی سے ہو ۞ دہون کے وہ قبول
 کیز نہ ہو ۞ جب اسب سے دو پہر یا کاستہ رہ پ ۞ کہان اوسکی
 نکت کو لگتی ہے جو ۞ گون سے نرالا ہے گل چاندنی ۞ چمن کا اوجالا
 گل چاندنی ۞ یہ چنپاس کے پھولون میں بیگی مہاک ۞ لپٹ اونکی
 جاتی ہے گردون تلک ۞ میں رنگت میں شبنم دون ۞
 کیا ۞ کہ میں باس جو ہرے کچھ راج کا ۞ ہر ایک گل کا ہی رنگ عالم

جادہ ہنر مٹف سو کوئی خالی ذرا چھوڑ دیکھتے ہر طرح خوب ہے
 طبیعت کا ایک کی مرغوب ہے یہ گوہر طوف سسنی بکتے بھریں ہے
 خوبان جہان دیکھیں سر پر دھریں وہ ہوتے سستے یوں تاکہ پہننے متکا ہے
 جینو اوزن بادشاہ جو عالم دکھاتے ہیں مڑی کے پھول ہے وہ ہرگز
 مونیوں سے حصول ہے پہننے کا اونکے نہو کیونکہ جادہ کہ ہوتا ہے یہاں
 کوڑیوں میں بنادہ کسی خوب کی دلہن کھیتی نہ آن ہے نہ ہوتے جہاں میں
 اگر پھول پان ہے الفصہ کوئی پھول چمن دہریں رنگ و بو سی خالی
 ریح ہر تے راز نگ و بونی دیگر است ہے لیکن موتیا چنبلی بعضے بعضے
 وصفون میں سب سے زیادہ ہیں نل عطر او نہیں کا نکلتا ہے اور ہر ایک
 طبع اور سکو چاہ کر ملتا ہے خصوصاً دسے عورتیں کہ جسکے مزاج میں سحر الی
 بیشتر ہے وہ ہمیشہ بدن کو لگاتے اور بالوں کو اوس میں لٹاتے ہی رہتے
 ہیں تا چاہئے واسلے کی خوشنہ زیادہ بڑھے اور چاہ کی انکھہ اکثر شریک
 اگر نیل اور عطر مٹے نہ یہاں ہے تو رونق پکڑتا نہ حسن جان ہے بڑھالی
 انھوں نے ہیں یہ اونکی قدر ہے عجب چیز جیسے غرض نل عطر اور کینکلی
 کیورسے کی بوباس صورت شکل کسی پھول سے نہیں ملتی انکا عالم نہیں
 اگر نہ ہر پھول خوشبو دہرے ہوں اور کیورسے کا ایک پھول بھی آتے
 نہ اونکی تہک اور کی تہک میں چھپ جائے گلاب و بید شگ اور کی
 عرف سے خجالت کھنچے عطر کو اور اسکے کوئی عطر لک نسکی سیت جو ایک
 پھول ہو کیورسے کا دہرے نور روشن کیجئے کہیں ملنا

چند سطرین سبب کی تعریف میں

گھوڑے بھی بعضے بعضے اس مملکت کی زمینوں میں بہت اسلوب دار
 اور چالاک رہوا پیدا ہوتے ہیں خصوصاً جنگل کا گھوڑا نہایت اصل
 شایستہ جاننا ہوتا ہے اور دکھن کے بھی بعضے مقاموں کا علی ہذا
 خصوصاً گھوڑی نہٹ چالاک ہوتی ہے پر ولایت کے گھوڑے
 کی قوت و چالاکی سے لگا ہی بہین کھاتی کیونکہ جب بھاؤ مارا گیا اور
 اوسکا لشکر تباہ ہوا تب ایک سردار بھل گھوڑا یا چکر بھاگ نکلا جو بہین
 ایک درانی نے اوسے دیکھا تو بہین پیچھے لگا غرض جب یہ اوسکے قریب
 پہونچتا مرثا بہت پھینک جاتا دو تین کوس پر دم لیتا بعد ایک
 گھڑی کے جو مڑ کر دیکھتا تو وہی مغل گھوڑا مارے خچر خچر کرتا چلا
 تب پھر وہ گھوڑی کو بدستوز بھاگ جاتا آخر تیس یا چالیس کوس
 چلکر گھوڑی ٹھاک کر کھڑی ہو رہی اور درانی آن پہونچا مرثا بچا
 منہ دیکھنے لگا کیونکہ نہ گھوڑی میں سکت نہ اوسمیں طاقت نہ ان
 درانی نے ایک نیزہ مارا اور یہ اوسکی فرپ کھاتے ہی گھوڑی سے
 جدا ہو کر گر پڑا سانس الٹی لینے لگا تب مغل اوسکے ہنار سمیانی اشرافیوں
 کی تقری زین کی کاٹھی معہ ساز لیکر اپنے لشکر کو روانہ ہوا اور گھوڑی کو
 ناکارہ سمجھ کر بہین چھوڑا بعضی اس وادات کو ٹیل مہاجی سینڈھیا سی منسوب کرتے
 ہیں اور بعضی کسی اور سردار سے والد اعظم القوا تعریف فیل لیکن یہاں
 کی جو یادوں میں ماضی عجیب خلقت سے سمورت سیرت میں ہے

سے جدا قد و قامت میں نہایت اونچا جہاں ستارے کوہ پیکر اور قوت
 میں اکثر حریفانوں سے بالاتر نہایت میں شہرت سیادہ نال خال خال چھوڑا بھی
 دیکھنے میں آیا ہے سو اسے اسکے بڑا چھوٹا بھی لیکن چھوٹا کو کہہ دیا اور بڑے
 کو کھنجر کہتے ہیں تاکہ کی جاگہ اور سکی ایک ہی ہوتا ہے کی مانند چتر کو
 چاہتے اوس سے تھکے اور کان ایسے چور سے کہ چھلج کی برابر چھلج
 جھڑھڑھٹے ایک فرٹا باؤ کا آٹے دو دانٹ اسکے طول میں ایک
 گز سے کچھ کم دے یاد دہار دہن سے لگے ہوئے ایک بھونڈے کے
 ادھر اور ایک ادھر سفید راستہ کہ شمع کا فوری کو بے نور کر دین اور
 اس مرتبہ کہ کھنجر کو چکنا چور کر دین طرفہ یہ ہے کہ تمام اعضا اوس کے موافق
 دھیل کے ہیں لیکن انھیں چھوٹی وجہ اس کی خالق کو بہتر معلوم ہے چھوٹی
 کیا جانے پرتا حیاں میں آتا ہے کہ ممانع نے اوسکی انگوٹوں کو شاید
 اسو سے بڑا کیا کہ خود میں ہو جائے خاکساری کی خصلت عطا کی جتنی
 تھان پر کھڑا اکثر خاک سر میں سوئے سے ڈالا کرتا ہے پر جب وقت پھیلی
 پر آوے شیر خشتناک کی کیا تاب کہ اوس کے منہ چڑھ سکے ایک شکار
 نہ رہا آتے جانے کی نوبت بھی نہ پونہ صبا چہ ازبودہ کا ایک فیضان کو پونہ
 کے وقت برابر ہزار ہا راسے جانتے ہیں واقعی کہ وہ بہادر بھی ایسا ہی ہوتا ہے کہ وہ
 بندوق کو کھنچ کر زیادہ نہیں سمجھتا قطعہ رخ کیا چھوڑا دے وہ جسو خاطر میں
 بان بچا کی کرک کا گھوڑا پونہ اسکی کچھ چاہیہ تو کراہیہ شکار کی چھوڑ کر پانوں
 کھجور لے سوئے میں لیکر لوٹا پونہ اسو سوئے کو کھجور لے جو کھجور لے لیکر پونہ

ستھراؤ ہو ایک قلم پیا ورن کے پھر خان ٹھہرین قدم پڑ کوئی آہ پاوے
 نہ جائے گریز پڑا ٹھہر جائے ہر ایک کا پاس گریز پڑ فی الواقع فتح نشان اسی
 سے نمودار ہے اور وہی دلکا سنگار سوار دن کے پڑے کی اسی سے منیت
 لشکر میں ایسے میں قدم سے برکت سوار اسکا سب سے بلند و بالا قیت میں بھی
 وہ اکثر گھوڑوں سے اعلیٰ کیونکہ گھوڑا چاس پڑے گا بھی نوکر لے سکے پڑے
 طالعندی لے دروازے پر بندھے سوار و غلی ٹکڑی ایک رسالہ دار کے ساتھ
 بھی نکلتی ہے پر اسکی فور پادشاہ وزیر ہی کے پیچے جلتی ہے گھوڑا کینا ہی
 چالیس مینا لیس کس سے آگے نہ چل سکے اور یہہ اسی پچاسی کو س جا
 اور نہ تھکے اس دیل پر سبک رد ایسا کہ سوار کے پیٹ کا پانی نہ ہے اور
 اہٹ پاؤں کی کسیکو معلوم نہو دے رحم دل اس مرتبہ کہ چھوٹا لڑکا راہ میں
 پڑا دیکھے تو اسکو سوٹڈ سے اٹھا کر اسطرح الگ کھدے کہ ایک ذرہ صدمہ
 نہ پہنچے حیادار اسقدر کہ سوائے اپنی جنس کی مادہ کے کسی مادہ میں پیرز
 نہیں کرتا معہذا آدمی کے رو برو آئے بھی نہیں لگتا اور اسکا بچا بھی شہتہ
 جنگل میں پیدا ہوتا ہے ایسا نا اگر متحقی گا جن آسے اور لبتی میں جنی تو جانم
 کو نامبارک ہے اور عمر طبعی اسکی مانند انسان کی ایک سو بیس برس جو انی
 ساٹھ برس کے بعد اور سنی ہشاری کے ساتھ کیونکہ اسی عالم میں ایک
 ایک سامنا کرتا ہے اور ایک دوسرے سے کسر کس گات سے لڑتا ہے
 کچھ تو یہہ اسکو درنگ ریل لیجاتا ہے کبھی وہ اسکو اسطرح پیل لاتا ہے
 غرض سوٹڈ دن کی پیچ اور مستکون کے رگڑے اور دانتوں کو صدمہ اور غیر کا

انہیں کا جگر ہے کہ آپس میں اٹھاتے ہیں اور تاب لاتے ہیں گویا بیٹھ سے
 پھاڑ لگراتا ہے اور دیو سے دیو جٹ رہا ہے بشر کی کیا طاقت کہ اس وقت
 انکی پاس آسکے الایجا سے بردار اور پورے بردار بھالے لیئے اور حیران دہ
 لگے ہی جاتے ہیں اور مہادت اُنسے بھی زیادہ کام کرتے ہیں اگر ایک مارا گیا
 تو دوسرا دھنیں اسپر قائم ہوا آفرین ہے انکی پھرتی اور جان بازی کو کہ ایک
 دیو کشن اسحالتین انگس اور اس کے زور سے زیر کرتے ہیں ابیات
 یہ حق نے آدمی کو زور بخشا ہے ہوتا ہے ہر ایک حیوان اسکا پتہ کوئی عہدہ
 برا دتے ہو اسے پتہ بیان یہہ کلسر ایک بدلہ ہے پتہ القدر اقم نے
 اسی سرزمین سے جو ہاتھی کو نسبت دی سو بنا بر کثرت کے ہے کیونکہ یہاں
 بہتایت کے ساتھ ہوتا ہے اور ترجیح بھی اُسکی بعض اوصاف و قیمتیں
 سلتی اس پر منظور نہیں بلکہ خاص اس مملکت کے گھوڑ دن پر ہے
 اسلئے کہ ہاتھی اگر کیسا ہی خوبصورت پائل نجول چالاک ہو پانچ چہرہ ہزار
 سے زیادہ نہیں آتا اور گھوڑا عزلی عراقی دلائی پچیس پچیس ہزار روپے
 بلکہ زیادہ کو بکتا ہے ۵۵

گینڈے کی صنعت

گینڈا بھی ایک جانور بڑا قوی پہلی عقیقت ہے پائون اور کھلا دھڑ
 اسکا ہاتھی کا سا گردن اُسکی لمبی گتھی جو فی شیر کی سی اور کھین
 منہ بیل کی مانند سبجان التماسل کی کیا صنعت ہے کہ ایک حیوان
 کے جسم میں اجزائیں حیوان کے اعضا کی صورت میں اور بدن اسکا

لوہے سے سخت تر کہ تیر کو لی بلکہ کوئی ہتیار آئینہ پر کارگر نہیں ہوتا اور اس کے
 ماتھے کا کھاگ یہ سخت و قوی کہ سنگ اس کے آگے حکم پا کر ٹکرتا ہے،
 اور نولا و خشک بچے کا پھر حیوان کا جسم تو کیا چیز ہے عجب کیا ہے اگر با
 کے بدن میں وہ غار ڈالے اور شیر کو مار ڈالے غرض یہہ حیوان کیا نہ
 کیا مادہ سارے حیوانوں پر غالب ہے اس کے جنگل میں شیر ہاتھی ارنا کو
 نہیں آتا رہنے کا تو کیا ذکر ہے بیت جہان وہ ہو ہاتھی کا کھٹ بھگزار چ
 کرے شیر سائے سے اس کے فرار چ غصے سے اگر مارے وہ اپنا کھاگ پ
 جو ہون کوہ کے پاؤں تو جاے بھاگ پ پیدائش بھی اس کی جنگل ہی میں پ
 ار نے بھیسے کے اوصاف میں

ارنا بھینسا بھی بڑا زور آور آہنی پیکر ہوتا ہے سنگ اس کے ایک گز سے کچھ
 بڑے نہٹ نکلیے اور رنگ ایسا سیاہ چمکا گویا تیل ڈھلتا ہے ولیر ہقدر کہ
 شیر سے نہیں ڈرتا ہاتھی سے بھی خطرہ نہیں کرتا اگر دوا رنوں میں آ
 شیر آجاتا ہے تو اس کو گیند بنا ڈالتے ہیں ایک سنگوں پر اٹھا دوسرے
 کی طرف پھینک دیتا ہے دوسرا اسی طرح اس کی طرف اچھال دیتا ہے
 جب تلک اس کا دم نہیں نکلتا دم نہیں لینے دیتے کچھ کچھ شہر وں میں
 ایسی لڑائی پاؤ شاہ وزیر کے حضور ہوتی ہے اور دیکھنے والوں کے
 تعجب سے ہوش کھوتی ہے سوائے اس کے یہہ حیوان صورت دیو شیر
 ایسے ہیں بھی ایسے لڑتے ہیں کہ بدن سنگوں سے چھن جاتے ہیں اور سارے
 اعضا غریب بال بن جاتے ہیں ایسی ایسی اور جھڑپیں ہائیم چلتیاں ہیر کہ دیکھنے

دایوں کی مارے ہیبت کے جانیں نکلتی ہیں اور عینا ایسا جوڑ
 ہوتا ہے کہ اکیلا ذیل مشکو سی پر دوڑ پڑتا ہے چنانچہ نواب آصف الہ دہ
 مرحوم جاڑے کے موسم میں ایک دن کچھڑے کی جھیل کے جنگل میں شکار
 تھے کہ کئے ارنے نکل آئے بندو قین انپر چلے گئیں کہ ایک اُنہج سے
 جھنجھکا کر نواب حسن رضا خان مرحوم کی ہتھنی کی طرف دوڑا اور کچھلے دھڑ
 کو اُسکے سینگوں پر اٹھا کر ایسا ریل گاڑی پر چڑھی سبھل نکلے غرض نواب مرحوم
 کی توخیر گذری پر متبغی زخمی ہوئی اور رازنا گویوں سے ندان مارا گیا اور
 شہری بھینا تو فقط لکڑی مارے بنجارے ہی کے کا کا ہے کہ دے لکڑیا
 یا گوزین اسپر لاوین اور سہراہ اپنے لئے پھرین لکڑا سکی مادہ کا دودھ
 میٹھا گاڑھا سفید چکنا ہوتا ہے اگر تازہ دہا ہوا لافریئے تو فربہ ہوئے اور
 ضعیف تو انا اسی سبب اکثر یہاں زور آور مداست اُسکی کرتے ہیں اور
 ہر روز بعد وز زت کے پیتے ہیں لیکن ارنی کا دودھ شہری ہندس سے
 سفید تر ہے رنگ اُسکا خال خال بھورا بھی ہوتا ہے لیکن اکثر سیاہ کھینے
 میں آیا ہے قطعہ ہوا ہے جسم لون اُسکا سیاہی فام ہے کہ شیر اُسکا
 مثل انجیران ہے زہریلے کسطح ہر ایک اُسکو پڑھا ہے سدا شیر
 جان ہے وہ ان تینوں حیوانوں کی تعریف کی یہ ہے کہ حیوانات متعارف
 میں یہ عظیم الجثہ اور قوی ہیکل میں بلکہ دلیر بھی ایسے کہ شیر خشتاک انکا
 سامنا نہیں کر سکتا اور جو کر بیٹھتا ہے تو مارا جاتا ہے سواے اُسکے سوا
 خلاصۃ التواریخ کی بھی مشطور تھی

گجراتی بیل گاڑی وغیرہ کے بیان میں

اور اس سرزمین کے بیلون میں گجراتی بیل سب طرح سے اچھا ہے ہرگز نہ
 ناگوراجی اور بیلون سے میرتبہ بہتر ہے لیکن اسکو بہنیں لگتا صورت ^{شکل}
 اسکی نہایت خوب ڈیل ڈول نہایت خوش اسلوب قد و قامت میں بھی
 بلند بادشاہ وزیر و فقیر کسی کی پسند قدم ایسا چلے کہ اسوار شری نہ پہنچ سکے
 دوسرے اتنا کہ چالاک تازی سمجھے رہا ہے یوں سنا ہے کہ سابق نفعی ^{نفعی}
 پیار احمد آباد گجرات میں وہاں کے بیلون کو گاڑیوں میں جوت سوار ہو رہی ہوگی
 میں آتے تھے اور مال تمام سافرون سودا گردن کا لوٹ لیجاتے تھے
 ہر چند سوار گھوڑے اُنکے پیچھے ڈالتے لیکن اُن کی گرد بھی نہ پاتے اور
 بھی مشہور ہے کہ گاڑی خاص اختراع اہل ہند کا ہے بیٹھے ڈالے اسکے
 گرمی سردی اندھی منہ میں نہایت آرام روپے کی ہنگوئیاں اور بانگلیوں
 میں مالیان جھانچھ جو دن میں رنگ لگو بندھوا رکھو اسوار ہو کر رہے
 تختے سے سینے ٹھیکے میں پھرتیاں ہیں یا باغون کی سیر میں کرتیاں ہیں
 واقعہ اُنکی آمد سے تماشائیوں کے ہوش و ہواس جاتی ہیں گریا جھین
 کرتے ٹوٹے پر لون کے تخت چلے آتے ہیں بیت بہان ہوتا ہے
 یوں اُنکا گذار پتے سے رہتی ہے دمان تاب نظار پتہ کہاں ہوتا ہے
 حاصل لطف دیدار پتہ ہر ایک بن جا ہے لبس نقش دیوار پتہ جو اسمیں ^{اچھا}
 پردہ ہوا ہے پتہ ہر ایک لک نظر آتا ہے پتہ جو وہ بھلی کے بھی یوں ^{سنا}
 اسے پتہ پتہ کر کے آگے لوٹ ہی جا ہے پتہ اور صحت ^{لی} یوں

کی بہت بڑی گھٹا ٹوپ پڑے ہوئے چاند نیاں کسین ہوئیں کیا دخل کر کے
 برابر انہیں رخنہ یا سورج ہووے چنانچہ نواب خاندان و مظفر خان مرحوم
 کے ناموس کی رتھوں پر بیٹھ کر موٹی سیلی چاند نیاں ہوئیں بھٹن علی اند القبا
 سیانوں پر بھی باد جو اسکے کہ ایک بھالی سیر بخشی تھا اور دوسرا مفت نزل
 فی الواقع تھا غایت کا سی سے کیونکہ صبر کا میاں رتھ ایک جھکڑے کے
 ساتھ لنگے مقرر تماشا یوں بازار یوں کے جین آدے کہ اس میں کوئی چمک
 چاندنی رشک پر سی جلوہ گر ہوگی پس دانی سواری کی رتھ یا سیانے کا سر
 ہونا یعنی ثقہ امیرون کے نزدیک بھی سخت معیوب ہے اصل یہ ہے
 کہ سواری اسکی فی الحقیقت اچھی ہے طور طرز اپنی اپنی پسند پر ہوتی ہے
 پر چھوٹے بہت بڑے اور سوائے اسکے بھی بہت سی پاتے ہیں فراغت
 چار آدمی گپ مشپ کرتے ہوئے بیٹھے چلے جاتے ہیں اور سفر میں کیفیت
 حشر کی اٹھاتے ہیں لیکن اسکے پیٹے وہ ہوتے ہیں چھتری دار ہو یا مسند
 اگر ڈھانچا اسکا کچھ ٹھیس پائے کے ساتھ ہلکا ہو تو سمجھو لی کہلائے گی اور بہت
 چھوٹا اور سبک ہو گا تو گھنی اسکے بیل بھی حد چھوٹے ہوتے ہیں انھیں
 گینے کہتے ہیں قسم ہی انکی علیحدہ ہے اور چار ہیروں کی رتھ وہ اس سے
 کہیں بہتر ہے بہ نسبت اسکے اپنے اپنے سے کم گرتی ہے چکر لا بھی آئیں
 تھوڑا لگتا ہے امیر امر کی سواری کے قابل ہوتی ہے فی الواقع یعنی آری
 ہی خوش ڈول سبک نقاشی ہوتی ہے کہ دیکھنے والے نقش دیوار جانتے
 ہیں اور ساز بھی اس پر مانتی سادے یا کار چوبی وغیرہ نہٹ صفائی اور

جس کے ساتھ اگر سورج اسوقت زمین پر ہو دے تو اپنی رتھ سے اتر
 اٹھیں آبیٹھیں اور راجہ اندر بھی دیکھتے تو اپنے تخت پر پھر بادشاہ نر کے
 پر ساتھ ان خوبیوں کے بچے امرا اٹھیں برائے تفتن طبع کچھ کچھ سوار ہو
 ہن اور بیٹے بڑے آدمی میرزا منشی ہر چند کہ چڑھتے کم ہن لیکن ہر موسم کا
 ساز انکی سواری کی رتھ پر ہوتا ہے چنانچہ گرمیوں میں خس کا اور سردی
 میں جاسیکا جاڑوں میں بانا قی پر اکثر اٹھیں مہاجن صراف جو ہری تھیں
 سوار ہوتے ہن یا عورت ہندو مسلمان کی اور بعضی ادبائش سنگین یا بابا
 کسبیاں اپنی رتھوں پر نہایت چھبھی مافی ساز سجا بیلوں کے گلہ میں
 گھنگر و سنگیوں پر سونے سوار یا صاحب سلیقہ لوگوں نے اور
 کاری گردن نے بنوائیں اور بنائیں چنانچہ ملوک و سلاطین کے واسطے تخت
 نالکی امیروں کے لئے جھالرو اور پالکی اور شہزادوں اور وزیر زادوں اور اہل
 کے واسطے مہاڈول چندول سکھپال میاں اور غریبوں کی عورتوں
 کے لیے ڈولی تاکوئی نجیب زادی اشرف زادی پیادہ پانہ لکے اور
 اسکے قد و قامت کو کوئی نام نہ دیکھے *

گھڑی سال وغیرہ کے ذکر میں

اور یہاں کے ہر مزدور دن کاری گردن کا ایک مختصر گھڑیاں ہے کہ اسی سے
 دن رات کی گھڑیاں ساعتیں دریافت ہوتی ہیں شکل اسکی گوگل گندہ
 دل انگل بھر سے کچھ زیادہ خواہ چھوٹا خواہ بڑا لیکن اثر دھات کا بنتا ہے
 اور طریقہ گھڑے ساعت کے جان نے کایوں ہے کہ کسی مکان میں اسکو

لنگہ کر ایک طاس پر آب میں بالستی تانبے کی کٹوری کہ بلندی و پستالی اسکی
 بارہ انگل کی ہو اور ایک سوراخ اسکے پینڈے میں اتنا جس میں پانچ انگل کی سوراخ
 ایک ٹاشے سوئے یا روپے کی آدے جاوے ڈال دیتی ہیں پانی اس میں آتا
 آنے لگتا ہے آخر ایک گھڑی کے عرصے میں وہ بھر کر ڈوب جاتی ہے تب
 سوگری ایک بار راستہ میں دو نہیں آواز ایک ٹھٹھاگ سے نکلتی ہے اور دور
 ٹھٹھاگ جاتی ہے تھتھ۔ اسے معلوم کرتے ہیں کہ ایک گھڑی گزری غرض اٹ
 دن کے چار چار حصے کئے ہیں اور ہر ایک پاؤ کا نام بھر رکھا ہے لیکن گھنٹہ
 اسکات دن کی کمی زیادتی پر ہے اور دو نو گھڑی سے زیادہ اور چھ گھڑی
 سے کم نہیں ہوتا خلاصہ یہ ہے کہ جب ایک گھڑی تمام ہوتی ہے اسے
 ایک با بجاتے ہیں اور دوسری کے بعد دوبارہ بیان تک کہ پہر پورا ہو بعد اسکے
 از سر نو موافق پہر کی گھڑیوں کے متصل بجاتے ہیں اور دہر کے وقت دن
 اسے شام صبح کو چو گنا اور اسیکا ناؤں گیرے سو اسے اس کے شیشہ سات
 بھی اسی کام کا ہے لیکن جس طے میں وہ ہو وہیں کے لوگ اسے گھڑی
 ساعت کے احوال سے واقف ہوتے ہیں صورت اسکی یہ ہے کہ ایک
 شیشے میں ریت بھر کر اسکا منہ دوسرے کے منہ سے ملا کر خوب مضبوط کر دیتے
 ہیں لیکن ریت دوسرے شیشے میں آنے لگتی ہے جبکہ تمام آچکتی ہے
 معلوم ہوتا ہے کہ ایک گھڑی گزری غرض اسی طور سے دن رات کی گھڑی
 ساعت کو معلوم کرتے ہیں راقم نے ان مصنفوں کو کچھ خیر یہ سمجھ کر نہیں لکھا
 فقط خلاصۃ التواریخ کے مصنف کی بیعت کی ہے کیونکہ ان امور میں ما

اہل فرنگ کے لیے ایسے اپنے دینے میں آئے ہیں کہ ہندو
کارگردوں نے کچھ خواب میں بھی ندیکھے ہوئے بنانا تو درکنار ان غضب
بات نرالی ہے پر خدا حق کا والی ہے *

یہ چند سطر میں علم اہل ہند کے بیان میں

علم بھی ہندوؤں کے یہاں اتنے ہیں کہ ان کا بیان وار لکھنا نہایت کٹھن ہے
کہ اس دریاؤ کا اور چھوڑ کسی پیراک نے نہیں پایا اور اس کا کتا کسی سے
دو بتے کے ہاتھ نہیں آیا اسی میں سے ایک بید ہے کہ سارے کنوؤں کے
بھید اسی سے کھتے ہیں اور دھرم دیا کے رستے وہیں سے ملتی ہیں ہر دنیا
کی وہی بنیاد ہے اور تپیشیوں کی نگری اسی سے آباد کتے ہیں کہ اس جہان میں
پہلے جہم تہہ پانی میں موجود تھا سو اسے اوسکے ہر مخلوق بعد دم و فقود و گشت
اکھی بر کے ایک پتے پر اسکی سطح کے اوپر اٹھو گئے برابر قد سے سوتا تھا کہ
خالق مطلق نے اسکی ناف میں ایک کنول کا پھول پیدا کیا اور اسے اندر
چار سر اور چار ہاتھ سمیت آدمی کی شکل خلق ہوا وہی اس فرقے کے نزدیک
وہ سطر پیدا کش کا ٹھہرا اور پیدا آسمانی الہام ربانی سے اسکی زبانی سنا لیا خلیفہ
اب تلک کہ ہزاروں برس گزرے ہیں سارے چھوٹے بڑے ہندو اس
حکمون کو مانتے ہیں بلکہ اپنے دھرم کی بنیاد اوسکو جانتے ہیں پھر برہما
پوتے متوفی اپ نشد کو ترتیب دیا ایک گانت اسی بید کا ہے اور وہی
بیان وحدانیت کردگار کا اور طریقہ معرفت پروردگار کا تفصیل وار لکھا ہے
بعد اسے اس کے بیٹوں پوتوں نے ٹھٹھا ستر یعنی چھ کتابیں اسے

upnishad
and
six books

اندہ کر کے بنائے اور اس کے بیچ باہمت و شجاعت میں سبھو و سطلی کی بہت سے
 ولیدین ثابت کیے اس میں یہ علم الہی و لدینی ریاضی و منطقی و مناظری پر موقوف
 ہے اور یہ ہر چہ دون آپس میں بعض مقتضات کے بیچ موافق ہیں اور بعض میں
 سوائے اسکے اکثر مواضع سے متفقہ کے روئے کہ ہر ایک دانا و فہم نے
 بقدر اپنی دماغی و بلیغ کی رسائی کے پیدا کیے ہیں انہیں کتابوں کی
 سیر کے نتیجے میں پہلانا یا نئے شاستر مصنف اسکا گو تو نہ ناک حاصل ہو سکتا
 مضمون کا یہ ہے کہ کارج کارن کرتا یعنی فعل و سبب فاعل وغیرہ کو بھی
 موقوف نہیں ہونی اس لئے فاعل حقیقی بے جہت کوئی فعل نہیں کرتا بلکہ
 مختار ہے مذہ کے کیا طاقت کہ انہیں دم مار سکے یا اول و اوسط و آخر
 میں دخل کرے جیسے کھارٹھی کے وسیلے سے ہاندی موافق اپنی مرضی
 کے بناتا ہے اور حکام میں چاہتا ہے مرت تا ہے ان دونوں کی مخالفت
 نہیں کہ کہیں ایسی بنا و عیسی نہ بنایا ہوں نہ کروں نہ کرا سیطرح مخلوق اپنی
 خلقت میں خالق کے ارادے کے آگے بے مقتدر ہے اور مجبور و دوسرا
بشکل یک شاستر بنانے والا اسکا سوانہی کنٹرول اس سے یہ ظاہر ہوتا
 کہ ہر کار و قت پر ہے جو کام غیر وقت کیا جائیگا سو اسے حسرت کی کچھ
 نہ آئیگا یا نہ اگر کسان بے موسم کچھ بواگا اپنے بیج بھی کھو دیگا و نہ
 بر سے یا سینے پر کھیتی میں ایک دانہ نہ آئیگا اور اسکو سوای شریاس
 کے کچھ پھل نہ مائیگا بس جو کچھ ہے سوزنا انکی پرستش کیا جا رہی ہے
 اسکے تاثر فعل کی محال ہے اور معدوم کام وجود ہونا اشکال تیسرا اسکا

جمع کرنے والا اسکا سوامی کیل اسکا ماہر حق و باطل کو جدا کر سکتا ہے کہتے
 ہیں کہ جو شے کہ چھیرنے چھوٹے دیکھنے میں آدے وہ آنا اتان ہے اور
 فانی اور جو ایسی ہندوہ اتان ہے اور باقی غرض جسم کو فنا ہے اور روح کو
 بقا پس آدمی کو چاہئے یہاں تک سعی کرے کہ آنا اتان سے اتان خوب
 چاہے جدا کر دے اور پرہم اتان میں بسط خدا محض سے ملے جو تھا پانا نکل
 جامع اسکا سوامی اننت جیس دم کا طر لہ آتھنیں سے نکلا ہے اسکا مستی
 کا آئینہ باطن ایسی جلا پاتا ہے کہ ہر ایک کے دل کا بھید آسپر کھل جاتا ہے
 حائین انکا پچھلا احوال جبکا چاہے کہہ دے اور اُسین ہو برابر فرق نہ پڑے
 جسم ظاہری ابھی اسکا اتنا سبک ہو جاتا ہے کہ جیوقت ارادہ کرے باطن
 اُسے اور پانی پر پھرے یا نیچو ان دیدانت شاستر مولف اسکا بیاس
 دلو عالم اسکا صاحب توحید ہوتا ہے وحدت اسکی آنکھوں میں ایسی سماں
 ہے کہ دوئی نظروں سے گری جاتی ہے کثرت کو دہی سمجھتا ہے اور وحدت
 کو تصنیف عقیدہ اسکا یہ ہے کہ ہر چند کائنات اُسی سے ہے پر جو کچھ ہے
 سو وہی ہے غرض جو مٹی کو گزے سے اور لہر کو پانی سے چمک کو سورج سے
 نسبت ہے وہی موجودات کو اسکی ذات سے چھٹا میا نسا شاستر تریب
 دینے والا اسکا سوامی جین جانتا اسکا شاسترون پر مقدم کیونکہ صاحب
 تعلق کا اعلیٰ اسی پر ہے کہتے ہیں جو کچھ ہے سو عمل ہی ہے سوائے اسکا
 بیچ جب تک کھیت والا نہ ہوتے تو بیگا کھیت سے کیا خاک کیو لگا جسے
 جو بویا دی اٹھایا حاصل ہوتا ہے کہ مفلسی دد نیکی بدی بہشت دد ورنہ

تمیجہ عمل کا ہے اور سوا ہے ان چھ کے دھرم شاستر برہما کی کے فرزند
 نے بید سے نکالا ہے کام کاج کسب چلن کہ برہمن چتری بیس سودر کی گزرا
 کے بن اسکی وہی بنیاد ہے اور چار اسرم یعنی چار طریقے برہمہ چرچ کر غنت
 پرست سناس وغیرہ ریاضتین عبادتین خیر خیرات دان پن برت جس طرح
 سے کہ چاہے اور ہر ایک گناہ کا کفارہ و نذر نشون کا چارہ انواع و اقسام کے
 جھگڑے قضیہ کا فیصلہ عدالت کا رویہ اسی سے ماخوذ ہے اس علم کو فارسی
 زبان میں فقہہ کہتے ہیں بیا کر ان ایک علم ہے کہ سنسکرت کی زبان کے
 مفرد مرکب کلیموں کی بناؤں کا جاننا اور ایک حال سے انکو بجاں دیگر گردانا
 کی عبارت کا ٹھیک پڑھنا اسی پر موقوف ہے جب تک اس علم میں ہند
 پیدا انکر لگا انکی عبارت درست نہ پڑھ سکے گا بجا بجا ٹھوکرین کھائے گا آخر گر لگا اگر
 کوئی چاہے کہ بد دن نحو مرث کی شقی کے عربی عبارت صحیح پڑھ سکے یا اس
 زبان کی کتابوں کے مطلب جون کے تون کہہ سکے کیا مجال دیسی سی بدو
 اسکی مشاقتی کے سنسکرت کی کتابوں پر روانی امر محال کہتے ہیں شیشیناگ
 حال زمین انکی عنایت میں ہے اسنے اسکی شرح کی ہے سوا سے اسکے
 اور بھی کہتے داناؤں نے اس فن میں قاعدے قانون ایسے ایسے بنائے
 کہ مبتدیوں پر مشکل شکل مسئلے آسان ہو گئے تھوڑا لاپران یعنی علم تواریخ
 جو کوئی نفوس و ہسیہ کا حال عالم ملکوت کا احوال خلقت کے پیدا ہونے
 کی تفصیل حقیقت قیامت صفراء و کبر کی کیفیت راجاؤں کے انسا
 پیشین کے قیے دریافت کیا چاہے وہ اسکو پڑھے کہ مرہم ہیاک گناہ

کتاب ہے ہمارا اسکا گورہی کلنگی گونگے بہرے اندھے کانے کو لے لنگے
 بچے کو سوائے آنکے جو آزاری کہ ہمیشہ تپ میں ملتا ہے اور جب کاقتدا
 ملتا ہے جب چاہے تباد کے خلاف عمل کا یہ نتیجہ ہے کہ تو نے اس کے جہنم
 میں کیا تھا اور اس سے چھکارا اس دان پن سے یا اس برت ریاضت سے
 پاویگا اگر اس شخص نے اس کے کہنے پر عمل کیا خدا کے فضل سے ثرت چکا ہوا
 لیلہ و فی ایک کتاب علم حساب میں ہے اس کی مہارت سے مشکل مشکل
 سے حساب کے اور دشوار دشوار عقدے دقیقہ ہند سے کے حل کر سکتا ہے
 بیدک بدیا علم طب ہے شاق اسکا انسان کے بدن کی ماہیت سمجھ
 پانتھک جسطرح سے کہ چاہے جانتا ہے اور اعضا کے جوڑ توڑ ربط وضع ہست
 نبض کی کیفیت مزاج کی حقیقت بخوبی پہچانتا ہے بلکہ تشخیس ہر ایک بیماری
 کی اور تدبیر ہر ایک آزاری کی اس سے ہو سکتی ہے اکثر اوقات بگڑے
 ہوئے مرض کی دوا اسی سے بن پڑتی ہے بانی اس علم کا اگرچہ پاس دیو
 لیکن اور بھی داناؤں نے اس فن میں نئے نئے معقول معقول تصنیف کی ہیں
 اور جا بجا رواج دیئے ہیں جو تک بدیا علم نجوم ہے خواندہ اسکا ستاروں
 کی در آمد برآمد کا وقت ہر ایک برج میں بنا سکتا ہے اور انسان کے طالعوں
 کی سعادت و محنت بلکہ رافع و خست کی تدبیر میں چاند گہن سورج گہن کی نشان
 اور تاثیر میں جتا سکتا ہے اہل نجوم و عرب اس علم کو انبیاء کرام سے نسبت
 دیتے ہیں لاکھ ہند واسکے ظہور کا سبب آفتاب کو جانتے ہیں اور ایک دو
 اثنین سے بید کو بھی اسکا ماخذ کہتا ہے سادہ رک بدیا خواندہ اسکا

کے ہاتھ کی لکیر دن اور رات کی چیمون کے لحاظ سے چال ڈھال کے طریقے سے اور بعض اعضا کے خال و خط سے برا بھلا احوال آئندہ بتا دیتا۔ شگن بدیا، آئندہ اسکا انسان حیوان چرند پرند کی آواز سے شگن لیکر حقیقت حال سے اور اسکے آل سے اطلاع بخشتا ہے اور یہاں کے لوگوں کے شگن مشہور ہیں سسر بدیا جاننے والے اس کے داہنے بائیں نتھنے کی سانس سے کہ ہر روز ایک وقت معین پر آتی جاتی ہے سائل کو شگن کی خبردار کرتے ہیں اگر بدیا اسکے پڑھنے والے کو طبع بطح کی پڑھنی سے سحر و جادو کے چلن میں استاد جس بادبلاس کو ارادہ کرے ایک آئینہ بھو عالم حیات اسکے سامنے سر جھکائے کٹھن کٹھن میاریون کی ود اگر بڑے بڑے آزاریون کو چپکا کرے دولت و منفعت جتنی چاہے پیدا کرے ٹوٹا کھانا کھوڑے دوستوں کو اپنے نہال کرے اور دشمنوں کو پا پمال کامرو بدیا اسکا عالم سانپ بچھو و غرو کے سترون کا حاکم ہوتا ہے اس کے کان کی چڑھی ہوئی لہر چاہے تو اتارے اور اتری کو چڑھا دے ہوا سے منتر کے زور سے جسکو آئین سے چاہے حاضر کرے بلکہ نصب بھی ہر ایک سانپ کا کہہ سناوے و ہشک بدیا آگاہ اسکا کرتب تیر اندازی کا جیسا چاہے جانتا ہے اور کامل آس فن کا قوت طبیعت سے وقت پر تیر سے کتنے ہیں تیر کا لکر دشمن کے سینے کو چھانتا ہے رتن پر چھپا اس ہنر کا جاننے والا اعلیٰ موتی میرا پتا پر کھ لیتا ہے بلکہ ہر ایک جو اہر کھ سیر بنا دیتا ہے کوئی سسگرزہ نہیں کر اسکی خاصیت و پیدایش کا حال آپ

ظاہر نہیں اور کوئی ٹکینہ نہیں کہ اسکی ماہیت سے وہ ماہرین بائسکائی
 یعنی ہماری اسکی مشاقی سے قسم قسم کی عارضی طرح طرح کی پھول زبان خون
 نہیں بامیں شایستہ بنا سکتا ہے اور ہر ایک مکان خاص کے خواص
 بنا سکتا ہے رسا میں بڑیا یہ علم اگر سیکھے تو سونا روپا تانا پارہ وغیرہ
 مار یوے بکرا رکھ سے روپا سونا بنا کر دکھا دیوے اسی صنعت کو مہوسی کہتے
 کہتے ہیں اندر جال ایک علم ہے عالم اسکا انواع و اقسام کے طائفہ
 اور عل تسخیر کے باعث سے ایک عالم کے دلوں کو بھانا ہے جب چاہے
 جان کو اپنے تن سے نکالے اور دوسرے کے بدن میں ڈالے سو اسے
 اسکے ایسے ایسے اچھے دھارے دکھائے کہ ساری خلقت بھیجا رہ جائے
 گاندھرب بڑیا یعنی علم موسیقی اسکے عالم پر چھ راگ تیسرا گنی کی بہت
 تین گرام کی حقیقت سات ستر کی نسبت کھل جاتی ہے تک دھرب
 سنگیت کی ریت اسی سے بن آتی ہے جس راگ کو چاہے مجھ تجھ سے
 گائے اور جس ساز پر ارادہ کرے بخوبی بجائے اپنا تو ایسے گئی کے آگے بات
 ہے کیونکہ بے مال کی بہت کھیت اسیکے ہاتھ ہے منت بڑیا اسکی دریا
 کا فائدہ بازیگری چالاک دستی پٹے بازی وغیرہ ہے اس فن کے مشا
 ایسے ایسے کرب کسب دکھاتے ہیں خصوصاً ہڈیاں انکی ہلائے لے
 دریاں جوان کو بوڑھا کرین اور بوڑھے کو جوان بانس پر گود میں لڑکائی
 چڑھ جائیں رستی پر دوڑتی علی آئیں ہونٹوں کے سہارے سے موتی پر
 بڑے بڑے ٹکھٹوں کے لیان ایک اہن کو مین غرض انکی چالاکیاں

بے باکیان و عیان میں نہیں آتیں پھر زبان کیونکر کہے اور قلم کیسے طرح لکھے
 بعض تو ادھنیں ٹھٹھان کہلاتی ہیں اور بعضی بھان تیان کا مٹھا ستر کوک
 بھی اسکو کہتے ہیں اسکی مہارت سے چور اسی آسن کے عنوان اور ہر ایک کا فائدہ
 و نقصان معلوم ہو جاتا ہے اسکا ماہر عورت کو جامع میں تھکاتا ہے سرک پک یا
 ایک علم ہے اسکے جاننے سے قسم قسم کے مردوں کے احوال اور طرح بطرح کی
 رنڈیوں کے اطوار دریافت ہو جاتے ہیں اور نئے عشق و محبت کے رویتے
 طریقے بخوبی سمجھ میں آتے ہیں گنج شناس ستر بار اسکا ماتھی کی نیکی بدی علم ملک
 ہر ایک اسکا عیب و خیر بخوبی پہچانتا ہے سوا اسکے ہر ایک بیماری کے
 علاج کا سلیقہ اور اسکی تندرستی کے حفظ کا طریقہ جسطرح سے کہ چاہیے جانتا
 سنا لو تیر دیا اسکی دہشت کا نتیجہ یہ ہے کہ گھوڑے کے عیب ہرگز نہ شک
 وغیرہ بے تاہل پہچان لے بلکہ جو عیب پھر آئندہ نکالے گا اسکو فی الحال بتا دے
 اور اسکی ہر ایک بیماری کی دو اموافق قاعدے کے کرے اندیشہ کہ اس بات
 میں بخوبی کے

چند سطر میں سیرت حسن ہستان کے فقیر کے اسباب انکی کرو جو
 پہلی گروہ سناسیون کی طریقہ آنگا خواہش نفسانی و لذت جسمانی کا چھوڑنا اور بے
 شاد و مین لکھیف والا ایطاق سے منہ ہنوز ناپدن کو یہاں تک مٹی لگائے
 رکھتے ہیں کہ نہیں جم جاتیں مین اور بالوں کو استقدر الجھائے رکھتے ہیں کہ مین
 بند نہ جاتیں مین دن رات و عیان معبود سے لگائے اور اسکی بندگی میں
 جھکائے رہتے ہیں نہ کسی سے ملاوہ نہ کسی چیز کی تمنا سر سے یا دن تک

ننگے جھبھوت سر پہرے ٹٹک دنا موس کو تجھے راہ سولائین کیا کیا صوبہ تیرے
 میں اگر یہ ظاہر انکا خراب حال ہے لیکن باطن وانا کے فیض سے مالا مال ہر جذبہ
 انہوں نے بنائے جسمانی برباد کی پر عمارت روحانی آباد کی ایک فرقہ این
 سے چپ سادھے اپنے نفس سے مباحثے سنا طے کر رہا ہے کسی نے
 اپنے تن بدن سے دست بردار ہوا آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر دین مطلوب
 کا پکڑا ہے کوئی درخت میں التا لٹک کر نفس امارہ کو تپشیا کی آگ میں جلاتا ہے
 بعض اپنی عبادت کے مقام میں صبح و شام رام سے لو لگائے کھڑا ہے کوئی
 اس جہان کی دید چھوڑ مسوچ سے ٹٹکی باز دھ آس عالم کو دیدہ دل سے دیکھتا ہے
 غرض یہ لوگ اوقات اپنی چپ ہی میں گزارتے ہیں اور ہر آن میں اپنے
 نفس کو مارتے ہیں انکی عبادتوں کے چلن کٹھن ہیں دوسرے کی کیا طا
 کہ انکو آد کر سکے بلکہ انپر دھیان بھی دھر سکے شل مشہور ہے جا کا کام تا ہی کو
 چھاجے الراس گروہ کی ہر ایک قوم کا ناؤں اور راہ و رسم کا بیان عبادتوں
 کا تمام عنوان لکھنے میں آتا تو قصہ بہت بڑھ جاتا دوسرے جو گیون کی یہ
 بھی اپنے خدا کی یادوں زات کیا کرتے ہیں اور حبس دم کی کثرت سے سیکڑو
 برس جیا کرتے ہیں باوجود بار ریاضت انکا جامہ خاکی ایسا ہلکا ہے کہ ہوا
 اڑتے ہیں اور پاتی پر پھرتے ہیں محل کے زور سے جب چاہیں اپنی روح کو
 نکالیں اور دوسرے کے جسم میں دالیں جسکی شکل چاہیں بن جائیں غیب
 خیرین کہہ سنائیں راکھ سے تانبے کو سونا کر دین جادو کے زور سے ایک عالم
 مودے لیں بیرون سے انکو صحبت بیتا کون پرانی حکومت مرنے ہوئے آزار

بات میں چٹکے کرین ہر اے منکی ترزت بوجھ لین بے پروائی نا آشنا می
 بیت ہے کہ جو گلی کس کے سین پر چنڈ کہ منتر خیر ہو سی کیا گری کیا گری
 کہ بھی سکت ہے پر جو گیرن کی ان کا منہ میں شہرت ہے تیری سیر اگر گلی
 سچ ہے تو سیراگ میں بھرے اور جو گ میں کھرے ہیں اوقات انکی سیر
 نرے سے کشتی ہے دنرات اپنے اپنے طور کی تمیشا میں لگے رہتے ہیں
 اور رام کی نیند میں بچے خلقت سے وارستہ خالق کے آگے دست بستہ
 ہر ایک اپنے اپنے مرشدوں کی راہ پر چلتا ہے اسکی پگ وڈی سے
 باہر نہیں نکلتا اکثر اہل مذاق امین استثنیٰ اپنے خدا کی وحدت و معرفت میں
 بنا بنا صبح و شام گاتے ہیں اور رنگ رنگ کے ساز بجاتے ہیں انکے
 عقیدے میں خاص عبادت معبود کی اور راہ کشود کی یہی ہے کہ کئے جا
 و حد میں اگر بے ساختہ مانے لگتے ہیں بلکہ چرخ مارے پھرتے ہیں انکے
 نزدیک خلاصہ عبادت کا اور طریقہ ہدایت کا یہی ہے یہاں تک کہ اس
 کیفیت میں جسے ایک قدم بھی دھرا ہے اپنے اعتقاد میں ایک درجہ منزل
 مقصود کا ملے کیا بنے اسکا نام زبان میں سے نکلے ہیں اور اسکی یاد
 سحر میں پھیرتے ہیں کہتے مراقبہ کے خاص خاص سو تو نکا و دھیان باندھے
 بیٹھے ہیں تہتیرے بیدارت شاستر کے مطالعہ میں لگے ہیں کہ واحد
 سخلق کی وحدت کے ہر ارد معرفت کے آثار دریافت کر کے اپنے فائدہ
 و لکو پر نور کرین اور اسکی تاریکیاں دور کرین انہیں بھی پہلے فرستے ہیں کہ
 اپنے اپنے پیشوا کے نام سے یگا اجاتا ہے جو سچھے نامک پنہیون

کی آداسی بھی یہ ہی کہلاتے ہیں سرگردہ ایکایا مانا کہ یہ بھی ایسے ہی تھے
 کے ارشاد کے بموجب خدا کی حمد و ثنائیں رہتے ہیں پر انکی عبادت کا خلا
 یہ ہے کہ مرشدوں کے بنائے ہوئے دوسرے چھند کیت کا کار کھانے
 کو محفوظ کریں اور کسی چیز پر دھیان نہ دھریں یا پانچویں جہتوں میں رہیں
 کی یہ بھی اگر کسی کٹھی یا مضمتیں بڑی بڑی تختیں کرتے ہیں چالیس چالیس
 برتے رہتے ہیں بھوک پیاس کے دکھ بدتوں سے ہیں ایسے جسم کو چوٹی
 نہیں پاتے کھانے پینے کا نام بھی اکثر زبان سے نہیں نکالتے برسات بھر
 چلے پھرتے نہیں بلکہ پانی بھی نہیں پیتے کہ مبادا کسی کٹھن سے کھڑے
 تو صدمہ پہنچے انکی بڑی تیشیا جاؤں کی رکھی ہے ایسے ہی آگ نہیں
 کھانا نہیں پکاتے عمارت کا مینا چراغ کا جلا نا کوؤں کا کھانا ملک انسانی بھی
 نکالنا برا جانتے ہیں کہ شاید کسی جالور کی اذیت کا سبب ہو علاوہ اس کے
 ترکاریاں سبز سیوے مطلق نہیں کھاتے کیونکہ ان کے نزدیک ایسی چیز
 جانداروں کی مانند ہوتی ہیں اگر بہت بھوکھے پیاسے ہوتے ہیں تو موات
 حاجت کے اپنے مریدوں کے گھر دے تاکہ تاکہ کھاپی لیتے ہوں
 اور کپڑا بھی ضروری ہی اپنے پاس رکھتے ہیں خالق حقیقی کے قائل ہیں
 کیونکہ ان کے مرشدوں کا فرمودہ یہ ہے کہ جیسے گھاس آپ کے آپ اور کسی
 اور بونے والا اسکا کوئی نہیں دلیے ہی انسان و حیوانات وغیرہ کی پیدائش
 بھی بلکہ قدیم سے رہیں چلی آئی ہے اور عذاب آخرت کو بھی نہیں مانتے
 کہتے ہیں کہ انسان کا جسم مجموعہ یا عنصر کا ہے جس سے پاس یا مشین ہو اور عنصر

اپنے اصلاح سے مل جائیگا یہ مذاہب کسپر اور کسکے واسطے چنانچہ اسی باعث آگ
یا فی مردوں کو دینا جس طرح کہ مذہب دونوں کے مذہب میں رواج آئے نہ یک
یہی کہتے ہیں اگر نیک چراغ میں تیل ڈالا گیا فائدہ ملت بہہ ہے کہ سہرے
باہون کو چینی یا آسترانیر کے ہاتھ سے لگوانا بدعت جانتے ہیں اور اپنے ہاتھ
سے اکھاڑنا عبادت خاص یا سنت اٹنی و تون مکرنا منہدہ و ہونا ناپاک رہنا
نہانا اگر گوشت سے ہاتھ بھر جائے نہ دھوئیں ناپاک بخانین اسی لیے تمام
کہ صانع سلاق کو رحن اور ثواب عاقبت کا بیشک جانتے ہیں اس فرستے
سے بیزار ہیں اور ان سے ہم صحبت ہونا کلبہ بولالہ اسی واسطے کہتے اور یوں
کہتے ہیں اگر ایک طرف سے مست ہاتھی مر کھنا نہ بخیر خزانے ہوئے آتا ہوا تو ایک
طرف سے سیڑھا ہاتھی کی طرف جائے اور اسکی طرف منہ بھی نہ کیجے برعین بھی
مذہب قدیم کو جو یہ کے موافق شروع آفرینش سے رائج ہوا ہے مسلم جانتے ہیں
اور اس طریق کو کہ کسی فرقے نے آپہی آپ ہدایت کے لیے اختراع کیا ہے
نہیں مانتے سوائے اسکے کہی مخالف نبی کو اپنے مذہب میں نہیں لاتے
ہر چند وہ منت کرے اور جو کوئی اسکے طریق سے برگشتہ ہو کر دوسرا مذہب اختیار
کرے پھر اگر اسکے دین کا طالب ہو اسکو بھی اپنے دھرم میں نہیں لاتے اگرچہ
بہتیری سماجیت کرے اور اس مذہب میں چار آکسرم یعنی چار آئین ہیں
پہلا سر ہمہ چیج وہ عبارت اس سے ہے کہ یاد نہ کرے اور علم ظاہری ملانی
کی تحصیل تکمیل میں لگے دوسرا کرہست یعنی شادی کر کے خاؤاری
کے کاموں میں مشغول ہووے تیسرا ابا ان پرست اور وہ یہ ہے کہ

جب او ہیر ہوا اور بیٹا صاحب اولاد تب گھر بار چھوڑ کر جوہر و سمیت جنگل میں
جاوے تپشیا میں دھیان لگا دے اور پھلون کے سوا سب کچھ کھجھا دے
چوتھا سینا س نے نئے سب علاقہ ن سے بالکل ہاتھ اٹھا کر سخت سخت ریاضت
شکل شکل عبادتیں کجا لادے اور چار فرتے میں پھل ہاتھ کا آئین اسکا
بید خوانی اور علوم حقیقی میں اوقات بسر لہجانی و دوسرا پتھری کا کام اسکا
عدالت سپہ گری تعلیم اہل بیت کا چلن اسکا سوداگری سودہ لینا دینا سوا
اسکے اور بھی کسب کرتے چوتھا سودہ کا اسکا شیوہ سوا کرنی ان تینوں
فرقوں کی القہہ ہندوستانی کیا ہندو کیا مسلمان اکثر خوش پوشاک خوش خور
ہنس کھنیک سیرت ملن سار دفا دار چلن کے اچھے آشنائی کے کیکے بات
کے سچے خلیق شفیق رحم دل قابل قایم مزاج صاحب فیاض میر چشم آشنا دوست
عالی ہمت صاحب دیانت ہوتے ہیں چنانچہ مہاجن ایسے اگر کوئی شخص
ہزاروں روپے اپنے محفی کسی صراف کے پاس بطریق امانت بدوشہاوت
رکھواٹے پھر حیرت انگیز وہ سب عذر بلا توقع اس وقت حواس لے کرے
اور جو کوئی خوف راہ کے سبب یا کسی اور باعث اس قرار پر اپنے روپے
اسکو سونپے کہ دین نلائے شہر میں لوٹگا یا میرے عیال بان میں انکو بچھون
تب بھی وہ ایک قابل نفع پرائیوٹ لیکر ایک کاغذ کے ٹکڑے پر ہندی خط
بدون لفافہ دھراپے اس گماشتے کے نام پر جسکی درکان اس ملک میں
کچھ لکھ دیا ہے جب وہ شخص اس پاس پہنچتا ہے وہ خوش معاملہ ہوتا ہے اس
لکھ کے بلا حجت روپے اسکا ہاتھ دیا ہے تاہو جاسا گھر دست باز دے

میں این کا پلن کمقدر استی و رستی کے ساتھ ہے اس طرح کے نوشتے کو رستی
 مندی کہتے ہیں۔ اس کے نفع کو ہندوان اور اگر وہ شخص کیسے نام پر پھر اسے
 تر اس پر زب کو مدہ اسکے خط و دھراف اپنے گناشتے کے پاس بھی بچا دیتا ہے
 اور اس کی سید اسکو منگوادیا ہے ہر چیز ادا کتنی ہی دور ہو اس طرح کے نوشتے
 فقط مندی کہتے ہیں جب تر اس سے یہ ہے اگر و رستی مہدی والا سوا
 مکان چھوہ کسی اور شہر میں اس کے مذ کے ٹکرے کو کسی دھراف کے ساتھ پیچھے
 تر وہ نہیں لے لیتے اور رشتے اسکے جو اسے کر دے اس سے بھی ایک جتنے
 لیبت ہے اگر کوئی سوہ اگر راہ کے وڑے ایسا مال متاع مہاجرون کے حوالے
 کرے تو یہ یک طینت اپنی اجرت لیکر اسکو مہاجران مالک کہے فقط وہاں
 سے بھگت پھر دیوین اور نقصان اپنے ذمے لیوین اسی سوائے گانا دیوین
 ہیمان ہے بہت جتنے ہیں ہاشندہ ہندوستان پر قابل و دانا اور سارے ہندوان
 جو کہیں منہ سے وہ برہمت کریں وہ دوا و سندھ میں نہ تفاوت کریں وہ طر
 حیا سترم دوا اتھین ہے نہ لطف و کرم جو دوا عطا اتھین ہے نہ عالم اللہ
 میں یہ ہے انکا حال وہ جان تھاب دیتے ہیں کیا چیز مال پر لیسن بھی لکھتے
 میں سخاوت بشر پر ایک میں موجود ہیں ملک کے ہنر پر

چند سطرین سپاہ کی کیفیت میں

اور سپاہ اس دیار کی بیشتر و قادار جان نثار ملک حلال خاوند کے کام پر جان
 سے ورنہ ذرے رفاقت پھر ڈسے مرے پیچھے ذرے بیشتر مہاجران کے
 سجنون باننا زونفا قاعدہ یہہ ہے جب تیر گولی وغیرہ سے زہت گزرتی ہے

اور متحد بحیر کی سمیت آتی ہے تب گھوڑے چھوڑ دیتے ہیں اور تلوار میں
 بیوقوف کرتا رہتا رہتا ہوتا ہے میں اس واسطے کہ اگر طرفین سے ایک دوسرے
 پر تائب آئے تو اس وقت ایسا نہ ہو کہ کچھ درست پھر جائے اور یہ ہمیں سنا
 کہ سوار تو ہٹیں میں آداب گھوڑہ کو بھجکائے اور جان میں سلامت لیجائے کہ
 جان جب چیز ہے اور نہایت عزیز مثل شہور ہے ہی سر کھیا پانہا نے نہ ددی
 اوس سے پہلے ہی پائی گریز کو کاٹ ڈالے تاکہیت ہاتھ سے نہ جھپے گو سر
 کٹے تو کئے ایسا بت بہادر ہونامی ہیں وقت ستینزدیدن میں نہیں رکھتے
 پائے گریز نہ قدم آئے ہرگز نہ بیچے نیرین بہیم کٹ مرین انہا ایسے لڑیں
 پڑے انہیں چل کب وہ یہ ہیں اپل نہ ہرگز ٹھیں گوز میں جائے مل پڑا
 بعضے زمیندار بھی یہاں کے جو کسی سبب حاکم سے پھر جاتے ہیں تو لڑائی کے
 وقت کتنے بھائے ہند اپنے متعدد عورت پر تعین کرتے ہیں مہو وقت انھوں
 دیکھا کہ حاکم غالب آیا اور انھوں نے زندگانی سے ہاتھ اٹھایا اس وقت وہ
 مارے غیرت کے سنگدلی اختیار کر کے ایک لخت عورتوں کو قتل کر ڈالتے ہیں
 پھر آپ بھی مارے جاتے ہیں اسی فعل کا نام جو ہر سے پر یہ حرکت کچھ مینا
 ہیں سے خصوصیت نہیں رکھتی بلکہ بعضے نجبا غیرت مند بھی جس وقت دیکھتے
 ہیں کہ آبرو میں یا لگتا ہے تو یا دشا ہوں سے بگڑ بیٹھتے ہیں جان سے
 لڑ جاتے ہیں پر ان یان سے ہاتھ نہیں اٹھاتے چنانچہ راقم نے اپنے والد
 مرحوم سے یہ نقل سنی ہے کہ محمد شاہ فردوس آباد بنگالہ کے عہد میں پیشوا
 نادر شاہی ماری دلی مشفقون میں حسن ذکی خان نام ایک سید بہراج کے بیٹے

اسے نواب عہدہ الملک امیر خان بہادر مرحوم کے رفیق تھے نہایت باہمت
 صاحبیت آتش پرست درامہ انگلیکین سورپے تھا لیکن منشیوں سے زیادہ
 فاکٹر یا شہر اسے کہ اس کے گھر میں پیشتر دوستوں کا مجمع رہتا تھا جسے جو چیز چاہی
 موجود ہوئی غرض میری مصروف کے یہاں ہر مہینے دس دن عشرت رہتی تھی اور
 بیس دن فراغت اپنی ذات کا خرچ یہہ تھا کہ کھانا تو دو چار استادوں کے
 ساتھ بیٹنے کا ایک جوڑا سواری کا ایک گھوڑا لیکن جد چالاک میشت قیمت
 زمین نگام بھی نہایت پر تکلف سنہری ہتھیار ملازم دو خدمتگار و چیلے ایک نفر
 اور کارباری اٹھن میں سے ایک چلا چنانچہ اسکو ہمیشہ یہی تقید تھا کہ گھوڑے
 کے آگے گھاس اور چولہے میں دھونی ہمیشہ رہے تاکہ کوئی بجانے کہ حریف کی
 کے یہاں فاقہ ہے القہر شاہجہان آباد میں ایک دن کسی پٹھان کے ہاتھ
 سے ایک گھسیارانا دانستہ مارا گیا اسنے جو سفر کہیں نہ پایا اس بزرگ کی خدمت
 میں آیا اور یوں اظہار کیا کہ جس بستی کے تم سید ہو میں وہیں کا پٹھان ہوں
 میرے ہاتھ سے بے قصد ایک خون ہو گیا ہے تمہاری اسید پر آیا ہوں
 اگر مجھے چھپاؤ اور میری جان بچاؤ تو عین جوان مردی و مردانگی ہے اس نے
 نے بے تامل کہا کہ بسم اللہ بیٹھ تیرا گھر ہے کچھ اندیشہ نہ کری یہ خبر سننے ہی جتنے آ
 کہ پاس آشنائی اور نشہ مردی رکھتے تھے اگر آپ کے شریک ہوئے فرم سے
 کچھ زیادہ بھلا آدمی مرنے پر مستعد ہو میٹھے کو تو ال کا سپاؤ نہ پڑسکا کہ ادھر کا
 ارادہ کرے کیونکہ سرگزار دنگا سامنا اس سے ہو دے جو پہلے اپنی جان سے
 درگزرے آخر یہ باجرا حقور اعلیٰ میں سن عن عرض ہوا وہیں عہدہ الملک

کو فرمایا بھیجا کہ حسن ذکی خان تمھارا رفیق ہے اُسے سمجھا دو کہ اُس خونی سے دست
بردار ہو اور بلا مہلت بندگان حضور کے سپرد کرے تا وہ اپنے کئے کی سزا پاوے
اور ایسی جرات کوئی اور پھر نہ کرے۔ نواب مرحوم نے حکم حضور کے موافق عمل
کیا پر اُس عزیز نے نمانا بلکہ روزگار سے دست بردار ہوا تب نواب نے شاہ
سے عرض کر بھیجا کہ میر ذکی نے اپنی جان اور روزگار سے ہاتھ اٹھایا ہر چیز کہ
اُسکی نافرمانی خانہ زاد کو بھی حدنگوار ہے لیکن اسکا تذکرہ ہونہیں سکتا تا
ہے اگلے جو حضور کی مرضی لیکن گستاخی معاف ہے جس خون کے انتقام
باعث ہزار خون ہو دیں اسکا معاف ہی کرنا بہتر ہے کہ شہر قلیل خیر کثیر کے
لئے جائز ہے آخر حضور اعلیٰ سے خون معاف ہوا پر اُس مرد نے نواب مرحوم
کا پھر روزگار کیا اور میان عاقل کنیل پوشون کے سردار کی دسالت سے
نواب مصفا الملوک خان دوران بہادر کی سرکار میں نوکر ہوا پھر انھیں کے
ساتھ نادر شاہ کی لڑائی میں کام آیا پر لاش اُس جوانمرد کی عاقل بگ
کی لاش سے بیس دم آگے تھی بیت جو اُسے کیا تھا وہ مردوں کا کام ہے
قیامت تک اسکا نام پڑنا ہے سخن جان جو کھون اٹھائے پڑے بات
باقی جو سر جائے جائے نہ اب وہ سپاہی نہ دے قدر دان پڑ ہی کہنے
سنے کو ایک داستان ہے

عورتوں کے اوصاف

عورت اس ملک کی یعنی بعض ہندوستان جٹو اپنے خاوندوں سے ایسی عشق
کی حالت ہے کہ سوز فراق کی جلن سہہ ہی نہیں سکتیں اور اُن سے جدا کی دھڑکی

ہی نہیں سکتی دسے بعد انکے مرنے کے لباس لہنوں کا پہن بناؤ سنگا کرن
 محسن اگر گجاسر نہ جانا اسکی لاش کے ساتھ اگر موجود ہو بہین تو اسکا کپڑا ہاتھ
 میں لے آگ میں جل جاتی ہیں اور اپنے سونے سے بدن کو راکھ بناتی ہیں تا
 دنیا میں نام انکار روشن رہے اور عقبی میں بہت سا سکھ لے رباعی *
 نصبت نہ سی سے دو تیشا گلیں پڑا دین اور زمین ہے ملا وہی کہیں پڑوہ
 آگ میں جل جاتی ہے سروے کے لئے خود یہ کرفجی شمع کے چرنا بھی نہیں پڑوہ
 بعضیاں آئیں گو نہیں ملتیں پردہ فادیا کے باعث اچھا پہنا اچھا کھانا سوا
 اسکے بوزیب و زیت کی چیریں میں بعد اپنے فغم کے ترک کر تی ہیں رات
 تپشیا میں گاٹھی ہیں اور دکھ بھرتی ہیں اگر وہ نوجوانین کیوں نہوں ملک ایک
 رات کی بیابی بھی اسی طریق پر چلتی ہے اور تمام عمر آگ بغیر چلتی ہے نرفن ورا
 ٹھکر کرنا انکے مذہب میں عاقبت کا گھر کھونا اور دنیا میں سارے کٹھ کا پاؤں
 دبوڑا ہے اگر پستانوں کے دین میں ناری کا کچھ گنا نہیں لیکن اکثر یہاں کے
 باشندوں کے خاندانیں بھی یہی رسم جاری ہے خصوصاً مقببات میں تو یہاں
 ملک ہے اگر فقط سگنی ہوئی ہو اور اسکا سیتھر مر جائے تو اسکو زندہ سال پہنا کر
 سسرال میں بھجودیتے ہیں یا یکے ہی میں رکھتے ہیں حاصل یہ ہے کہ وہ اپنے
 زندگانی مبارک و قرآن جوانی میں لبلو ہواؤں کے بھر کر تی ہے جب تک
 جیتی ہے دکھ ابھرتی ہے ہر چہ کہ اسکا ولی سالہ فاضل کیوں نہ ہو پر اس بات
 جابل بن جاتا ہے اور شمع کے طریقے سے ہاتھ اٹھاتا ہے بیت سنی ہونے
 بن بس ایک نام پہنکا پڑوے بن آگ جلنا کام میگا پڑوہ جھٹ جاتی

ہے دکھ ایک آن بھر کر پھر یہ اپنی زندگی کا ہے مرمیہ دو مرتبہ ہے
 یارو ایکباری پڑا ہے رہتی ہے دائم دم شماری پڑا کہاں آغا ناتن جلا نا پڑا
 کہاں دن رات رہ رہ سن جلا نا پڑا غرض عورت وہی ہے خوبصورت پڑا جو
 پہنے ہے سدا ملبوس عصمت پڑا ہے عصمت نیکی تھی کی نشانی پڑا نہ تو خاک ہے
 پھر زندگانی پڑا

محبوبوں کی صفت میں

یہاں کے حسین بھی حسن میں بے نظیر اور چمک میں باہر نہیں ہیں یہہ میں نہیں
 کہتا کہ خوبان سے کوئی ملک خالی ہے لیکن اس سرزمین کے معشوقوں
 کی چال کیل ہے ترش خراش آن وادانماز و انداز سجادت لگاؤ بناوٹ
 بانگین پھینچو یہاں ہے سو کسی اور ملک میں کہاں یہہ بات مشہور ہے
 کہ خاص ملک وہلی بے پھین حسن کے حق میں خاصیت سوہن کی رکھتا ہے
 جو سیم تن نکال باہر یہاں آتا ہے ترش ترشا کر چند روز کے بیچ حسن میں
 کھرا ہو جاتا ہے غرض یہاں کے ہر ایک محبوب کو طریقے و لفریبی و دلربائی
 کے یاد چالاکی و عیا کی میں جسے دیکھو وہ استاد جب قصد کرے ایک نگاہ
 سے واناؤں کو دیوانا بنا دیوے اور زابدون کے لباس نہہ ایک آمین
 ٹوٹ لیوے عابد صد سالہ اسکے ساغر حشیم کو دیکھتے ہی خراباتی ہو جائے
 اور زابد کہنے سال سو ساقی ایسا ہر ایک شاق فن و لفریبی پڑا ہر ایک
 پر قسم ہے لیس جاہر زمینی پڑا جسے دیکھو وہ رعنائی میں یکتا پڑا وادانار میں
 بیلی سے اسطے لب شیریں جو ملک وہ اپنے کھولے پڑا تو شیریں بر قصد

کچھ نبوسا پڑ سدا عاشق کتین بیمار رکھے پڑ جسے آنکھوں سے پاپے مار گئے
 جو دیکھے سقی لکھتے اسکا جلوہ تو دیوے زونمائی میں وہ تقویٰ پیکرے نہایت
 مسلمانوں کا ایمان پڑا اگر چاہے تو ہندو ہوں مسلمان پڑنا دے بیکہ مسجد کو
 دم میں پڑ دکھا دے کفر کا عالم حرم میں پڑ ہے مع خور دیان حد سے باہر
 قلم کا سر ہے لکھے اسکو کیونکر پڑ القدر اس مملکت کی تعریف اور یہاں کے
 رہنے والوں کی توصیف یہاں تک کیجئے مجھے کیونکہ ہر ایک چھوٹا بڑا
 آیا گیا دانا بیٹا اس سر زمین کو سراہتا ہے بکرا اپنی بوڑو دباش بھی یہیں چلتا
 چنانچہ اکثر بلاد کے باشندے آکر رہے اور اپنے وطنوں کو بھول گئے فقیر
 امیر ہوئے اور محسوس سے غنی بیت گوئوں سے مشہور ہے سارا جہان پڑ
 ایک عجب ملک ہے ہندوستان پڑ آیا سحر کو جو یہاں ایک فقیر پڑ شام
 پہلے آئے دیکھا امیر پڑ ہو گیا ایک آئینہ پیادہ سوار پڑ آیا تھا کام ہوا کا
 فی الواقع اوزنگ زیب کے وقت تک بلا شبہ یہی صورت تھی اور آبادی
 کی بہتایت پر فوج سیر کے عہد سے سلطنت میں بگڑ پڑا اور محمد شاہ
 عیاشی کے سبب حال بیشک ہر چند کہ اسکے وقت تک بھی اوٹھنی بیٹھنی کا عالم
 رہا پر احمد شاہ کے عصر میں تو نیز اسی ہو گیا کتنے امیر تھے خانہ نشین ہوئے
 اور بعض نجیب غیرت مند مارتے افلاس کے دروازے بند کر کے مر گئے
 اکثر ترسیر تین تیر ہو کر جہان تہاں جائے خوشامال صوبہ نگ کے باشندے
 کا کہ صاحبان غالبان کی یہاں ریاست ہوئی اسی سبب سے آج تک یہ کہنا
 آتا ہے والا برطرت داو و پیدا ہے مگر ان دنوں اشرف الاشرف مٹا

انصاف کو اب گورنر لارڈ مارکوئیس لزیلی بہادر دام اقبالہ کا استقلال سلطنت
اور انتظام مملکت پر ارادہ ہوا ہے اغلب ہے کہ فضل امیز دی و لطف سرری
سے پورا ہو دے اور چند روز میں پھر کر یہ اقلیم کی اقلیم ہی رونق پکڑے
سیت حکومت رہے اسکی صبح و سناپ ہر ایک نام لے اس کے اقبال کا پتہ
الغرض تمام ہندوستان صوبہ بنگالہ و دکن و قندھار سمیت بیس صوبے ایک
مہر نوے سرکار چار ہزار دو محال کو شامل ہے اور آمدنی اسکی آٹھ ارب آٹھ
کروڑ آٹھ لاکھ اسی ہزار پانسو تر اسی دام ہے ہر گاہ کہ تھوڑا سا صفحوں
اس مملکت کا لکھنے میں آیا اب لازم ہے کہ ہر ایک صوبے کا بھی احوال کچھ
لکھوں اور قلم کی چالاکی در و انگی دیکھوں *

۱۔ صوبہ دار الخلافت شاہ جہان آباد

ہندی فارسی کی تاریخ نویسے یون معلوم ہوتا ہے کہ شہر ستا پور گنگا کے کنارے
پیراگلے زمانے میں تخت گاہ ہندوستان کے بادشاہوں کا تھا وسعت و رونق
بھی اسکی اس عرصہ میں جد سے باہر تھی زبان اسکی بیان سے قاصر ہے اگرچہ
اب بھی نہایت آباد ہے لیکن جیسا پانڈون اور گورون کے وقت میں
بتا تھا سو کہاں جب کہ دونوں فرقوں میں بے راہ گیری ہوئی اور بھڑ پڑ
تب پانڈون نے اس ملک کو چھوڑا اور شہر اندر پرست کہ جہاں کے کنارے
پر تھا اسمین آئے بلکہ اپنا دارالسلطنت بھی اسی کو ٹھہرایا بعد ایک مدت کے
راجہ اگپال نو نوڑ نے میر کرناجیت کے اکھنار کچھ اور دسویں میں ایک
قلعہ و شہر اپنے نام کا بنایا چنانچہ سلطان قطب الدین ایبک سلطان شمس الدین

انشہء نے بعد اسکے اپنا رہنما آسمین مقرر کیا مگر سلطان غیاث الدین بلبن
 نے ایک اور قلعہ چھوڑا ساتھ سبزی مین بنایا اور اسکا نام مرزغن رکھا پھر سلطان
 محمد بن غیاث نے سن چھوڑا چھبیس مین جس کے کنارے ایک شہر پر
 نضاد عمارت اسکی دلکشا آباد کیا نام اسکا کیلو گڑھی رکھا اسکی امیر خسرو نے
 قرآن السعدین مین تعریف کی ہے بعد ازاں سلطان جلال الدین خلجی نے اس
 کو شک محل اور سلطان علاء الدین نے کو شک سبز لبا کر اپنا اپنا ہر ایک
 دارالسلطنت کیا پھر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ نے سن سات سو چوبیس
 مین شہر تغلق آباد کی تعمیر کی پھر اسکے بیٹے سلطان محمد بن غیاث الدین جوہان نے
 ایک اور ملک کی بنیاد ڈالی اور ہزار ستون کا ایک قصر بنایا سوائے اسکے
 اور بھی مکانات سنگ رخام کے پاکیزہ پر نضاد بنائے پھر سلطان فیروز شاہ
 نے سن سات سو پچیس ہجری مین شہر فیروز آباد نہایت وسعت و عظمت کے
 ساتھ لبایا اور جنبا کو کاٹ کر اسکے نیچے لایا ساتھ اسکے تین کوس کے چار
 پر ایک اور محل مہ منار و جہان نما بنایا چنانچہ وہ منار و ابٹک قائم ہے
 عوام الناس اسکو فیروز شاہ کی لاث کہتے ہیں بعد اسکے سلطان مبارک شاہ
 نے مبارک آباد آباد کیا اور نوے اوشیس ہجری مین ہالیون بادشاہ نے قلعہ
 اندر پرست کی مرمت و تعمیر کر کے دین بناد نام رکھا اور اپنی تخت گاہ مقرر
 کیا پھر شیر شاہ پٹھان نے کو شک سبز کو اجاڑ کر ایک اور شہر لبایا اور اسکے
 بیٹے سلیم شاہ نے سلیم گڑھ بنایا ابٹک بھی وہ شاہ جہان آباد مین جس کے
 اندر قلعہ اگر کے سامنے موجود ہے اگر خضر ایک نے ان بادشاہوں مین

سے ایک ایک تھہر لیا کر اپنا دار السلطنت مقرر کیا لیکن ہندوستان کے
 بادشاہوں کی تخت گاہ ملک ملک دلی ہی مشہور ہے پھر سن ایک ہزار ایک
 ہجری میں سلطان بابر عین برس جلوسی کے شاہجہان صاحب قرآن ثانی نے
 دلی کے قریب ایک شہر بنیاد کیا اور شاہجہان آباد اسکا نام رکھا اُسکی خوش
 تینتی سے اُس ملک نے میہر دلی اور آبادی پکڑی کہ جتنے ملک اگلے بادشاہ
 کے لکھن میں آئے تھے کم نام ہو گئے فقط اُسکا نام رکھیا جسے سمندر میں بہر
 پرے پرے دریاؤں میں پر نام اُسکا ہی باجنا ہے قلعہ بھی اسکا سنگ سرخ
 کا اس بھولے خوش اسلوبی کے ساتھ بنا ہے کہ سما قضا و قدر کی زبان اُسکے
 اوصاف میں لال ہے پھر ساخت تو اُسکی سی امر حال علاوہ اسکے سکانات
 قسم قسم کے متعدد پاکیزہ خاصے اور باغ بھی اُسکے گلشن جہان کے خلاصہ نہیں
 جاری جا بجا خوش ہر ایک مکان میں کھور اساجھرا ہوا جدھر دیکھے کیسے
 نظر آئے اور حیرت لگا دہرے دہنیں رہجائے اگر رضوان دہانگی بہار دہ
 تو روضہ رضوان کی ادربانی سے ہاتھ اٹھاتا بیت جہان کا ہر مکان اسکا
 ہونا یہ خوش اسلوبی میں بلکہ اُسے دونا پہلے پھولیں ہمیشہ دانے گلزار
 خزان ان ملک نہیں پائی کچھو بار پنے نرالی جاک سے رنگ دلو گلو کی چو علاو
 اور ہی کچھ ہے پھلوں کی پنے دانے طار دُن کا رنگ ہی اور پنے اُنکے
 زمرہ نکا ڈھنگ ہی اور پنے میں ہر ایک شے کو دُن تشبیہ کہتے پنے کہ وہ پتی
 نہیں اسے اور اُسے پنے گرد اُس قلعہ مبارک کے ایک کھالی نہایت چوٹی
 چکلی گہری بھی ایسی کہ تہی زمین اُسکے ورے اور وہ اسے کہیں میرے پانی

۱۵۶۸

۱۲ دس ایسی
سن جلوس

اویکا ایسا لطیف و شفاف اگر ایک شخص کی دانہ بھی اُسکی تھاہ میں ہوئے
 تو اندھیری رات میں صاف نظر آئے اور جو اندھا بھی اُس میں غوطہ لگا سکے
 تو بلاشبہ نہال لائے بیت لفظ آتی ہے اُسکی تین راہی پتہ کہاں یہ آپ
 تو ہر میں صفائی پتہ اگر پڑ جائے اُسکے بیچ ایک بال پتہ تو یوں آدے نظر آتی
 کا جو بال پتہ جتنا بھی اوس قلعے کی تشنہ دیدار ہو کر جانب شرقی سے آئی اور
 اُسکے تے نہایت آب و تاب سے بہنے لگی پھر نواب علی سردار خان مرحوم دریا
 مذکور کو کاٹ کر شاہ نہر سرسور پہاڑ کے اوپر سے لایا کو چہ بازار کی رونق زیادہ
 برہی اور شہر کی آبرودہنی ہوئی اکثر لوگوں کی حویلیوں میں بنے ٹھنڈے
 پانی سے سمور رہنے لگے اور جو فن و تالاب بھی دو تھانہ والا کے بھر پور باغوں
 میں دیوان کے شادابی اکثر رہنے لگی اور چمنوں میں طراوت بیشتر تھا کہ وہ
 بزرگ بہشتی تھا کہ اُسکی کماٹی سے شاہ و گدا کو فیض ہوا بیت رکھے حشر
 میں اُسکی حق آبرو پتہ کہ فیض اُسکا جاری ہوا کو بکوبہ شہر سپاہ اُسکی سگی تھا
 پختہ و مضبوط عرص و طول و بلندی و خوش سلونی اُسکی عقل احاطہ نہیں کرتی
 بلکہ ایک جہت کی پیمائش کا دھیان نہیں دھڑکتی اندر بار اُسکے بستی حد
 باہر چپے پتے پر آبادی جدھر تو ہر عمارتیں انواع و اقسام کی خوبصورت کثرت
 سے حویلیان طرح طرح کی خوش اسلوب بہتایت سے باغوں کی بہار ہے
 چمنوں میں دایم گلستاں کا سا سامان ہر ایک محلہ اُسکا اقلیم سے زیادہ پرفضا
 چھوٹے سے چھوٹا کو چہ اُسکا شہر سے براجم خلائی ہر سر راہ ہر ایک مقام ایک
 ناشا گاہ شہر شہر گاؤں گاؤں کے باشندوں نے اپنی بہبودی اور سار

جو دیکھی ہو دو باش و ہین اختیار کی غرض ہر صفت کے اشخاص ہر ملک
 کی اشیاء جب چاہو کثرت سے دیکھو کہ کسی چیز کی کتنی کمیوت ممکن نہیں کہ ہو
 اگرچہ بازار سارا ہی اسکا اپنے عالم میں اعلیٰ ہے پر چاندنی چوک تمام شہر کا
 اوجالا ہے ہر دوکان اسکی بے مانند جس جنس کو دیکھو بادشاہ پسند صحن بہم
 کشادہ کہ دل کھل جائے صاف ایسا کہ آدمی چانول بکھیر کر کھائے دلال اس
 باہار کا سودا گردن کو اکٹھا اٹھا کر نہیں دیکھتا بساطی دہان کا جو سرون کو خاطر
 میں نہیں لاتا دوکان ایک بزاز کی اسٹینڈل کے بزاز کے برابر کو ملتی ایک
 صرافت کی تمام ایران کے صرافے برابر پیت روپے ہر ایک دوکان میں ہین
 کھٹکتے پتھر سے رات بھر بیٹھے جھنکتے پتھر سے ہین ہر طرف چھوٹے
 انبار پتھر کی کوچہ ہر ایک رشک گلزار پتھر کا دھواں سرد رہے بیٹھا پتھر سے
 ہے تازہ سیوہ اصفہان کا پتھر طعام اقسام کا جو کوئی سنگو اسے پتھر ایک
 فوج کے بازار سے آئے پتھر جو ٹھاک ایک سلطنت کا ہوئے درکار پتھر تو
 حاضر کر دے وہ نہیں ایک دکان پتھر اگر اسباب چاہے ایک لشکر پتھر تو
 ہاتھ آجائے بس ایک دن کے اندر پتھر نہیں ہے اہل حرفہ کوئی پیکار پتھر ہے
 نہ بیع و شہر کا گرم بازار پتھر جو ادنیٰ دہان ہے دوکان جو اہر پتھر وہی ہے
 بیگانگان کا جو اہر پتھر ایک اقلیم کا آجائے دہان مال پتھر تو لے لے ایک
 مہاجن اسکو فی الحال پتھر کوئی ہو پیاری ہو کا ہیکو فکری پتھر کہ دہان ہر شے کی
 منت رہتی ہے بیکرمی پتھر فی الواقع اس مقام فرحت انجام کو جتنا سراہتے بجا ہے
 لیکن اردو سے معلیٰ کا عالم ہی جدا ہے فضا اسکی نہایت پاکیزہ و وسیع عمارت

وہاں کی جبرجہ اسلوبدار و رفیع صحن اسکا رشک صحن گلزار و دکان ہر ایک بازار
 کی بہار اپنی حردی کے شب مرزا حوالی کوٹھے آنکے نقد و جنس جو اس سے مال
 نہ کسی چیز کی وہاں لگی نہ کوئی شہر اس آبادی میں غنی بیت دروازہ اسکا
 گلستان کا باب پہ بیان میں جہانگاہی و دو انتخاب پہ فضا اسکی دیکھے اگر ایک
 نظر پہ تو دل تنگ ہو دیکھے نہ پھر عمر بھر پہ بھلائی ہے ایک محبت غم اسکی ستر
 خوش فانی ہے بسن و سبدم اسکی سیر و سلمان وہاں کا دیکھے اگر ایک ذرا پہ تو
 مانی نہ لے نام از رنگ کا پہ بہت شے یوں اسکی تعریف کی پہ ہے اردو
 برونی کا ماخذ وہی پہ اور خناس کے بازار کی طرز ہی جدی فضا اسکی فضا عالم
 سے بھی بڑی صحن اسکا اتسام کے چار پاؤں سے مال مال زمین اسکی نہایت
 صاف بناؤ حال ہر ایک طرف خلق کا ایک فنکل جا بجا چیل چیل چاک سوار
 قسم قسم کے گھوڑوں کو پھیر رہے ہیں خریدار دلالوں کو گھیر رہے ہیں سودا
 وہاں کا دست بدست ہر ایک دلال کوٹھیا لال مال است کوٹھی گھوم رہے ہیں
 توں کے لئے ہاتھ لاتا ہے کوٹھی کھڑا بیٹو ہی چکاتا ہے ایک طرف سپاہی شہ
 بھلا آدمی چو تر دن پر اپنے اپنے زمین پوش بچھائے حقے لگائے شے
 ہیں کسی طرف بانٹے شیرھے اپنی مجلس جاسے شے بین ایک طرف کئی شہ
 شکتے سلفے کے دم مار رہے ہیں کہیں دو چار نیچے بچے زیادہ کو اپنے اٹھائی
 چانول جد سے ہی گجھار قسم میں غرض میں کی سی دھوم اور چیر یوں کا سا ہوا
 ہر روز سوائے جمعہ کے دو پہر ڈھلے لگے جتا ہے بیت خلق کا رہتا ہے
 زلیخا اثر دھام پہ رہتی ہے ت سیکے کی سی دھوم دھام پہ جنس ہر ایک قسم

کی دہان خواہے پڑ گھوڑوں کی یہہ گرمی یا زار سے پڑا نیپ ہر ایک ملک
 کے ہین بے شمار پڑا گاؤں ایک تو لادین ہزار پڑا گو کہ یہہ کثرت ہے قیمت
 کران پڑا سنا اگر چاہو تو یاد کہان پڑا بسکہ دہان رہتی ہے نت لاؤ لاؤ پڑا
 ہی جاتا ہے سدا نکا بھاؤ پڑا گھوڑیکہ امت پڑا چھہ کچھہ سول تول پڑا تڑا ہے
 کھکائی کا ترکی کے سول پڑا گھوڑا ہر ایک شخص کو درکار ہے پڑا پیر و جوان جو
 خریدار ہے پڑا بلکہ یہہ احوال ہے ہر طفل کا پڑا دائی سے کہتا ہے کہ گھوڑا ہی لاؤ
 کوئی کھلونا اسے کیسا ہی دے پڑا گھوڑے سوا یہہ نہیں ملن کہ سہ پڑا دکھا
 کھارون نے جو یہہ کچھہ بھاؤ پڑا شے کے گھوڑے کے فقرے کے بھاؤ پڑا
 اس ملک مبارک بنیاد کا ہر ایک محلہ خوش سواد اور ہر مقام آباد بنا ہر اسکے
 مسجدین خانقاہین مدرسے پاکیزہ دلچسپ کثرت سے ہین اور خانہ باغ بھی بہت
 سے لیکن سن ایک ہزار ساٹھ ہجری میں سلطان جو بیسویں سال شاہجہانی
 کے ناف شہر میں ایک جامع مسجد سنگ سرخ کی ایسی بنی کہ اگلوں نے نہ
 ویسی دیکھی نہ پچھلوں نے سنی نوا سکی تا یہہ سمک منارے اسکے سر فلک
 گنبد چرخ بنا گردان اسکے گنبد و نکا عالم بالا ملک جلوہ اسکی برجیو نکا زینہ اسکے
 منبر کا پایہ عرش سے اچھیا ستون کہکشان اسکے ستون در سے نیچا محراب
 اسکی محل اجابت دعا نمازی دہان کا مقبول درگاہ کبریا دیوارین سدا سکندر سے
 بلند تر صحن اسکا صحن فردوس کے برابر بیت حوض ہے ایک صحن میں اسکے
 الکلیف پڑا پاتے ہین نفیس اسے وضع و شریف پڑا سنگ ہر ایک اسکا باز
 چشم سے پڑا چشمہ زریں کا وہ ہم چشم سے پڑا جو کہ نازی کرے اسے و خرو پڑا

چشمین محسوس ہو یا بروہ ایک بھی لوند اسکی اگر مجھے پی پڑے تو کوہ تعصیف
 باطنی پڑے آتے لہارت ہے سرایا نجات پڑے وہ گنہگار دن کو آب حیات
 جو کوئی ایک نظر بلجی گلیے پڑے پیاس نہر چشمین بھی گرے پڑے غسل جو ایک بار بھی
 کو سین کرے پڑے سائے سے پھر آسکے جنم ڈرے پڑے ہر چند مسجد و باغ اور مسافر
 خانے کی بنائے بھی غایب و الا کام ہے کیونکہ بنائے واسے کا دنیا میں نام اور خلق
 کو بڑا شبہ آرام ہے لیکن جام کی تعمیر سر پر و جوان کی راحت کا موجب ہوتی
 اور ہر شخص کے دلی کلفت کھوتی ہے چنانچہ بادشاہی جام سے اس شہرین
 ایک فیض عام ہے کوئی بشر محروم نہیں ساخت میں دو فلاطون کے جام سے
 خود ترو و دیوار اسکے خوش اسلوب سراسر سطح اسکے گنبد کی کروڑاں سے ملی
 اور دیواروں کی نیو مرکز زمین سے لٹی ہوئی جاسہ خانہ اسکا بہترین سکانات فر
 وہاں کا خشک فرازون کے لئے آب حیات سلج اسکا مخزن آتش سوزان کا
 ماہ آئینہ اسکے تابان کا حرارت اسکی حرارت غریزی کو بھر کاسے اور تلو
 اسکی رطوبت اصلی کو ترھاٹے ایسات پاتے ہیں یہاں چین سمیٹے خاص
 عام پڑے یسین ہی جام ہے خیر المقام پڑے تیل سے آئین گرا یکبار جو پڑے اسکے
 کامرمن پھر نہ پڑے سیل جو کوئی چاہے کہ دلی چھڑاے پڑے حوض میں لکڑی
 وہ غوطہ لگائے پڑے آئین ہنادے جو کوئی ایک دم پڑے قلب پر اسکے نرسے گرد
 غم پڑے وصف کرے اسکا مستحذان اگر پڑے پھر نکے شعیر شعیر تر پڑے اسکی جھیر
 میں کھولے دہن پڑے گرم رہے اسکا ہمیشہ سخن پڑے القصد اس شہر کا ہر مکان
 ساتھ اسکے علامات کی دراوانی جریستی کے اندر جیسی سکانات کی کثرت ہے

ویسی ہی باہر قبروں کی بہت سی تالٹر بادشاہوں و بیرون امیروں کے
 مقبرے اطراف میں ہیں پر مشہور تر مقبرہ سالون بادشاہ کا کعبہ اور کیلیو
 میں جہان کے کنارے پر ہے سوائے اسکے وہ عظیم الشان مقبرہ کہ اپنے عہد میں
 مشہور و فام تھا اسکے مزار بھی اس کثرت سے ہیں کہ ایک شہر خرموشان کہلاتا
 چنانچہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی بن خواجہ کمال الدین سوسی کی درگاہ شہر سے
 تین گیسو پر ہے وطن اس بزرگ کا فرغانہ جذبہ الہی نے لڑکا ٹی ہی میں آئے
 اپنی طرف کھینچا اور حضرت خضر علیہ السلام کی ملاقات سے تصفیہ باطنی حاصل
 ہوا پھر بارہ برس کی عمر میں خواب کے بیچ خواجہ جمیع الدین چشتی سے اراوت
 حاصل کر کے سفر کو نکلا جب بغداد میں پہنچا بہت دلیوں سے فیض یافتہ
 وہاں سے متان میں آیا اور محمد بہاء الدین ذکر یا سے بھی ملا بعد اسکے سلطان
 شمس الدین التمش کی سلطنت میں اپنے مرشد کے دیدار کا شائق ہو کر ٹی
 کی طرف روانہ ہوا اس بزرگ نے بھی کشف قلب صفائی باطن سے اسکے
 ارادے کو پا کر اسی دیار کی طرف کوچ کیا حاصل یہ ہے کہ دونوں بزرگ زید
 جیسے کہ ملاقات باطنی سے آپس میں شاد تھے ویسے ہی وصال ظاہری سے بھی
 سرور ہوئے اور چندے ایک جا رہے آخر خواجہ جمیع الدین چند روز کے بعد
 اجیر کو تشریف لے گئے اور یہ اسی شہر میں مقیم ہوئے اکثر اشخاص انکی بدولت
 فیض کو پہنچے بعد ایک مدت کے چودھویں ربیع الاول کو سن ۶۳۳ھ میں
 میں دنیا سے فائے کو چھوڑ کر عالم جاودانی میں جا بسے اور قریب اسکے مزار
 سلطان شجاع نظام الدین اولیا بن احمد بن وائلی کا سے تولد ہوا اس بزرگ کو

کاسن چھہ ستوتیس بحری میں غزمین کے بیچ ہوا جب سن تیز کو پہنچا اتفاقاً سے
 برابری میں آیا اور دین علم ظاہری سے فراغت حاصل کی اور بسکے ساتھ
 طالب علموں پر اکثر غالب ہوتا تھا بسبب اس کے نظام محض شکر اسکا نام چھہ
 بعد اسکے بیس برس کی عمر میں مقبہ اجودھن میں پہنچ کر شیخ قزلباش الدین شکر گنج
 کامریہ ہوا اور علم باطنی آنسے بخوبی سیکھا پھر خست ہو کر مدینہ منورہ کے لیے
 ولی میں آیا وہاں بہت سے طالبان حق نے اس سے فیض پایا چنانچہ شیخ جتہ
 یوسف چندیری میں اور شیخ نصیر الدین چراغ دہلی داسیر خسرو ولی میں اور
 شیخ علاء الدین و شیخ حبیبی سراج بنگالے میں اور شیخ یعقوب و شیخ کمال کو سے
 میں مولانا غنیث و مولانا غیاث امین اور ٹھہار میں شیخ حسام الدین گجرات
 کے بیچ اور شیخ نیر بان الدین و خواجہ حسن دکن میں سواسے اسکے اور سبھی خلفا
 شیخ مدوح کے اکثر علماء میں مشہور و معروف تھے غرض اور نگاہ زیب کے
 وقت تک اولاد اسکی اور خلفا انہیں ملکوں میں موجود تھے اور رہنا ملی
 خلق میں مشغول اب کا احوال معلوم نہیں لیکن صاحب تاریخ فرشتہ یون
 لکھتا ہے کہ باپ اس بزرگ کا غزمین سے ہندوستان میں آیا اور ملکہ
 بابلون میں مقیم ہوا وہیں یہ عادت باقی چھو چوتیس بحری میں ماہ صفر
 کے بیچ متولد ہوا جب پانچ برس کی عمر ہوئی تب اسکے پر عالمی قدر نے
 رعیت کی بھر والدہ نے شیخ مذکور کو پالا جب کہ سن تیز کو پہنچا اپنی مابیت
 ولی میں آیا اور علم رسمی و نہیں تحصیل کیا آخر میں سنات سو پچیس بحری میں
 ربیع الاول کی اکھاروں کو بدھ کے دن وہ خدا کا پیارا جنت کو سد عمارا

فی الجبلہ ہندوستان میں جمیع اولیاء اس مروجہ کی شہرت رتبہ ولایت
 میں پیشتر ہے سلسلہ اسکی بیعت کا شیخ عبدالقادر جیلانی گوہر شمس
 اور شیخ مدوح کی ارادت کا سررشتہ بعد چار دہا سطورن کے شیخ شبلی سے ملتا
 وطن اُس بزرگ کا قریہ جیل آباد کے قریب اور تولد چارنوا کھتر ہجری
 علم درسی و دینی میں بے مثل تھا پر خرقہ ولایت کا شیخ ابوسعید مبارک
 کے ہاتھ سے پہنا کیفیت اُسکے حال قال کی اور حقیقت کرامات و کمالات
 کی انہیں سن شمس ہے ایک عالم اُسکے دائرہ بیعت اور عالم عقیدت
 میں در آیا اور ہزاروں نے رتبہ تصوف اسکی توجہ سے پایا بلکہ ایک
 بھی ایک خلق اسکی ولایت کی قائل ہے اور بدل اسکی طرف مائل
 شیخ اُسکو بسبب علم و فضل کے کہتے ہیں والا قوم کا حسینی سید ہے نوے
 برس اس دار فناء میں رہا آخر سن پانچویں اکھتر ہجری میں دار البقا کا راہی
 سرکار نارنول ایک قدیم قصبہ ہے دلی سے چاس کوس کے فاصلے پر آگیا
 ہوا دہلی نہایت خوب سوا دایہ کار ایک صاحب طبع کامر غوب غارتین
 آئین اکثر خچہ و سنگین مہندی دہلی نہایت رنگین کھیت اُسکے بستی کے
 قریب اکثر اوقات اُسکے دہانے باشندوں کے کھیلنے کھیتے کھیتوں پر جا کتے
 ہیں اور گھر کو آتے ہوئے مہندی کی پتی اپنی جوتیوں میں بھر لیتے ہیں
 غرض گھر پہنچے پہنچے پاؤں اُنکے لال عنائی ہو جاتے ہیں شکار بھی ہر قسم کا
 بہتات سے چنانچہ چڑیا رسیہ کے چار چار تیر تیر جمع جاتے ہیں بچہ گوشت
 اور ترکاری کسکے غرض ہے کہ منگو اسے لے اور کھائے مگر ضرورت بالعبت

سوائے اسکے پھول پھل ہر ایک موسم کے خوشبو خوش ذائقہ بازو طبعی ہے
 مین اور خواہش مند ذائقے دل و دماغ کو راحت و آرام پہنچاتے مین تو طبعی
 کے نجی شرفا ہر قوم کے پیر شیخ سید اکثر ملک و مغل علا بھی محمد شاہ فردوس آنگاہ
 کے وقت تک شہر مذکور خوب آباد تھا اور عالم فاضل بہ خالص تھے کہ
 ماہ رمضان میں مقدور نہ تھا کہ وہ پہر ڈھلے تک مال بائی یا بھٹیارا نور گرم
 کرے یا بھر کھوجا بھار کھوئے کوئی بازار میں دن دیے تھا پیے اسیانا اگر
 کسی سے ایسی حرکت ہو جاتی تو عتس کے ہاتھ سے اوکی آبرو جاتی شہر کے
 اندر باہر درگاہ میں اکثر کیونکہ ہزار دن بزرگ صاحب کمال اوس سبز زمین میں
 مین لیکن صاحب ولایت سید محمد ترک فزار اوس بزرگ کا بستی اسکے اندر
 ہے سالہا سال گزرے کہ کفار کے ہاتھ سے وہ بزرگوار شہید ہوا
 و غریب حکایات و خرق عادات اسکے مزار سے وہاں کے باشندے منسوب
 کرتے مین اور اپنی مراد و نئے لئے جموعات کو جا کر وہاں چوکیاں بھرتے مین
 لیکن بتجانہ دیر اس وقت تک قصہ مذکور کی اطراف مین کوئی ہندو
 بنا نہ لکھا تھا چنانچہ ایک ایت نے زاب مظفر خان خاندوران کے بجا
 کو بہت سے روپے نذرانہ دیکر چاہا تھا کہ ایک بتخانہ وہاں بنائے اور
 جیاد کفر کی قایم کرے اتفاقاً اس وقت زاب مرحوم کا قصہ مذکور سے سنا
 کوس کے فاصلے پر ڈیرا تھا علاوہ اسکے سرکار مذکور اسکی جاگیر بھی تھی غرض
 اس ایت نے آبادی کے قریب بتخانے کی نیو ڈالی بلکہ ٹھوڑی سی دیوار بھی
 اٹھائی کہ شاہ عبدالباقی پیر زادے کو یہ خبر پہنچی سننے ہی سوار ہوا اور سکر دنا

اشخاص خواص عوام سے اُسکے ساتھ ہوئے آخر انکو دھیرے کی بنیاد ڈھائی اور
 اتریت کو جنوب منراوی اُسنے جا کر انواب سے فریاد کی نہایت غصہ ہوا اور
 کئی سردار و مکتومہ فوج بھیجا کہ پیر زادے کی بیوی ڈھا دین اور گھر لوٹ لیکن
 شیخ اپنے نکاتین باستقلال یاد الہی میں بیٹھا رہا سطلوٹ ڈرا یہاں تک کہ
 وہاں کے لوگوں کو منع کیا کہ کوئی میری مدد نہ کرے اور اپنے تئیں اس میں
 نہ پھنسا یہ کہ سوائے قادر لانزال اسوقت کسی سے یاری و مددگار منظر
 نہیں کیونکہ جنگ و جدل فقیر و لکا دستور نہیں القصہ دے لوگ جواب دہ
 پر خاش آئے تھے یہ سوچے کہ دنیا کے واسطے ایمان کہو اور عاقبت سے
 ہاتھ دھونا عبت ہے پیر دنیا چار ہر ایک شیخ سے بارادت پیش آیا اور
 نقد ایمان اپنا دتیا کے لالچ پر کسی نے نہ گنوا یا انواب نے بھی اس ماجرے
 کو سکر انفصال کھینچا اور اس کا زنا شایستہ سے ہاتھ اٹھا یا جب احمد شاہ
 کی بادشاہت ہوئی ملک و ممالک ہانکے پنجاب کی گھنٹے لگی جماعت میں انکی
 تفرقے نے راہ پائی جسے سمیٹتا اپنا جد ہر دیکھا اور پھر کی راہ لی آخر شہر مذکور
 دیرانہ بن گیا اور جسے چاہا وہاں مل کر لیا اب ملک تو یہی حالت ہے
 آگے دیکھئے کیا ہو الغیب عند اللہ اور شاہجہان آباد سے تیس کو س کی
 مسافت پر پانی پت ایک قدیم قصبہ ہے شیخ زشتہ جو علی قلندر و پیر
 ہوا اور چالیس برس کا ہو کے دلی میں آیا پھر خواجہ قطب الدین کی خدمت میں
 رشتہ ہوا لیکن تیس برس تک علوم ظاہری کی تحصیل میں رہا جب نور
 نبائی کی شبلی اسکے آئینہ باطن میں ہوئی ساری کتابیں جہان میں ڈلو دین

اور ساقیہ اختیار کی جو وقت دوم میں پہونچا شمس تبریز و مولوی دوم سے
استفادہ اور بخیا یا سوائے اسکے بھی وہاں کے اکثر اولیاء سے بہت سافائندہ پایا
نڈان اپنے وطن کو پھر جب کہ وہاں پہونچا گنج غزلت میں بیٹھا یہاں تک کہ جہان
سے ادھکے گیا اور اسکے بھی کشت و کرامات کا ایک عالم گواہ ہے اور مزار ایتھان
کی زیارت کاہ شہر و قدیم شہر ہے سارا نے کے تعلقات سی فیروز شاہ و اپنی
سلطنت میں بہت سات سو ساکنہ بھری کبچہ اور سے جدا کر کے ایک علیحدہ
پر گنہ مقرر کیا آبادی اور دفن اسکے پھر دفن یدن برہمنی گئی اگرچہ وہاں کی زمین
بھی اکثر خوار رسیدہ ہوئے ہیں لیکن شاہجہاں اسکے عہد میں شیخ فرید ثانی اور
شیخ معصوم کا بلی ہے معاصرین میں نہایت عنایت و صاحبیت تھی سکیر و ان کے
عمر ہوا ہے اور ہزاروں بھوکے بھٹکے اونکے وسیلے سے منزل مقشود کو پہونچے
دے بھی وہیں آسودہ ہیں اور ماڈھور سے میں شاہ قیس مدفون ہیں یہ بھی اپنے
وقت کے فقرا میں نہایت صاحبانہ تھی اور تمام میں شیخ نبوی کی درگاہ ہے
وہاں بھی ایک خلق بچول ریوڑی فرطانی ہے اور اپنے اعتقاد میں مراد
کے وسیلے سے پانی پر اور بالی میں مزار شیخ جمال الدین کا ہے یہ مرد خدا شیخ فرید
شکار گنج کے خلفا سے ہے سوائے اسکے صوبہ مذکور میں اور بھی صاحبان حال و قاف
کے مزار بیشہ ہیں لیکن مثلاً اختصاصاً تھانبار اسکے احوال مفصل اور کافہ کتاب
متمور سے سے مکان ہندو کی پرستش کے جو اس صوبے میں ہیں انکا
احوال لکھتا ہوں کہ ہندو سے ہمیں کوس کے فرق پر بھوانا گھاٹ
ایک سجدہ ہے بیشتر لوگ اوکو مہادلو کہتے ہیں ہندوؤں کی قدیم پرستش گاہ

سب نیکان زندانی خان کو کہہ کر امرا اس عظام سے تھا او سے عالم گیر کے
 سن پڑھو سی سین و بین رہنا انتہا کیا نام اسکا بخیر رکھا دہانت راجا کو
 کہ نئی پشت سے لیج کر یا تھا سب النکر بادشاہ کے نکال دیا اور ایک شوخ
 نہایت مسیوع خوش قطع باجج درجے کا بنایا عارین اور سکی نہٹ الونگی اور
 بیٹیکین نہایت کنوہیں ہی الکر گیا ہے اور اس ہو تو وہاں لگ جائے
 لکیر دلیر اور اسی پر کچھ نہ آئے سوائے سکانات کی صنعت کے عجیب کام
 کیا کہ دھن کو دکی آجہ کو اور اس بون میں اس حکمت سے لایا کہ وہاں بننے
 حرمون اور نہروں میں نور سے تھے اور سکے پانی سے پھوٹنے لگے
 محتاج خزان کے نہ رہے اور خطاب بھی اس کثرت سے او میں پھولتا کہ
 موسم میں ہر روز انگشت پھول خوش رنگ و پاکیزہ اترتے ہیں خزانہ
 خلافتہ الناریج کا راقم لکھتا ہے کہ میں موسم بہار میں جہدن اور گلزار سراپا
 بہار کی سیہ کو کیا تھا اور دین چالیس من گلاب کے پھول اور اس طرح سے
 اثر کر گلاب خدائے میں گئے تھے ہمیت روش پر بھی اور سلیقی
 پھولوں کے دھیر و نہوتے رتھے پر سیر سے اور سلی سیر و نغم
 سال بسال پھولوں کی وہاں زنی اور ہزار کی زیادتی ہی تھا انیس
 ایک پرانی لیبنی ہے سہ ہند سے تین کوس پر جنوب و درج
 کو کھیت نام ایک بڑا لالہ کے مندی کنالوں میں اور کونان زمین ہا
 اور میدان کی ابتدا بھی ہڈوں کے نزدیک اسی کان میں ہوئی ہے حاصل ہے
 کہ اور کونان پر کھجے جانتے ہیں اور نہا نا اور میں نواب عظیم خضو صا سبج

گہن میں یونکہ اُس روز دور در سے گروہ گرد و زبڑی مرد عام خامس بلکہ
 سب چھوٹے بڑے اکروہان جمع ہوتے ہیں اور نقد و جنس انواع و اقسام
 کے ظاہر و مخفی حیرات کرتے ہیں ہر چیز کہ انہیں کوئی کیسا ہی بخل یا جنس
 پر اپنی قدر و طاقت سے زیادہ دان پن کرتا ہے بلکہ سوائے تالاب مذکور کے
 اور تالیس کو س نلک جتنی جہیلین تالاب حوض کوٹین اطراف شہر کے اڑ
 وے مکانات خشکے نزدیک سرستی مذی بہتی ہے بلکہ دسے شیکلین بھی کہ اظہ
 انہیوں کے نام سے مشہور ہیں اور قدیم کتابوں میں مسطور این سبکو تیر تہ
 بابتے ہیں اسی سبب پانڈو اور کورو کہ پیشوا ہندوؤں کے تھے آپسین اور کورو
 دہن مارے گئے اور پالیس کو س وٹی سے پرے شمال روستہ ایک قصبہ
 شہر اوسین ہر سند ایک پرانی پرستشگاہ ہندو کی ہے کہتم میں کہ در آخری
 ایک اوتار دہن سے نکلیا قریب اسکے نامک متایا نامک کے چلے اور
 سیوک دہان اکثر جمع ہوتے ہیں اور چپ تپ میں مشغول رہتے ہیں اور
 اوسکی کھیلوں کا پہاڑ سونے روپے تانبے ستیشے لوہے گندک سہاگے کی
 کہاں اوسین ہے سوائے اسکے بازو مناہین اور خیل گیر پرندے دہن سے
 آتے ہیں بلکہ سرہ کائے مشاک کے ہرن لیشم کے کیرے پہاڑیے
 نانگن اکثر دہن ہوتے ہیں اور سفید شہد بھی بہتایت سے دہن ملتا ہے
 از سبکہ بستی اسکی محفوظ اور بے لگاؤ ہے بسبب اسکے اڑنے کے زمیندار
 دہانکے بادشاہوں سے نہیں دسے ہمیشہ یعنی رہتے ہیں راقم ایک تہ
 ہمارا ذواب آصف الدولہ مرحوم کے حسن رضا خان بہادر مغفور کی رفاقت

میں نامک متے تک گیا ہے لیکن بھارت کی گھاتی میں اتفاق جانے لگا تھا
 بلکہ کوئی شخص لشکر کا وہاں نہیں جاسکا فی الواقع راہ اس پہاڑ کی نہایت سخت
 اور کڑھاب ہے لیکن پہاڑ کے وہاں کی جنس سیوہ اکثر لاکر لشکر میں پہنچ جاتے
 تھے خصوصاً اخروٹ بہتایت سے اور نہایت سے الغرض اس موسم
 میں دو دریا بڑے ہیں ایک جہنا کہ سرحد پر اسکا معلوم نہیں اکثر سیاح جہاں کو
 مخصوص کر کے چین سے پہاڑوں کی راہ آتے جاتے ہیں انکی زبان میں یونان ہے
 کہ یہ وہ دریا چین میں سے ہو کر پہاڑوں کو کاٹتا ہوا بشیر میں پہنچتا ہے کہتے
 ہیں کہ اس ملک میں سونا بہت ہوتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ اکثر لوگ
 وہاں کے تاثیر پارس کی رکھتے ہیں لوہا مانا انکو لگ کر سونا ہو جاتا ہے لیکن
 پہنچا ہے نہیں جاتے اس واسطے وہاں کے باشندے گھوڑے ہو گا بیل
 کے پاؤں میں نعل باندھ کر چرنے کو وہاں کے پہاڑ پر چھوڑ دیتے ہیں
 اوقات آگے نعل سونے کے بن جاتے ہیں اور اس ملک کے حاکم کے ہاں
 تیارے بھی سونے کے ہیں پھر اور اشیا اور طرف کا تو کیا شمار ہے القصہ دریا
 مذکور اس دیار میں سے ہو کر سرحد میں آیا ہے چنانچہ وہاں کے زبیدار
 سلطان حسین ہند کو حکم وہاں کے وزراء ملک دریا کی راہ سے برف کشیدن
 پر بھیجتے تھے اسنے سبب عوام الناس وہاں کے راجا کو برنی راجا کہتے تھے
 پھر وہاں سے پہاڑ پر ہو کر اس زمین مستطیل پڑ چکا ہے کہ شاہ جہان نے
 وہاں آگے کتارے میر ایک قصر ایشان بنایا ہے بلکہ میر ایک امیر صاحب
 منزلت نے اس واسطے آگے بھٹے بھٹے اور بادشاہی ہندوں نے بھی ہوائ

اپنی قدر و حوصلے کے عمارتیں تھری تھری دلچسپ بنائیں ہیں اسی بہت وہاں
 معورہ مختصر سالگو بہان بن گیا اور مخلص لوج اور سکاناتم ہوا چنانچہ بادشاہ اکثر اوقات
 وہاں سیر کو جاتے تھے اور ایک خط اٹھاتے تھے اسی مقام سے شاہ
 کہ آدھی چمنابا رہے شاہجہان آباد میں کاسٹ کر لینگے میں اور دربار سے بڑے
 پھار سے اتر کر اکثر محال کی نازگی کا باعث ہوا چنانچہ قلعہ ارک اور کتنے
 مکان بادشاہی امیروں کے اسی کے کنارے ہیں پھر وہاں سے مٹھرا اور گول
 اور بندر بن میں پہونچا یہ دارالمنافیت سے پندرہ فرسخ کا عرصہ کھتے ہیں پھر
 اگر آباد کے تلے گیا چنانچہ وہاں بھی اکثر عمارت بادشاہی اور امیروں کی جو لیا
 لب دریا میں بعد اسکے اٹھاسے کے شہر و قلعے کے نیچے جانکلا پہر کا پانی
 کے متصل گیا اور اسکے بعد اکبر پور میں چنانچہ عمارتیں راجہ بیربل کی اسی کے
 کنارے پر ہیں اور راجہ مذکور شہر مسطودی میں پیدا ہوا اور اسی شہر کے
 تلے دریا یمنیل اور تیوہ اور سنان سواسے اٹکے اور کچی دریا و گوندہ
 کی طرف سے جد سے جاوے اگر او میں ملے ہیں پھر چمنابا ملکوسی میں ہو کر الہ آباد
 قلعے کے چکر لگا سے آئی اور دوسرا دریا و گنگا اور کچی ہر شے سے کوئی
 واقف نہیں لیکن ہندوؤں کے عقیدے میں یوں ہے کہ گنگا بیکہ ٹھہرے
 اتھری شرح اسکی منہ کی قدیم کتابوں میں ہے اور کلاس پرست پرستوں
 منسل جانکلی چنانچہ فردوسی کے شاننامے میں ہے کہ پھر کی عمارت سیاوش بن
 شاہ کی کاؤس کی کتاب میں پھر وہاں سے کوستان بدری میں آئی ہیں
 حالہ برت کا کہ یہاں نکل اور سکو کہتے ہیں ہندو اپنی کا یا کو اس میں گھانا

باعث آخرت کی نجات کا جانتے ہیں چنانچہ پاندون بسنے جا کر انجیر
 اوس میں گلائے لیکن کنارے اوس دریا کے اوس پہاڑ میں اس قدر بلند ہیں کہ
 پانی برفت دکھائی دیتا ہے تاویر آدمی پار نہیں جاسکتے اس میں اسطوری گڑباز
 کی جاگہ ہر بڑے بڑے موٹے رستے دونوں کناروں کے درختوں سے مضبوط
 باندھے ہیں اور چھکون پر اون کے سہارے سے پار اترتے ہیں ہر شخص ندی
 کی سریشش کو ظالمانہ شہر شہر سے آتی ہے لیکن اوس طرح کا گڑباز
 جو کسی آدمی نے نہیں دیکھا کبیرا سیکے آتے جاتے اوس پہاڑ
 دُرتے ہیں بعد اوس کے دریا سے مذکور ندی جس کے بہاؤ سے بہتا ہوا اوس
 نکل آیا اور وہاں سے رکھی کیش میں جا کر ہر دو اڑنے کے پہاڑ میں جا کر
 اگرچہ گنگا سترتا سرندون کے درمیان پورے کے قابل سے علی الاعیان
 اوس مقام کے پہنچ چنانچہ ہر سال یہاں کی کے نہان کو ہر طرف سے ایک
 آکر وہاں جمع ہوتی ہوتی جس سال کہ شتری دلو میں آتی ہے زبان ہند
 میں اوسے کتھہ کہتے ہیں اوس برس دور دور کے لوگ کثرت سے آتی ہیں
 اور وہاں نہاتے ہیں حاصل یہ ہے کہ وہاں کا نہانا دلوں پر اور باطن لینا
 سر نہہ کے بل سٹانا ہر اواب جانتے ہیں بلکہ مردوں کی ہڈیوں کو
 بھی اوس جگہ گنگا میں ڈالنا وسیلہ نجات کا سمجھتی ہیں اور پانی دیاں
 شخص کے ہتھکن میں ملاک ملاک پہنچاتے ہیں لطف یہ ہے کہ وہاں
 پانی اوس دریا کا اگر باسنوں میں سے بہاؤ نہیں ہوتا کیرا اوس میں
 سارا ایک ہی ہے اور ہر سال کے دریاں کی پانی سے یہی ہے

ہر ایک کے مزاج کو اس آتا ہے یہاں تک کہ بعضے بیمار دن کو شفا ہو کر
 کتنی زمین بیمار یوں کو فائدہ دے گا بخشتا ہے یا وجود اس کے تذریتوں کو
 فوٹائی تازگی معدے کو صفائی قوت باضمہ کو ترقی دیتا ہے سو اس کے
 باتوں کے رطوبت غریزی کو بڑھاتا ہے جو کچھ زیادہ لگتا ہے رنگ لال
 کرتا ہے اور مزاج بکال امیواسٹے ہندوستان کے بادشاہ اور اکثر امرا
 ہوں میں پراسیکا پانی پیتے ہیں قصہ مختصر یہ دریا دہر داس سے ساوات باہر
 کی استی میں ہوتا ہوا ہستنا پور کے متصل جا پہنچا پھر وہاں سے کدھہ کھنیر
 انوپ شہر و کرساس مسوردن اور دیالون کے قریب اور واپسے قوج کے
 متصل ندان شیوراج پور اور کجوبے و گانک پور و شہزاد پور میں ہوتا ہوا
 قلعہ الہ آباد کے تلے جا نکلا ہے وہیں جہنا بھی کئی دریاؤں سمیت اسیں
 اہلی پھر گنگا چنا گدھہ اور کئی محالوں کے تلے ہوتی ہوئی بارہک کے نیچے
 جا پہنچی غرض پٹنہ کے تلے پہنچے پھر بہتر دریا و اترا در دکن کے پہاڑوں سے
 جدے جدے آکر اسیں تلے پر نام اسیکا باقی رہا مگر پاٹ بہت بڑھ گیا کہ
 کنارہ وہاں بدقت نظر آتا ہے اور برسات میں تو دیکھا جاتی ہی نہیں دیتا
 پھر وہاں سے راج نل مرشد آباد و میراد پور و بھراہٹی میں ہوتی ہوئی
 جہانگیر نگر کے تلے پہنچی دھاکھہ بھی اسی کا نام ہے بعد اس کے کئی فرسخ جا کر
 دوجتے ہوئی ایک شوشق رود جا کر پاٹ گام میں شور دیا سے مل گیا
 نام اسیکا پدماوتی شہر و سر اجنوب کی طرف بہتے ہیں اسی کا نام ہے
 سرستی کہتے ہیں دوسرے جہانگیر نگر کے پھر اس کے چھوٹے چھوٹے نر

سوئے ہو کر بندر چاٹ گام کے نزدیک دریائے عمان میں مل گئے بعد کے
 سرستی اور جنابھی اسمین املین پر تحقیق یہ ہے کہ گنگا راج محل سے آگے
 بڑھ کر متصل قاضی پٹنے کے جب پہنچی نام اسکا پداسوا دہن سے ایک سوتا
 جدا ہو کر مرشد آباد کی طرف گیا پھر ندیا میں ہونے جلنگی سے نکل کھٹکے کے نیچے
 ہو دریائے شور سے جاملے اسی کا نام بھاگی رتی ہے اور پراگہ اصل گنگا ہے وہ
 چاٹ گام میں جا کر سمندر سے ملی لیکن ڈھاکے سے یہ دریائے تین کوں سے
 متصل اسکے پورے گنگا قصبہ کوتاہ چاٹ گام کے دریا تاک پہنچتی ہو پھر گنگا
 جناب سرستی کے ہزار سوتے ہو گئے اور اکثر سیاحوں کی زبانی سننے میں یوں
 آیا ہے کہ گنگا کے کنارے پر ابتدا سے انتہا تک ہمیشہ نہایت مرد و چور ہوتے ہیں
 بستے ہیں وجہ اسکی ایک لطیف سے صاحب خلاصۃ التواریخ نے یہہ
 لکھی ہے کہ از بسکہ اسمین نہانے سے گناہ لوگوں کے جسم سے دوز ہوئے
 ہیں اغلب کہ وہی بطور تناسخ پیکر انسانی میں جنم لیکر خلق کو یہاں اذیت
 دیتے ہیں فی الجملہ صوبہ مذکور کی ہوا قریب اعتدال کے ہے اور زراعت
 اسمین بارانی و سیلابی اور کہیں کہیں کوڑن سے سہ فصلہ ہوتی ہے مینوہ
 ایران و توران تک کا گوناگون کثرت سے اور پھول خوشبو اور رنگین طرح
 بطرح کے بہتاسیت سے ہر فصل میں ہوتے ہیں عمارتیں بھی بڑی بڑی کھتی
 سنگین و خشتی افراط سے بنتی ہیں صوبہ اکبر آباد اسکے مشرق کی طرف صوبہ
 لاہور مغرب کی طرف صوبہ اجیر جانب جنوب کماؤن کا پہاڑ جانب شمال
 اور ماہول سے اکبر آباد لیکر مالو دھیانہ کنارہ دریائے ستلج طول ایک سو

ساتھ کو س کا اور سرکار یو اڑی سے کیا یوں کے یہاں ملک جو میں ایک سو
 پالیس کس غرض شاہجہان آباد و سرمنہ و حصار فیروزہ سہارنپور و سنبھل و بدایوں
 در یو اڑی و تارنول آٹھ سرکارین متعلق آئے و دسواختیس محال آمدنی اس
 صوبے کے چوتھ کر و تر شہد لاکھ تیس ہزار دام اور یہ اصطلاح میں تصدیق
 کے پچیسواں حصہ پیسے کا ہے *

۲۔ صوبہ مستقر الخلافت

اکبر آباد اگر ایک گاؤں پر گنہ بیاز کے استغاثات سے تھا سلطان سکندر
 لہوری نے اس مکان کو نیرغنا و یکھ کر تھگاہ مقرر کیا اور ایک شہر نہایت خوب
 بنایا اس کے بعد بادل گڑھ مشہور ہوا پھر شاہ جلال الدین اکبر نے مالک محرو
 بیچون بیچ سمجھ کر ایک قلعہ نہایت مستحکم بنایا ساتھ اس کی شہر بھی نہایت وسیع و خوش
 پر عمارت بنایا بیچ تو یہ ہے کہ کسی جہانزیدہ فی قلعہ اس ستانت کا اور شہر اسر سچت کا
 نہیں دیکھا جہنا چار کوں تک شہر کے در میان بہتی ہے و در لوط عاتین
 مالیشان اور رنگ بزرگ کے مکان خدا کی قدرت کا نشانہ کھاتے ہیں
 باد و اس کے اشخاص ہر قوم کے اور باشندے ہر ملک کے کثرت سے
 جمع علی ہذا القیاس اجناس اشیا بھی ہفت اقلیم کی جیسی چاہے ہر وقت
 بہتایت کے ساتھ موجود بھانت بھانت کے میوے ہر شہر و ولایت کے
 اور رنگ بزرگ کے پھول ہر فصل میں بخوبی پہنچتے ہیں ہر ملک کے خاص
 مہودن میں خر پوزہ نہایت شیرین و خوش مزہ و خوشبو ہوتا ہے لیکن
 کچھ سیڑھا اسی واسطے اکبر آباد کی بجالی مشہور ہے یاں بھی رہا نکانا زکتر ساتھ

عظمت کے سوا اس کے اشیاء بھی انواع و اقسام کی لطیف دلائل تھی
 ہی کارگیر بھی اپنے اپنے صنعت میں کامل ہو جو خصوصاً کارچوبہا
 کا سنہری بہ پہلی نہایت چوکھا اور گھبگا ہوتا ہے بنا بر اس کے اکثر سودا
 کار چوبی تھان اور چیرے خرید کر ملک بملک لیجاتے ہیں اور شائع اکثر
 اٹھاتے ہیں قصہ مختصر شہر مذکور نہایت آباد و بار و نو ہے مزار بھی آسمین
 علما و اولیاء کے اکثر ہیں اور مقبرہ محمد اکبر بادشاہ و شاہجہان کا قریب اس کے
 نہایت اسلوب و نمود کے ساتھ ہے سیایا قدیم زمانے میں ایک بڑا
 شہر تھا اور قلعہ بھی اس کا نہایت مضبوط و محفوظ اگلے وقت میں گنہگاروں
 کو دین رکھتے تھے مہندی و ہانگی نیٹ رنگین اور آم بھی بہت بڑا وزن
 میں قریب ایک سیر کے میٹری ایک گاؤں ہے اسی کے علاقے
 کا اکبر آباد سے بارہ کوس پر اکبر بادشاہ نے شیخ نسیم حسینی کے فرمانے
 سے وہاں ایک قلعہ سنگین بنایا ساتھ اس کے عمارتیں اچھی اچھی خانقاہیں
 خوب خوب مسجدیں پاکیزہ پاکیزہ بنائیں پھر فتح پور اس کا نام رکھ کر دار
 مقرر کیا متصل اس کے ایک بڑا تالاب ہے و کوس کے پھیر میں کنارے
 پر اس کے ایک بڑا ایوان و ایک عینار عالیشان علاوہ اس کے ایک
 ہاتھی لڑانے کا بہت بڑا اور چوکا نگاہ نیٹ پر فضا قریب اس کے سنگ
 سرخ کی کھان چنانچہ ستون اور چٹانیں سوائے ان کے عمارت کے کو لازم
 جبتہ در اور جتنے اندازنے کے درکار ہوں وہاں سے نکل سکتے ہیں گوالیا
 رانی قلعہ ہے آبد و سرائو کی نہایت خوب استواری مضبوطی بھی

شہر تھاملا اسلوب سلطنت جو زندانی قابل حفظ کے ہوتے تھے آٹھ گنا
 وہیں تھا باشندے وہاں کے بھرتہ زبان آدرگ سے نہایت با اثر اور
 محبوب و لربائی میں خوب چالاک اور قیامت بی باک ہوتے ہیں مزار
 شیخ محمد غوث کا بھی وہیں ہے کہتے ہیں کہ شیخ مذکور اپنے عہد کے صاحب
 کانون میں ممتاز تھا اور سیخ مریچ اسکے محل میں تھی کالیسی ایک شہر ہے
 جہنا کے کنارے بہت سے صاحب کمال مدد لیتے ہیں سرزمین میں بھگ
 اسودہ میں ساتھ اسکے مشہور ہے کہ بھیم کے قودے کے غار میں وہاں
 فیروزے اور تانے کی کھان ہے لیکن داخل و خارج اوسکے برابر ہیں پر گری
 اپنے موسم میں وہاں حد سے زیادہ پڑتی ہے یہاں تاک کہ اوسکے اطراف
 میں بیشتر بادِ موسم ملتی ہے اکثر اہل رواد اوسکی مدت سے تونس کی اذیت
 پاتے ہیں بلکہ بعضے تو مری جاتے ہیں اسی ڈرتے وہاں کے باشندے اس
 میں بیشتر گھروں میں نیچے رہتے ہیں پھرتے چلتے نہیں مگر ضرورت گرگا
 کا وقت نال کر سفری بھی وہاں کی بلاد ہند میں مشہور ہے سحر اقدیم لستی
 ہے اسی دریا کے کنارے پر کھیتا کی پیدائش وہیں ہوتی ہے اور
 ہندوی کتابوں میں بزرگی و برتری اوس طبع کی بہت لکھی ہے فی الواقع
 ہندو ناکا بڑا تیرتھ ہے آغا رافضی شمس اسکو پست گاہ جانتے ہیں ٹھاکر
 وہاں کا لکیر کے وقت میں کیشور اسے تھا چنانچہ بادشاہ نے اسکو ہند کو
 تو کر دیا وہاں ایک مسجد بنائی ہے اور عبداللہ بنی خان فوجدار نے وسط شہر میں ایک
 مسجد عالی بنا کر دنیا میں نام کیا اور باقبت میں ثواب لیا سولہ اسکے

بسہرانت میں دریا کے کنارے سے اندر تک کئی سو سڑھیاں سنگین
 و پختہ بنائیں چنانچہ جیسے کھین میں بھی کچھ اوپر سو پانی میں ڈوبی رہتی
 بسبب اس کے زمینیت گھات کی بڑھ گئی اور نہانے والوں کو راحت حد سے
 زیادہ ہوئی حاصل یہ ہے کہ ہندو کو بھی راضی کیا اور شہر ہند کو زمین نیکیا
 ہوا اقنوج قدیم شہر ہے گنگا کے کنارے نپٹ خوش آب و ہوا سیوہ بھی
 وہاں کا اکثر خوب و باغزہ ہوتا ہے بھوور کہ ایک پرگنہ سرکار ہند کو رکا ہے اسکے
 تعلقے کا ایک قصبہ کن پور درگاہ سید بدیع الدین عرف شاہ مدار کی دہن
 اکثر لوگ اسکو مانتے ہیں خصوصاً عوام ہمیشہ تر از زال اور فقیر بھی اس گھر
 کے ایسے ہی کچھ اکثر جاہل سلسلہ انکا آزادوں کے نزدیک درست نہیں
 اور بانائس بزرگ کا اٹھین سفید ہون نے سیاہ مقرر کیا چنانچہ سب سے علموں
 میں سیاہ پٹے باندھ کر دو دم کرتے ہوئے لگی لگی لیے پھرتے ہیں خصوصاً
 جامدی الاول میں تو نہایت شور و شمع ہوتا ہے اس کے سال اور
 دوسرے لوگ زن و مرد کثرت سے لیکن ہمیشہ تر یا جی رحالے انداز ہے فقیر
 سمیت ہاتھو میں ان کے وہی علم رہا ہے بجائے ہوئے بڑی دھوم سے قصبہ
 ہند کو رکھ چلتے ہیں اسی مجمع کا نام چھری ہے اور سیدنی بھی اسی کو کہتے ہیں
 دھڑ جابے یا نجابے قصہ کوتاہ ماہ سنطور میں اوس بزرگ کے مزار پاس لگی
 دن جمع رہتے ہیں قسم قسم کی نذرین نیازیں چڑھاتے ہیں جب ستر ہویں
 مارچ قل ہو چکتا ہے تب اپنے اپنے وطن کو روانہ ہوتے ہیں اور اس
 امر کو حج و عمرے سے بہتر سمجھتے ہیں ہر چند کہ یہم جہن ایک مدت سے

چلا آتا ہے پر بانی اسکا سو اے بکھیرے اور بھلکے کے کوئی نہیں ٹھہرتا ساتھ
 اسکے جاہل دیاجی بھی وہ دستر ہوگا انا اس نکل کے سپردال ہیں اگر وہ شیخ
 مذکور کی سیکی بدی ان امور سے ثابت نہیں ہوتی لیکن قاضی نور اللہ سیو
 رحمت اللہ علیہ نے مجالس المومنین میں امید نہ سب اسکو لکھا ہے العلم
 عند اللہ فقہ مختصر میں صوبے میں بھی دربار وہی تہذیب کے ہیں ایک تو
 جہاں جہاں احوال سابق لکھنے میں آیا دوسرا چیل کہ اکبر آباد سے اٹھ کو
 کے فرق سے ہوتا ہوا مجد اور دوسرا راجہ کے محال سے گذرنا ہوا اکبر پور کہ
 متعلق کا لپی کا ہے وہاں پہنچ کر جہاں سے جا ملا لیکن دربار مذکور کی آباد
 کا مقام مالوے کے متعلقات سے ہے یعنی خاص پور غرض گھٹا م پور
 اس صوبے کے پورب طرف گنگا اتر رخ چندیری دکن طرف پلوں پور
 رخ لول صوبہ مذکور کا گھٹا م پور الہ آباد کے متعلق سے لیکر یا پلوں کہ شاہجہا
 آباد کے علی سے ہے ایک سو ستتر کوں اور عرض فوج سے تاب چندیری
 کہ مالوے کے مسافات سے ہے سو کوں القدیہ سرکار اکبر آباد و بارہی
 والہ رد تجارت و اسرج و کاپی و سالوان و قنوج و کول برہہ منڈلا و گوالیار
 وغیرہ جو دوسرا میں متعلق ان سے دوسواڑ ستھ محال اندنی اٹھ کر دتر
 اٹھارہ لاکھ بیس ہزار اٹھ سو دام لیکن برسوں سے سرکار قنوج صوبہ
 میں داخل ہے و بیہ گنجیم بھرت پور بھی گویا صوبہ اکبر آباد کے متعلق
 سے ہیں اٹھارہ لاکھ بیس انیس کوں کا حاصلہ دے اور شہر مذکور
 سے قبلہ آنگے تہایت مستحکم محفوظ و کمان ساتھ اسکے اسباب جنگی

ذخیرے ہر ایک میں اس بہتایت کے ساتھ کہ سالہا سال قلعے
 والے محتاج ان امور کے نہوں خصوصاً بھرت پور میں بالفعل وہی بحیثیت
 کا مسکن ہے قلعہ مذکور سب سے زیادہ مضبوط و محکم چنانچہ اس کے گرد کی گھان
 ایک چھوٹی سی ندی ہے کہ ناٹواؤ میں چلے سواے اسکے اور سبب اور
 آثار حفاظت کے بہت سے ہیں پر وسعت میں ڈ ایک کا قلعہ اس سے زیادہ
 ہے لیکن مستحکم و محافظ الیسا نہیں چنانچہ وہ الفقار الدلہ نجف خان بخشی
 نے بھی نول سنگہ کی لڑائی مار کر اسکو چھین لیا تھا لیکن بھرت پور کا ارادہ
 مکنیا ملک مال دیانا کوئی راجا بدن سنگہ سورج مل جاٹ کے باپ سے شروع
 ہوئی اور اس امر کی ترغیب راجا جی سنگہ جی پور والے نے اسکو دی
 موجب اسکی ترقی کا بھی کچھ اہوں میں کا خاندان پر چنانچہ الیسری سنگہ
 نے محمد شاہ فردس آرا سگاہ سے ایک لاکھ پالیس ہزار روپے پر بیعت
 کا بھی اسکو اجا کر دیا سواے اسکے ملکی مالی ہر امر میں اسکا مددگار تھا وچہرہ
 یہ ہے کہ جی نگر کے راجاؤں نے جاٹوں کو اپنا سردار ٹھہرایا تھا تا لیف قلوب
 کے لئے آپ بھی اُن سے بسلوگ پیش آتے تھے اور حضور اعلیٰ سے بھی زیارت
 کر دیتے تھے پھر تو دوات انکی دن بدن بڑھنے لگے اور ریاست روتی پور
 بدن سنگہ نے اپنے جیتے جے سورج مل کو فخر کیا اور آپ الگ ہو چکا
 اسنے اُس سے زیادہ گڑھ پین کی تیاری کی اور شہر دن کی آبادی کو ترقی بخشی
 سپاہ کے احوال پر بہت متوجہ ہوا ہر ایک رسالہ دار سردار سے پیشتر
 سلوک کیا بنا ہر اسکے اکثر کارہائے عمدہ اس کے ہاتھ سے نکلے بلکہ بعض بہت

باہری کام آسنے کے چنانچہ نواب ذوالفقار جنگ سید صلاحیت خان کی
 پیر غالب ہوا اور نواب حکیم خان ساہیاد اور اس سر کے مین مارا گیا غرض انکی
 ریاست کو جو ایک مدت رہا ہے بسبب اسکے سواے راجا تین سنگہ کے
 جو سو اسود برادر تھے پر راجا نکور کچھ بودا تھا مگر عیاش غافل اسی سبب سے
 کیسیا گئے ہاتھ سے کشتہ ہوا قلعہ مختصر شورشین اور شرارتین تو یہ اور گت
 کے وقت سے کرتے تھے چنانچہ زور آور سنگہ اکبر آباد و شاہ جہان آباد کے قلعے
 اکثر لوٹ لیجاتا تھا اور مسافروں کو اقسام کی ایذا میں بہرتا تھا۔ سبکی
 فوج میں ایک گدھی بھی آؤں اپنے حفظ کے لیے نہایت مستحکم بنا لی تھی
 اسکے اڑنے سے فوج بادشاہی سے بھی کتنے دنوں لڑا چنانچہ اکبر آباد کے داخلہ
 نے ہر چند اسکے لیے کا قصد کیا پر کچھ نہ ہو سکا لاچار دست بردار ہوا آخر شاہ نواز
 بیوا رخت نے اگر تین مہینے تک اسکا محاصرہ کیا جب فیروز پور چکا تو زور آور
 شہزادے کی خدمت میں دہلی سے حاضر ہوا بلکہ ہمراہ اس کے وکھن گیا اور گت
 لیکہ اس کے ہاتھ سے تنگ تھا توپ کے منہ دھر کے اڑا دیا پھر جاثون نے
 اپنا نہیں چارام کو مستقر کیا قصہ کوتاہ بنیاد انکی عالم گیر کے وقت سے جی
 پھر جون جون سلطنت ضعیف ہوتی گئی یہ قوت پکڑتے گئے چنانچہ امتاک کے
 شاہ عالم کا اڑتا لیوان سن جو سی ہے راجا رنجیت سنگہ سورج مل کا
 اسی قوت و تسلط کے ساتھ اپنے ملکوں پر محیط ہے *

۳ صورتہ خوش سواد الہ آباد

ہندی نام اسکا براگ ہے اکثر ہندو ترمینی بھی کہتے ہیں جلال الدین محمد

گنگا جی کے بیچ ایک قلعہ تھیں جس کے حکمرانوں کی اس میں متعدد دودھ پلے تھے
 بنا کر ایک شہر بنی خوش سوا و دہان بیا یا نام اس کا اندر باش کا پھر شاہجہان نے
 سبھی کے آباد کیا ان دونوں دریاؤں نے قلعے کی جانب مشرقی کے متصل
 پایا ہے اور ایک سوا بھی قلعے سے نکل کر انہیں آملے سے بنا برائے نام
 مکان کا ترینی شہر اور اس سوا کو ہندو سرستی کہتی ہیں لیکن کتب ہندی
 میں یہ نہیں لکھا کہ سرستی یہاں سے نکلی ہے سوا کے اسکے قلعے میں
 درخت ہے اس کو اچھے بڑے کہتے ہیں معنی اسکے پایا اور ہندی کتابوں سے یہ
 بھی دریافت ہوتا ہے کہ قیام درخت مذکور کا قیامت ملک ہے چنانچہ
 نور الدین محمد جہانگیر نے اس کو کٹوا کر ایک توالی ہے کا بہت بجاری اس مقام
 پر رکھوا دیا تھا چند روز کے بعد وہ درخت پھر پھیکا اور اس کو کٹ کر
 باہر نکلا حاصل یہ ہے کہ ہندو اس کو برا اثر تھے بلکہ پرستش کا ہون کا پادشاہ
 جانتے ہیں جب کہ سورج مکر کا ہوتا ہے یعنی ہندی میں آتا ہے گردہ گردہ
 و مرد و زویک و در سے اگر وہاں جمع ہوتے ہیں ایک مہینے تک روز نہاتے
 ہیں اور اپنی ہوت کے موافق دان پن کرتے ہیں سوا کے اسکے سرکار والا
 میں بھی ہر شخص کچھ روپے داخل کرتا ہے علاوہ اسکے ہندو اربک دہان کے مرنیکو
 بہتر سمجھتے ہیں اسی سبب زمانہ سابق میں بعضے تو نجات آخرت کے لیے
 کہتے اس امید پر کہ کسی راجا راؤ کے یہاں جنم لیون جیتے جی اپنے تئیں آ
 سے چراتے تھے شاہجہان صاحب قرآن ثانی کے وقت سے یہ عمل ہو تو ف
 لیکن قلعہ شاہ عالم پادشاہ کے پوریس سن جو سوامی صاحب انگریز نے توڑ

اس اسلوب کے ساتھ بنایا کہ اس کا نقشہ ہی اور ہو گیا ہے تو یہ ہے کہ آگے
 قابل تر ہو گا الباقی ہر مہم ہو لیکن یہ سمجھو آگے نہایت آباد تھا چنانچہ
 بارہ سر زمین اور بارہ دائرے تھے اب تلک بھی کئی موجود ہیں لاکن دہ عالم
 کہان شہر مکان بالکین اور دائرہ و مانکے باشندے خانہ فقر کو کہتے ہیں پر پکے
 محوے میں مکانات متعدد ہوتے ہیں بلکہ بیشتر مسجد و خانقاہ بھی آویس ہیں کیجی
 چنانچہ شاہ خوب اللہ کا دائرہ نہایت وسیع دکان اور شہر جہان تہاں
 پس معلوم ہو کہ طلاس شایخ نجی یہاں مدت سے رہتے ہیں لیکن غلامتہ الہند
 سولف نے جو احوال ان کا قلم انداز کیا اور مطلق نہ لکھا اغلب کہ اس کو خبر نہ ہوئی
 کہ یہاں بھی اہل اللہ موجود ہیں کیونکہ اکثر صوبوں کے فقرا و شایخ کا احوال و
 ثبت کیا ہے پھر صوبہ مذکور کے فقراے مشاہیر کے حالات کی تحریر سے کیونکہ
 ہاتھ اٹھاتا چنانچہ حاوی فضائل موری و معنوی شیخ محمد افضل الدہ آبادی و
 و نقشبندی کی وفات گیارہ سے چوبیس ہجری میں ہوئی اور تالیف کتاب
 لی سن گیارہ سے سات میں فقہ مختصر شاہ صاحب مرحوم شیخ مغفور کا حقیقی
 بھتیجا اور داماد تھا بعد اسکے سجادہ نشین بھی ہوا نہال استعداد تو اس کا بارہ
 برس کی عمر میں عم بزرگوار کے آب تربیت سے سرسبز ہو چکا تھا اور محبت حال
 کا فیہ سے اس صاحب حال نے رنگ کچھ اور پکڑا تھا غرض انتہائے تحصیل
 شایخ کی خدمت میں رہا اور اس کی محبت سے فائدہ اٹھایا آخر نعمت کثیر
 ہاتھ آئی اور شان عظیم بہم پہنچائی یہاں تلک کہ لالی پند و فصیح مالبون
 کو ہمیشہ عنایت کرنے لگا اور جو اہر کلام سے دامن خواہشمند کے دام گیر

لگا اکثر علوم میں کتابیں اسے تصنیف کیں اور بہت سے رسالے لکھے طلبہ بھی آتے
 بہرہ مند ہوتے آخر میں گیارہ سے چو اسیس ہجری میں اس سرسے فانی کو
 تاجا اور ستاد الریقا کا لیا مذنون بھی شہر مذکور کے بیچ چچا کے پہلو میں ہوا بعد
 اور بھی اشخاص اس بزرگ کے اقربا اور فرزندوں میں صاحب کمال و علم ظاہری و
 باطنی سے مالا مال ہوئے چنانچہ علامہ محققین شاہ غلام قطب الدین جامع معقولات
 و منقولات تھا بلکہ شاعر غرا و سخن دان ہے بہتاد لیوان فارسی اور سکا تہایت لوط
 و مضبوط ہے ساتھ اسکے کتنی مثنویاں بھی علی ہذا القیاس خصوصاً نان حلوے
 کے جواب میں وہ مثنوی کہ مسمی بنان و تلیہ ہے مزا اسکا ذالیتہ فہید جبکا در
 ہے دے جانتے میں اور تہیہ بھی اس کا وہی پچانتے میں فی الواقع جیسے
 و حلوے کے اشعار سراسر شیریں ہیں دسی ہی اسکی ابیات ستر یا بافرہ و مکین
 قصہ مختصر یہ بزرگ جن دنون شاہ عالم بادشاہ شہر مذکور میں رونق افرا تھا او
 دنون حج کو گیا آخر ایاکن شہرہ کے اہل قبور سے سن گیارہ سے ستاسی ہجری
 میں واصل ہوا فقیر نے بھی حضور سن میں اس بزرگ کو دیکھا ہے فی الواقع کہ جمیع
 صفات سے موصوف تھا بلکہ اس خاندان میں اکثر اشخاص صاحب خلاق و علم
 میں برگزیدہ آفاق ہوئے لیکن تعجب جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ہر ایک کے
 یدرجہ اتم تھا الا زبدا اہل لکند کمل شاہ محمد اجل کہ بالفعل سجادہ نشین ہے اسکو
 نہیں بلکہ محبت حضرات کی اس کے اطوار سے ہویدا ہے اور شعار سے پیدا حق تعالیٰ
 اسکو سواست رکھے کہ اہل کمال کا ہونا اس عمر میں نہایت غنیمت ہے اور لوط
 کے لیے ایک نعمت غرض یہ مدوح صاحب دیوان فارسی و ہندی ہے اور

وہ دونوں فصاحت کے فخر اور بلاغت کے سعد بن ہرچند کہ دیوانِ سخن
 چھوٹا ہے پر تیبہ میں کہیں بڑا مولف کو اُس سرایا امتیاز کی خدمت میں آیام
 لطفی سے نیاز دلی و سونخ قلبی ہے اور وجہ معاش اُسکی وہی ہے جو اُسکے بزرگوں
 کی گذران کے واسطے سلاطین و حکام نے متعین کی تھی بلکہ بہت دنوں سے کچھ
 کم ہو گئی مگر صاحبِ عالی شان نے جتنی بھی اُسکو جاری رکھا سیت غنیمت ہے جو
 کچھ اب بھی ہے دن گذرے فراغت کے پتہ کر دے گا یا دیکھن تم تہی آیام
 مشرت کے پتہ اور انھیں میں سے ایک اترے سید شاہ ظہور محمد کا ہے ہرچند کہ
 محوطہ اور کانات اُسکے کچے ہیں ساتھ اُسکے چھوٹا بھی ہے لیکن وہ مرحوم اپنے
 کام کا پکا اور درویشی کے چلن میں بہت بڑا ملک بکیتا تھا ریاضت میں کامل
 شامل نماز سکوس بھی اکثر پڑھا کرتا سوائے اُسکے اور بھی کڑی کڑی عبادت
 کیا کرتا تھا کہ اپنے سامریں میں بے نظیر وہ صاحبِ تاثیر تھا چنانچہ فقیر نے بھی
 ایک نقل اُسکی کراست کی اپنے والد سے سنی اور وہ یہ ہے کہ جب نواب
 عمدۃ الملک اسیر خان بہادر مرحوم کو محمد شاہ فردوس الہام گاہ نے صوبہ بنگالہ
 عنایت کیا اور وہ عالی نشین بعد از شاہی کے وہاں رونق افزا ہوا تھوڑے
 دن گذرے تھی کہ نواب سنغور کو مرضِ ضاق کا مارض ہوا اور میں فی الحال کھنچا
 ساتھ اُسکے بلغم اسقدر متعفن رہن سے نکلنے لگا کہ دماغ ہستیشون کا اُسکی با
 سے سُرے اور جینے لگا بلکہ جس کپڑے یا رد مال کو وہ لگ جاتا تھا بعد دھوپ
 کے بھی تعفن اچھ سے آتا تھا حکماءے حاذق معالجِ شام و سحر تھی پر شوش سے اُدھر
 تھے کہ شاہِ صمدِ حرم کی کسی جہت سے حضور میں بہت تعریف و توصیف

کی بلکہ ملاقات کی بھی تقریب نہ اوصحاب کو نہایت اشتیاق ہوا یہاں تک
 کہ بعد سنت و آرزو اس بزرگ کو طلب کیا آتے ہی اس عارف باللہ نے زبان
 مبارک سے فرمایا دعاے فقیران رحم اللہ قدم در دیشان رو بلا و نہین بیماری
 ضعیف ہوئی اور نواب کو اسی وقت سے تحقیف ہوئی آخر چند روز میں اس
 بزرگ کی دعا سے شافی مطلق نے شفاے کملی بخشی اور طبعیت حالت اصلی پہ
 اگلی نہایت یہ غلط ہے کہ فقط بیگی و دامن تاثیر آتے بہتر ہے دعاے
 فقر امین تاثیر پھر تو عہدہ اللاک کو شاہ صاحب کی خدمتیں اعتقاد زیادہ ہوا
 اور انکی وجہ معیشت پر کچھ اپنی طرف سے بھی بڑھا دیا چنانچہ آج تک بھی انکی
 آل و اولاد کو قدرے قلیل ملتا ہے اور انکا خرچ روزمرہ اُسکے باعث چلتا ہے
 مذہب اس بزرگ کا امامیہ تھا اور سلسلہ حشیشیہ آبائے کرام بھی اُسکے اہل کیا
 تھے اور صالح حال و حال خصوصاً سیرت و فتح محمد علوم ظاہری و باطنی میں فی الواقع
 کہ یگانہ تھا اور منجملہ مشاہیر زمانہ اکثر اشخاص اُسکی کرامت کے قائل اور خرق عام
 کے ناقل ہیں چنانچہ راقم نے بھی ایک آدمی نقل ایسی ہی اس بزرگ کی شاہد ہو چکا
 کہ خلف الرشید سیان شاہ غلام رسول کی زبانی سنی ہے اعلیٰ ہے کہ وہ
 صحیح ہو کیونکہ وہ بزرگ بھی باخدا و صاحب حق و صفا تھا ان دنوں معلوم نہیں
 قیہ حیات میں ہے یا اس سے آزاد اور سوچئے کہ برسوں سے اُسکے احوال
 اطلاع نہیں بلکہ یہ بھی دریافت نہیں کہ اس خانہ ان میں سجاد و غشیران کون
 ہے کیونکہ ایک شخص کا وجود و قیام دوام نہیں ہمیشہ سے تبدیل اشخاص کا
 ہوتا ہے اور ایک کے بعد جاگہ اُسکی دوسرا پاتا ہے یہی جز اُسکی ذرا

اور سیکھیں ثبات یہ ہے قابل ثبات یہ جتنی ہے کائنات یہ لیکن ان
 دو نماندان سے بلکہ اکثر شایخ سے قدامت بود و باش کی شہرہ ذکر و شایخ ہندو
 کی ثابت ہے کیونکہ بعض ثبات سے سنا ہے کہ وہ برگزین حق نہایت سہم تھا چنانچہ
 اس وقت کے بڑھے کہتے تھے کہ ہمارا تولد اس بزرگ کے روبرو ہوا ہے اور ہم نے اس
 ہی اسکو دیکھا ہے وہ بھی اپنی زبان سے فرماتا تھا کہ اکثر پیران کہتے ہیں سال میرے
 سامنے کے لڑکے ہیں میری تین سے برس کی عمر ہوئی ہے اور میرا سن تیز تھا کہ
 اس قلعے کی نیوٹری کی اکثر اشخاص اسکو صادق جانتے تھے اور اس بات کو دل سے
 مانتے تھے ہر چند کہ عقل سے باہر ہے لیکن خدا کا در ہے شاید ایسا ایک شخص غادر
 الوجود است پیغمبر آخر الزمان میں بھی موجود آئے کیا ہوا دیر پہلے میں سال اسکو دیکھا
 غرض عہدہ الملک میں دنوں سو پندرہ کو میں ہے ان دنوں ملک دھمکات
 خردہ حیات پھنے تھا چنانچہ راقم کے والد نے بھی اسے دیکھا ہے بلکہ بار بار اسکی خدمت
 میں شہر ہوا سو اسے اسکے اس حق پرست کی کرامت کا قابل اور اسکے حزن و
 کی تاثیر کا اکثر ناقل تھا حاصل یہ ہے کہ وہ طالب لاکیفیت سے خالی نہ تھا اور
 خردہ فقر برگز حملی نہ تھا آخر شہرہ ذکر ہی میں اسنے رحلت کی اور اسکی قبر وہیں
 بیت منت جاگ میں کوئی کب با آخر فنا آخر فنا میں زندگی سے فائدہ
 آخر فنا آخر فنا یہ لیکن اس بند کہ کا مذہب و نسب و سلسلہ بیعت نہ کسی سے ملتا
 اور نہ پوچھا دالا لکھنے میں آتا اور تیسری کس صورتہ ذکر سے پرے بنارس ہے
 ہندی کتا یونین نام اسکا بار اسی بھی لکھا ہے اس لیے کہ یہ بستی دریاں
 برہنہ اور انسی کے واقع ہے کاشی بھی اسکو کہتے ہیں اور مہاراجہ سے منسوب ہے

میں فرض شہر کو رہنمائی پر قدیم ہے عمارت اسکی سنگین و پختہ دہلیز اکثر اسی پر
 لیکن جو یونین میں انسانی نیا در سواے اسکے اندر رہا ہر قسمی کے ہزاروں متجانے
 انگشت شرا سے سیکڑوں کندھ اور بنا کر یہاں کا بسیرا تھا چنانچہ اسکا بڑا
 سندر تھا عالمگیر نے ترواکر دیاں ایک سید بڑی عالیشان بنائی شہر کے لوگ
 اسکو بسیر کی مسجد کہتے ہیں سواے اسکے اور بھی کئی نامی متجانے توڑے اور
 مسجد میں انکی جاگہ بنا کیں قصہ کوتاہ شہر ہند کو اب بھی آباد ہے لیکن کوچے آسکے
 نہایت تنگ و تاریک و بدبو ملکہ بعضی کیون میں تو دھوپ کا بھی گزر نہیں
 ہوتا اسی باعث زمین و مٹی ہمیشہ سیرلی رہتی ہے پر دریا کنارے کی عمارتیں سب
 کی سب دلچسپ قابل سیر اور بناغات بھی شہر کے کچھ طرف پٹ سہاؤ نے
 لگو نہیں کہ انسان کا دیاں جی کھو اس نہو ہر چیز اسکے کوئی پاس نہو حسن بھی
 و مانکا نہایت چمکے یکے ساتھ اگر فرشتہ بھی دیکھے تو دیوانہ ہو جائے پیر
 تو کس شمار و قطار میں چنانچہ ایک دن کا ذکر ہے کہ راقم ساون میں ایک باغ
 درو دیوار کے بیچ سر راہ ایک بلندی پر بیٹھا تھا اور سیر چراغ علی مرحوم حیف
 تخلص بھی میرے ساتھ تھے دن اسوقت و دپہرے کچھ کم ہو گا کہ ایک جھنڈ
 کا جھنڈ پر یون کا اُس باغ کے دیہرے میں پرستش کر قنارا اُدھرا نکھا ان
 ایک کھترانی چینی رنگ نہایت چالاکی و میاکی سے پیش قدمی کرتی تھی اور
 ایک انداز و ناز سے پانوں دھرتی تھی سراپا اسکا گویا سانپے میں ڈھلا تھا
 ہر ایک عضو حسن و اداسے بھرا تھا بہت بال ابرو سنہ چاند چہرہ بڑا دل
 خوش اسلوب چھپ ڈلیاں گول گول پٹکھرے کی رنگت کے آسکے کندھوں

بلکہ پھر اچ بھی گرد سونا تو کیا مال ہے جو اسکے روپ کا کٹاں ہے لیکن ان
 تماشائیوں کا دیکھتے ہی جی سنسنا گیا اور آنکھوں تلے اندھیرا لگیا میٹھا منو صبا
 دل پر دیر تک اس کا مدد رہا لیکن وہ چکا چھڑا دکھاتی ہوئی بخانین کو دھڑکی پڑی
 پھر تاشاد ماہ و کئی دن ان سمجھے کہ تجلی کو کونکر نہیں اب بیٹھنا بیٹھا ہے
 ہر ایک گھر کی راہ لی خرم سمورہ مذکور کیفیت سے خالی نہیں دیر کے قابل ہے
 ساتھ اس کے علم ہندی کا بھی گھر ہے کیونکہ بڑے بڑے پنڈت اچھے اچھے برہمن
 سید کے پڑھانے والے تماشائے بھید و نکے جانتے والے اور جو تھے بخوبی گمنام
 کے بکثرت اس شہر میں رہتے ہیں ایسے واسطے برہمن برہمن زادے و دروہے
 تحصیل کو آتے ہیں اور دونوں پڑھتے پڑھاتے ہیں چنانچہ اب تک بھی ہندی
 کا موجود ہے باجنا عالی نے بھی اخراجات اسکے دستور جاری رکھے ہیں اور
 اکثر آزاد منشی عبادتی پیشی اس لحاظ پر کہ مراد انکا باعث نجات کا ہے
 ہر اپنے وطن چھوڑ دینا سے ہاتھ اٹھا رام سے لو لگا دین رہنا اختیار کرتے
 ہیں بہترے بوزے کہتے سال کتنے ازاری جینے سے مالوس ہو کر وہاں آتے
 ہیں اور دنیا سے اٹھ جاتے ہیں اور ایک لوگوں کی آمد ہر ایک سمت سے
 رہتی ہے اسی سبب اس کی آبادی کم نہیں ہوتی کپڑا ہی وہاں رہتی دیر
 خوب بناتا ہے خصوصاً تاش باد لہ نہایت جگمگا اور شروع و کجواب
 واقعی بعد گجرات کے بنارس کے برابر ہند میں کہیں نہیں بتا اگرچہ شروع
 میں اب تیار ہونے لگے ہیں لیکن یہ قمار ملائمت کہاں پاجی اور کھیل
 سا فرق ہے کچھ طرف شہر کے اورنگ آباد کی سرائے پختہ اور نہایت

بن غرض شہزادہ کو نہایت
 پہلے پچاس موچن کا تالاب اس سے کچھ آگے بڑھ کر بستی سے باہر تھو
 لیکن سرگیت اکثر وضع و شریعت پنجشنبہ کے دن وہاں جاتے ہیں شام تک صحبت
 اور لوگوں کی کثرت رہتی ہے ہر چند کہ نشست گاہیں اور خانقاہیں کم ہیں لیکن
 اس وقت سے خالی نہیں علاوہ اسکے اس قطعے میں اکثر مسلمانوں کی قبریں ہیں
 چنانچہ فراشیخ محمد علی خیرین گیلانی کا بھی وہیں ہے اس مرحوم نے اپنے محل چیا
 میں اسے بنوایا تھا بلکہ کچھ کچھ پنجشنبہ کو وہاں جا کر بیٹھتا اور کچھ خیرات بھی کرتا
 یہاں جو بقا اپنی فنانہ سمجھے وہ دکھ بھرتے نہیں بڑے مرثے جو زندگی میں د
 بہرہ مرتے نہیں بڑے فی الواقع شیخ مرحوم علوم ظاہری و باطنی سے مالا مال تھا
 دشمن تو اس کا ایک ادنیٰ کمال تھا استاد و شاگردین و افتخار متقدمین اسے کیونکر
 نظم و نشر اس کی ظہوری و نظیری کے برابر اور قصیدے قصائد عربی سے مالا مال تھے
 کے بیچ محمد شاہ کے وقت میں آیا کئی برس دلی میں رہا پھر بارہ برس میں آکر گوشہ
 نشین ہوا کسی امیر فقیر کے گھر گیا اور کسی سے کچھ نہ لیا بلکہ محتاجوں کو موافق
 آپ ہی دیا کیا گذران اس کی ہمیشہ اجلی رہا ہے احتیاج کس طرح کی چیز خالق کے پاس
 ہوتے ہیں کہ تسخیر آفتاب کے عمل میں غشی یا کوئی اور دعوت غرض کشف و کرامت
 سے وہ روشن ضمیر خای نہ تھا مشہور ہے کہ نواب شجاع الدولہ بہادر کو لڑائی کا
 نورہ نسلوک نہ دیا بلکہ منع کیا کہ بکار صا جہان انگریز سے حد برائے اور مصالحت
 سرتاپا بھلا نہ رہا راہی فرزند سوائے صلح کے کچھ نہ کرنا اور لڑائی پر و خیال نہ کرنا
 نہ وعدہ کیا کہ صلح میں حصول مراد ہے اور جنگ میں فساد و غرض بعد ہنگامہ
 و دعاوت بے ریاسن گیارہ سے اسی ہجری میں بہشت نصیب ہوا چند گروہ

ایک قلعہ ہے یہاں پر سنسین و بلند و محفوظ لیکن تشییب فراز آسمین بہت ہے
 گھنٹی ان کے تپے پتی ہے قریب اسکے ایک قوم مالگریہ کے دست ملک سرور اپنے
 جنگل میں رہتی تھی اور تیرانا نازی و شمشیر فی میں اپنی اوقات بسر کرتی تھی
 یہ کہتے تھے کہ آئندہ میں یہاں پر اس وقت میں بہتری کرتے تھے لیکن بالفعل بلکہ
 ساکھاساں کے منہ میں ایک سمندر ہے کہ اگر کرمند مسلمان آسمین بستے ہیں
 ایشیا و سبب بھی فردی موافق تھے کہ ہم پہنچے ہیں اور قلعہ مذکور پر چند اسکے بھی
 بار دلی تھا پر جیسے صاحبان مالیشان کے قبضہ میں آیا ہے خوب تیار سجا یا
 رہتا ہے قریب اسکے قاسم سلیمانی کی درگاہ ہے نہایت خوش عمارت پرست
 رکانات اس میں شگین و چمک و متعدد اپنی وضع کے اسلوب وار و باقرینہ منظر
 و مسلمان ایک سجد بہت بڑی باکیزہ و استوار جیسے انگوٹھی میں نگینہ جو کھانسی
 الحارث کا نہایت سہاونا ہمارے خفقان کی دوا بیت ہے شاد ایک
 و پاکیزہ زمین ہے وہ جنگل ہے گلشن ہے بہتر کہیں ہے اور چار سے دھن ہلکے
 کو س کے فاصلے سے لگے کے کنارے پر مرزا پور ہے برجہ کہ بستی اسکی چوٹی آ
 لیکن خوب آباد و خوش سواد عمارتیں کی ہمیشہ لیکن اکثر بیاریوں کے گھر
 پونڈا دیا لگا شہور ہے اگرچہ بگلی کا بھی گناہیت نرم اور سمیٹا ہوتا ہے لیکن وہ
 ان خوبون کے کوئی اور گندگی بھی رکھتا ہے کڑھہ کا لیچر شگین قلعہ ہے
 پٹ ہے لگا و ایک بڑے اونچے پہاڑ پر اسکی ابتدا سے کوئی واقعہ نہیں
 اکثر آسین جوش کہاتے ہیں اور تالاب بڑے بڑے آب ذلال ہے پھر سے
 ہرے ایک لطف دکھاتے ہیں بحیرون کا متحانہ دین ہے اور قریب

گھنے درختوں کا ایک جنگل ہے بیشتر اوسمین آبنوس کے پیر لوگ رہتے ہیں
 بھی کپڑے لاتے ہیں اور پاس اس کے لوہے کی کھان بلکہ بعضے بعضے جاگہ سے اس
 کی تمکین بھی ہاتھ لگتے ہیں اور باشندے دھانکے سود مند ہوتے ہیں چھل لچل
 براشہر ہے گومتی اس کے اندر نوکر نکلی ہے فیروز شاہ نے اس کو اپنے عہد سلطنت
 میں محمد الدین محمد جوہان کہ اس کا چچا تھا اس کے نام پر آباد کیا اور اس کے شہر کو رشور
 پشتون اور ستمروں میں واقع ہوا تھا نو جدار اس کے بیشتر خوب تریزی سفاکی
 میں مشغول رہتے تھے لیکن آج ہے اس کی باشندوں مسافروں کے مزاج سے ہوا
 فضا اس کی فضا سے گلزار سے فائق ہو گیا ان اسپین اکثر خچہ و سنگین چھپر کے مکان
 کو میں اگرچہ آبادی اس کی اب ویسی نہیں لیکن غنیمت ہے کیونکہ باغ خزان اس کے
 ایک آدھ چین وید کے قابل سمجھتا ہے اور اہل نظر کو ایک لطف کھانا ہے خصوصاً
 جامع مسجد و مکتی اپنی ساخت میں لاشافی ہے فی الواقع پختہ کاروں کی ایک نشانی
 ہے عمارت اس کی تمام و کمال سنگین اینٹ کاری کا اوسمین نام بھی نہیں سمجھتا
 بنیاد سے کوئی ایسی اب کیا مجال ہے مرست بھی ہی اس کی امر حال نہ تعمیر اس کی سلطنت
 شرقاً برہم شرقی نے آٹھ سو باون بحری میں کی اور دارین میں نیک نامی
 تاریخ اس کی بنا کی سجدیاسع الشرق ہے پل بھی وہاں کا تعلیم ہند میں ہے باشندے
 دیر پاؤں اور جنگلی اس کی اظہر من الشمس سیکڑوں برس گذرے ہیں لیکن معلوم نہیں
 کہ کج بنا اور کج تیار ہو چکا ہے بنا اس کی شتم خان خانانان نے کبریا و شاہ کی
 میں کی اور شتم اس کا اب مرحوم کا فہم غلام تھا قطعہ اس کی تاریخ کا یہ ہے قطعہ
 خانخانان خان شتم اقتدار سے سببہ این پل را بنو فوئ کریم و نام او شتم ازان آد

کہ بہت دیر غایت ہم رحیم و ہم کریم پڑ رہے تبار بخش بری گراقتنی یہ لفظ بدر از
 صراط المستقیم نہ حق تو یہ ہے کہ یہ تبارخ اسکی بجای ہوئی کہنے والے کی طبیعت
 لگی خدہ اسکی تعمیر کنندے کو مستغرق دریا سے مغفرت کرے اور پل صراط پر اسکی
 دستگیری و معاونت بہت ہے دریا ولی کا یہہ اسکی نشان پڑ خدا اسکو قائم
 رکھے جاوے ان میں سر زمین بھی کئی تھیں لیکن بالفعل ایک پختہ پل کے جنوب
 اور دوپچی شمال و لیکن کچھ ایک فاصیہ سے پھیلے عطر بھی وہاں کا نہایت خوش
 ہوتا ہے چنانچہ اکثر بلاد بطریق تحالینت بھجاتے ہیں اور خوشبوی سار مسود اگر بھی
 اطراف میں اسکو لیجاتے ہیں غرض سنگدراے اور بیٹے کا تیل تو وہاں کا نہایت
 کہیں نہ ہوتا گلاب خجالت سے اسکے آگے پانی ہو جائے اور سہاگ کے عطر کی با
 بھی اسکے ہوتے خوش نہ آئے بہت بدن میں ملے اسکو جو مرد وزن پڑ تو بن
 جائے ہر ایک دولہہ و لہن پڑ چنبیلی کا بھی علی انبا القیاس لیکن شہرہ یوں ہے
 کہ چنبیلی باڑھ کی اور بیلا جو پتھر کا پر اپنے تین اس میں شک ہے اور وہاں کے
 جنبا اکثر زمین و صاحب علم و دانشمند ہوتے ہیں چنانچہ متقدمین میں ما محمود
 کیسا ایک صاحب کمال فاضل گذرا ہے کہ اپنے وقت میں کیا ہے سہر تھا اس
 زمانے میں تو اسکا ہونا معلوم شمس بانہ آئے عالم حکمت میں ایسا لکھا ہے کہ
 اسفار اربعہ اسکی فصاحت و بلاغت کو نہیں پہنچتی اور شفا اسکی عبارت کی
 خوبی کو نہیں لگتی باد وجود اسکے مسائل حکمیہ کا بھی جاس با بالفعل کتب درسیہ
 ہے فضلا اس میں جو نچن مض کرتے ہیں کیفیتیں پاتے ہیں اور طلبہ درس سے
 فائدے اٹھاتے ہیں اور تاخرین میں بھی مولوی میر عسکری و مولوی ابوالفضل

دوسووی ابو الخیر واقعی کہ ہر ایک ان بزرگواروں میں علم و فضل میں لگانے و
 افتخار زمانہ تھا ہر طریقہ سیدم حرم کا اثنا عشری اور نسب اس بزرگ گاہی
 اولاد زید شہید علیہ الرحمہ کی کہتے ہیں کہ ظاہر میں عالی نژاد کا زندان تھا اور باطن
 عارفانہ بہتیرے طلباء اسکی بدولت فاضل ہوئے اور اکثر فضل اسکی فیض صحت
 کامل انہیں گیارہ سے نو سو مجری میں وار الہی کا ایسی ہوا اور اپنے اجداد کرام کا
 قابض حاصل کیا مزار اسکا شہر مذکور میں ایک برقرار ہے اور بعد مردن یاد
 میت قبر بھی ہے چند روزہ منت کہاں یہ ایک دن شجائیگا یہ بھی نشان ہے
 تاریخ اسکی وفات کی بڑھ العبد مضحکہ سے نکلتی ہے اور دے دونوں مغفور
 نسب میں شیخ فاروقی اور ندیب میں جنفی حقا کہ دونوں صاحب الی اور دولت
 علم سے مالا مال تھے خصوصاً علوم ادبیہ میں تو ہر ایک بے نظیر و عدیل اور اپنے
 وقت میں ممتاز مثل سلیمویہ و خلیل آنے بھی سرشتہ تحصیل کا ایک مدت جاری
 رہا اور سیکڑوں اشخاص نے رتبہ فضیلت کا حاصل کیا آخر حکم آیہ کل من علمینا
 ہر ایک لباس فانی ہوا اور وار الہی کا رستہ لیا لیکن مولوی ابو الخیر صاحب
 سرس کہ نواب علی ابراہیم خان مرحوم کو بنارس کی عدالت ہوئی تھی قید حیات
 میں تھے چنانچہ گورنر مشن میں بہا ورنے چاہا کہ عدالت کے سرشتے میں روزگار
 اختیار کریں لیکن انھوں نے مانا اور دلچسپی اٹھانا کہ دولت دنیا سے تنہا
 ہوئے اور گنج قناعت کو ہرگز چھوڑے غرض جو ارادہ کیا تھا اسنے نہ بھرا
 یہاں تک کہ دنیا سے اچھ گئے وفات انھوں نے سن گیارہ سے اٹھانوے
 میں یا علی اور نعمت عقی کی لذت بخوبی اٹھائی حاصل یہ ہے کہ شہر مذکور

پہلی ایک دارالعلوم ہے اس کے گزرسے پن پر بھی سرسبز شہ عالم کا کچھ نہ کچھ چلا
 جاتا ہے ایسی بھی ایک آؤفاضل مستند نظر آجاتا ہے چنانچہ مجمع فضائل خفی جلی
 مولوی برٹیشن علی گڑھ لکھنؤ دیو دار شریعت و مناسک محفل فضیلت بالفضل
 کے سکھ میں موجود ہے کثیر علماء اسکے دولست فیض پاستہ میں اور درجہ
 کو پہنچ جاتے ہیں نسب اس بزرگ کا بیسی فاروقی و مذہب جنتی ہے اور مولوی
 ابو الحیر مروج سے نسبت خویشی فی الواقع کہ اکثر علوم میں مہارت لگائی اور اسکا
 کرامتیں رکھتا ہے خدو عالم ادب بیاضی میں قراب جو پور میں ایسا شخص
 معلوم ملے گا اکثر علماء میں تانی اسکا سدوم ہے غرض جبکہ مرید صاحبان
 کا گلے میں بناتے یہ بزرگ بھی عزلی کے سرشتے میں میرنشی گری کی
 خدمت پر سرفراز ہوا حق تعالیٰ اسکے اور جتنے اہل کمال کہ اس وقت میں
 انکو سمجھتے باکراست رکھے اور قدر دانوں کو باقیال حشمت تعالیٰ کو تاہ صوبہ
 مذکور کی آب دیوانہ باریت خوب ہے سوے بھی اقسام کے ہوتے ہیں خصوصاً
 انکو نہایت سیلا خوش مزہ میٹھا بڑا کثرت کہتا ہے اور بچوں بھی بر فضل میں
 دیکھنے سونگھنے کے بہتایت کے ساتھ خصوصاً نوگرا بہت بڑا گندہ پیٹ
 خوشبو ہوتا ہے ایک بچوں اسکا حکم عطر دان کا رکھتا ہے زراعت بھی بہتایت
 کے ساتھ ہوتی ہے لیکن ہوتے کم باب جو گرایا جود کتر اور کپڑے کے اقسام
 جوتنا اور مہر گل خوب بناتا ہے اور دیوانوں میں بڑے دریاؤں میں موہ میں
 گشتا جتنا سرخ و لؤل اسکا بچہ بی جو پور سے لیکر آتے کہ پہاڑ ملک ایک سو
 کو سول در عرض چونسو گشتا کا ایک گزرسے آج کھانم پور ملک کا شمش

کوس سو بہار اسکے پور سب طرف اکبر آباد پچھم رخ صوبہ آباد و اکثر طرف سے
 گزیدہ کھن جھرت الد آباد غازی پور بنارس جو پور چنار کالینچہ کراٹا ایک پور
 سولہ سرکارین متعلق تھے اسکے دو سو ستائیس محال اور آدنی سات کروڑ ساٹھ
 ایک سو تیرہ ردام *

عمر محمد میر زاد

ہندی کتاب بنین نام اسکے ابو جیہا را جام چندر کاملہ دھنگا ہے اسی جہت سے
 ہندو اسکے پیر اسجد جانتے ہیں کیونکہ راجا جند کور عالی نژاد دنیگ نہاد تھا
 اسکے دولت ظاہری و باطنی سے بھی مال مال عجائب غرائب انحال آئے وقوع
 میں آئے اور بہت سے امر زاد آئے وہ کہ اسے چنانچہ شہر و ریاستیں باندھا اور
 انگنت بندیر پیکہ کی تیج کی گزرتا پر خیر ہد گیا پھر ادوں کو مار کر اپنی جو رو کو قید
 چھوڑا اسی قبیل سے اکثر حالات اسکے رامین میں لکھی ہیں غرض شہر ہند کور
 ایک سو اڑتالیس کوس کے طول اور چھتیس کوس کے عرض میں بستا تھا اور اسکے
 سوا دین جو کوئی ناک چھانتا سونا پاتا ایک کوس پر ایک گھوڑہ سرور سے بھر
 کے تھے جانتی ہے اور قریب شہر کے دو بڑی بڑی قبریں ہیں طول ان کی سات
 سات اٹھ اٹھ گز سے کم نہیں عوام انکو حضرت شہید دایہ سے منسوب کرتے
 ہیں نہ بار اسکے پیشینہ کو اکثر لوگ وہاں جا کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور بھجنوں کے
 نزدیک رتن پور میں کبیر خواہی کی قبر سے شخص ملک کو سلطان لودھی کے قتل
 میں تھا بنارس کے بیچ مدینہ کے بیچ کترار با فقیر کے نزدیک بڑا سجدہ و غنا تھا
 تھا چنانچہ اسکے پیر زاد اکثر وہاں سے اہل مذاق کے در و زبان میں سچ ہے کہ

گرد و پیش اس کے گنبد کے چنے درخت میں اٹھیں سیان ڈال کر کوئی اپنا ہاتھ
 باندھتا ہے کوئی پاؤں کوئی پھل انصاف انواع و اقسام کے سامنے لائے ہیں اور
 مکان میں اسی سب سے مردین پاتے ہیں سوائے اسکے کوئی رجلا آس برنگ کوکا
 دودھ کہتا ہے اور کوئی رجالی سالار چھینا دجیہ اسکی یہ ہے کہ جو زندگی اسکے
 گنبد میں جانی ہے بد حال ہو کر آتی ہے پردہ مردار پہنچتی ہے کہ صاحب قبر نے
 مجھے چوس لیا اور یہ احوال کر دیا قف اسکی سمجھ میرا درخت اسکی بوجھ پر
 اسکی یہ ہے کہ گنبد اسکا سہایت چھوٹا اور دروازہ نیت ٹنگ قیصر لوگوں
 کی آمد و شد متصل ملا وہ اسکے ایک بہت بڑا چراغ قبر کے سر پر لٹکا ہوا ہے یہ
 اسکے ایسی گرمی اٹھیں ہوتی ہے کہ آدمی کی چربی لپکتی ہے مرد بھی مانتے
 جو ٹھکسا ہے سو عزت کا پھر عورت تو نازک ہونی ہے دپسینے میں ڈوبی ہوئی
 حالت بخش میں نطقی ہے سوائے اسکے کذب و افترا پر یہ سچ ہے کہ اگر دیر سال
 دنیا میں پیدا نہ ہوتے تو رجالوں کے یہاں مال خوب جمع ہوتا بلکہ ایک ایک
 کثیر اتصالی لکھتی بن جاتا دیو کن مدت سے بیہوش کی ٹانگ سال ہے
 اتر کے پہاڑ و فتنے سوزار و پانا ناب سب سہاگہ شہد چوک کچر سوٹھ پیل مار
 لون چٹاک موم شمشیر ٹانگن باز جز شامین وغیرہ سوائے اسکے اور بہت سی
 چیزیں پہاڑ کے پہاڑ سے لائے ہیں اور بیچ جاتے ہیں اسکی دیکھو گونا گویا
 زید فروخت کی دھوم دھان رہتی ہے نیم کھا رکھ کر ایک نامی جاگہ
 اور ہندوؤں کی بڑی پرستگاہ ہے گو متی اسکے قلعے کے تلے جاکلی ہے نیک
 اسکے ایک حوض ہے بر محاورت کندھہ اسکو کہتے ہیں پانی اسکا اندر

اندر جوش کھاتا ہے ساتھ اسکے ایسا چیر تارتا ہے کہ آدمی کی قدرت نہیں جو
 اس میں غولہ لگا سکے بلکہ جو چیر کہ زمین گرے فی الفور نکل پڑے منہ دے نہ کر سکے
 بڑا تیر کھتہ ہے مشہور ہے کہ جتنی کتابیں ہندی گرگوش فلکی سے اور الفلاک
 دہری سے کم برہمن تھیں تپیشیوں اور مینوں نے اپنی طبیعت کی جودت اور
 ذہن کی حدت سے اُسکے کنارے پر بنے سر سے انھیں دست کیا اور لکھا ہوا
 انکے مطالعے سے فیضیاب ہوا تو میرے آئیے ایک سر شمشہ چھوٹی سی ہندی کا ہے
 کہ وہ گوتے میں ملی ہے ایک گز کا چوڑا چار انکل گہرا جب اسے کنارے بہر
 بید خان ستر پڑھتے ہیں اور دقت پر شش حسد چانول وغیرہ اس میں دالتے
 ہیں پھر انکا نشان بھی نہیں پاتے لکھنؤ بہت بڑا شہر ہے گوتی سے کہنا
 اگلے بھی دار الحکومت تھا لیکن نواب شجاع الدولہ بہادر مرحوم نے بددیکھ سے
 سینگے کے یہہہ رتبہ فیض آباد کو بخشا چنانچہ انتقال بھی اس سرے مانی سے
 وہیں کیا پھر نواب آصف الدولہ بہادر مغفور نے اسکو نوازا اور دارالامارت کھرا
 آبادی اُسکی بہت بڑھ گئی کہیں سے کہیں جا پہنچی اب بھی بیکسٹر جالم کشین
 یہی ہے لیکن پہر پر جوستا ہے اسے نہایت تشیب فرازا زمین واقع ہے
 بنیت کیسا گھوڑے شیلے پر ہوا میں وہ کیسا چھوٹا تخت السرامین پتھر
 شہر مذکور میں کئی سرائیں اور بہت سے کٹرے ٹولے محلے آباد ہیں جس محلے میں
 شیخ مینا کی درگاہ ہے اُسے مینا گری کہتے ہیں اکثر لوگ بخشہ کو فاتحہ کے
 واسطے دیاں جاتے ہیں اور بیشتر عوام الناس فاتحہ اُنکا گڑ سینے پر دلاتے
 ہیں اور بیرون شہر مشرق کی طرف لکھنؤ کے قریب مزار میر جلیل کا ہے لیکن

ایک کئی تبرکات چوتھرہ قدام بلند و جزیئہ ہے اس باعث کوئی متقبل اور سکو جان
 سکے اور دوسری سے فاکھ پڑھ جاتا ہے ہر جمعہ کو وہاں اکثر عاشقین جوان برای سیر
 اور اکثر حبیب الیچ عقیدے سے جانی میں اور پیش کی کچھ بھی اور کروا تیل چڑھانی میں
 گستاخی معاف مولیٰ کے کشف و کرامت کے یہ دونوں بزرگ خوش ذوالیقہ بھی کہتے
 تھے کہ بعد حلت الیسی نذر قبول کی اور کس چیز پر روح کو اوکلی رغبت ہوئی شہر
 اترخ گو متی کے کنارے شاہ پیر محمد کا ٹیلہ ہے آگے وہی دارالعلوم تھا اکثر خطیب
 علما وہاں پڑھتے پڑھاتے تھے اور اپنی اوقات بخوبی بسر لجاتے تھے سناہی کہ
 شیخ موصوف کو سوائے نعمت فقر کے دولت نام بھی تھی فی الجملہ مرد صاحب
 کمال و صالح حال قال تھا زندگی میں وہ مقام اور کامسکن تھا بعد مرگ مدفون
 اور سجد بھی اوسپر ایک نہایت دلیشان و وسیع گنبد اور اسکے بر سر بلند و رفیع
 اور دنیاوار اسکے گومتی کی اوس مارچیم اور نر کے آسنے والوں کو میں چار کوس سے
 نظر آتے ہیں کلموں کے اتمک لیسے ہی جگمگاتے ہیں اور قریشی سی بدرب طوت
 شیخ محلہ سے گزرتے استعمال سے نون اور کا حذف ہو گیا ہے اور جیم جے سے
 عوض چنانچہ اکثر کو گتج مجاہد کہتے ہیں مکان مذکور نواب ابو الکلام خان دیوان
 تھا اور یہ بزرگ لکھنؤ کے سینوں سے ہی مگر اسیر تھا اور وجہ تسمیہ مکان سطور کی کہ
 ہے کہ زمانہ سابق میں یہاں دوزخ کے مکان کو دو محلہ اور سہ منزلے کو سہ محلہ کہتے
 تھے شاید یہ پنج منزلہ تھا اس سبب نام اسکا پنج محلہ ہوا قصہ مختصر جب نواب
 برہان الملک سعادت خان مرحوم قبائل سمیت اس شہر میں تھے
 افزا ہوئے اس مکان کو یا سنور و سبے گراستے کو لیا چنانچہ کراؤی نام

اور سکا نواب مرحوم کی مہر سے آج تک اب اونکی اولاد کے پاس موجود لیکن کراچی
 چند روزی دیکر سو قوت کر دیا تھا اور اُس کے بدلے کوئی گاؤں یا جاگیر نہ
 ملی غرض نواب ڈالیر لہا لاک منفرد خاں ابو المنصور خان بہادر مرحوم کے عہد حکومت
 تک بنا اور سکی چون کی ٹون رہی جس وقت نواب وزیر اعظم شجاع الدولہ بہادر
 سندریاست پر بیٹھیں تب سکانات اور شیخ زادوں کے بھی لیکر اس مکان کے
 شامل کیے بلکہ ایک دوبارہ دری اور بنوائی پھر عرض ادا کیے اور دسے مکان جو
 لئے تھے وہاں ان گاؤں والوں کی جاگیر کو دیا چند روز کے بعد وہ بھی ہر کارین
 ہو گیا لیکن یہ شیخ زادے نواب ابو التکرم خان مرحوم سے نسبت قرابت
 نہ رکھتے تھے مگر موطنی کی پھر نواب وزیر اس وزیر اصف الدولہ بہادر خلدی کا
 کا حیدر نے رابا اور بھون نے مکان مسطور شدہ سر سے تعمیر کیا نقشا ہی اور کر دیا
 بلکہ بہت سی ہولیاں لوگوں کی جو اوسکے اطراف چھوٹے میں تحقیق
 شیشادروائے سمیت دسے گرد آدین اور اونکی جاگہ عمارتیں بنی تھیں
 کو خوش قطع و دلچسپ بنوائیں چنانچہ سنگی بارہ دری اور باولی والا مکان
 انہیں میں سے ہے سوا سوا کے بھی بہت سے سکانات و پانات بنائے
 یہ سب ایک اپنی وطن میں بسا لیا اور نقشہ نگار صفائی میں بہادر منور سے
 در اثنا کہ ان سکانات سے ہوئے اوس حین مکان کی اکثر امکاں
 تیار ہو چکی تھیں اور وہاں عالی جولفت کی تمام طبع سے لیکر
 ہر دفعی کہ الیا استوار دیا اور کوئی مکان نہیں اور کسی عمارت میں
 نہیں بہت حاضی اور سکی اور فلک سب بندہ پور ہوئے اور کم کی

دہان کی تمام شہرین تنوید اور عادت اسکی نہایت استوار ہر ایک برج اسکا
 میں مسجد جاتے کی برابر اور رفعت میں بڑی نکتہ سے ہر سیریت ملکیت میں پر
 ساکن اگر یہ عبادت کریں پس ہرین پیچہ کریں۔ اب نواب صف الدود بہادر
 منظور کے بعد نواب سین الدود نے مال الملک سعادت پلخان بہادر وزیر اس پر
 نے جو مسد حکومت پر اجلاس فرمایا اور انضال الہی سے ملک سرور دہلی اپنا
 علی غدا العیاس منوچہ تعمیر پر پوچھا پوچھا کیا کیا مکاناں حالیشاں دلکش ملک
 رستا جی نہایت پر فضائیاں اور جتنے باغ تھے انکی روتی کو روٹا کر دکھایا
 وزیر باغ اور موسیٰ بلوغ میں ایسی عمارت انگریزی دلچسپ بنائی کہ بہادر ہاں سے
 بھونہیں جاتی اور نگران ہرگز آئے ہرین پاتی سمیت طشتا کا ساسے ہرین
 سماں پو کوئی جا کے دہاں پھیر جاوے کہاں پو فی الواقع ہر ایک عمارت
 قابل تعریف و لائق توصیف ہے لیکن بہترین عمارت بنائے مکان علم مجاز
 حضرت عباس علیہ السلام ہے کہ نواب رفیع المکان نے غلام عقیدت سے مکان
 سے سترہویں اور سترہویں خوبی سے اسکو بنوایا اور بہادر وزیر اسکی تعمیر
 انھایا تاریخ اسکی بنا کی مرزا قتیل شاعر کے اس مصرعے سے نکلتی ہے مصرعہ
 امین گنبد جدید بنائے سعادت گست کہیں اس کے بنانے واسلے کی بنیاد دولت کو
 سنہم کہ کھیر اور نوافیقات نیک کو اسکی زیادہ و کچھ مجھ طرف پائیں اس کے لب
 مرزا ابوالباب خان کا امام باڑہ ہے بنا اسکی تمام شہر کے امام باڑوں سے مقدم
 ہے جنانچہ اسکی بنیاد کو ساٹھ برس تخمیناً گزرے ریاست اسوقت نواب
 صفد جنگ بہادر مرحوم کی تھی لیکن مکان مذکور کے مالک پہلے کھٹکھان

مرحوم تھے خان مخفونواب سرفراز الدولہ حسن ضاخان مرحوم کا نام تھا جس
 اس بزرگ نے اس مکان کو اپنے اقربا کے مدفن کے لیے بنایا تھا چنانچہ اس
 میں حیات میں ایک آویز بھی وہاں میں چکی تھی بعد اس کے مرزا علی مرزا ابوطالب
 کے باپ نے عقوڑی میں زمین اس مرحوم سے نام ہاڑے کے واسطے اٹلی اسٹون گوار
 نے سعادت دارین جاگنڈر کی بلکہ حسن کان میں وہ قبر ہے مجاوری بھی ہا
 کی اسکوڑی کیونکہ وہ پیچا رہ مروغیب و گننام تھا پر حسب تک جتیار ہا سکا
 مذکور اسکے قبضے میں رہا اور دالان امام ہاڑے کا بنایا ہوا سینکاسے بعد اسکو
 وفات کے مرزا ابوطالب خان سپوت ہوا اسے نام و نشان ر دزگار میں پیدا کیا
 اس واسطے امام ہاڑہ اسی کے نام سے مشہور ہوا تین گاؤں بھی اسکے اخراجات
 کے لیے نواب شجاع الدولہ بہادر مرحوم کے عہد حکومت میں معین ہوئی تھے
 نیکس نواب صف الدولہ کے دور میں نصفی ہو گئی تھی بالفعل نواب حسین الدولہ
 سعادت علیخان بہادر دام اقبالہ کے وقت میں وہ بھی ضبط ہوئی پھر مرزا بہادر
 بہادر دام شردہ سال ہمالیہ کے اخراجات کے لیے نذر سے تبدیل اسنی طر
 سے گذرا تھے تین فی الحقیقت یہ بھی وزیر ہی کی سرکار سے ملتا ہے کیونکہ خان
 یوسف بھی اس سرکار کا ایک ملازم مندر ہے حق تعالیٰ تو فیقات کو اسکی زیادہ
 سے اور نواب وزیر کے دربار میں عزت و آبرورکھے بعد اسکے نواب وزیر الہما
 نجام الدولہ بہادر کے عہد دولت میں جوہری محلے کے متصل باقرخان شہ نے آ
 م ہاڑہ بنایا اور ولون جہان میں فائدہ اٹھایا خان مرحوم مغل لایت علی محمد رگر
 لکئی سے سوار مغل وغیرہ اسکے رسالے میں تھے اب فتح علی خلع الصدوق اسکا

قید حیات میں ہے لیکن محض یکا و تکالیف میں گرفتار یہ مکان مسطورہ فیہ
 ایک گاؤں بھی اس مبارک بنیاد کے اخراجات کے لئے آصفیہ دار ہوا
 لئے دیا تھا لیکن دوسرے کے بعد الملک اردن نے کسی چیز سے ضبط کر لیا غرض
 خستہ بنیاد فی الواقع محل قبولیت و مقام عزت پر مجلس میں یہاں بیٹھ گیا
 نہیں ہوا اسے گریہ واری اہل مجلس کو کام و دوسرا نہیں سیت غلو سے غلبہ کی
 اکثر کہیں نہیں ہوتی پتہ دے لے گا کی یہ شریعت کہیں نہیں ہوتی حق
 حال اس کے بنائے والی کا کہ دنیا میں نام کیا اور عقبی میں ثواب الیا قیر بھی اس کا
 کی ادبی میں ہے بلکہ اکثر بنوین اندیا و ساکین اس کے مکانات و محلات میں
 میں بیت الہی فیہ ہر ایک سوئے چین کے ساتھ تہہ برزخ شرف
 محشور و حسین کے ساتھ تہہ اور مال اس کی بھی تعمیر کا اندوہ سے ناز و غلام
 شرف و کھینے میں نہیں آیا اگر بعضے کا براغ فتح علی کی بانی معلوم ہوا کہ اس کی
 بنیاد کو اکٹاسے یا سینٹائیس برس گذرے ہیں العلم عبداللہ اور شرف سے
 مستقل و کھین طرفت نہنگی محل و جہر لہنہ اس کی یہ ہے کہ اگر بادشاہ کی
 میں اس مکان کے سچ ایک فرسین و اگر اکثر انتہا ہو کہ فی اتون حضور اعلیٰ کے
 یہ امر دفع میں آیا ملازمان جنور کو گرا رہا آخر اس کو اچھ کیا یہ اور نہایت
 کے وقت میں جب حکم بادشاہی مکان مسطورہ الاقطب الدین شہید کے
 فرزند کو ملا پینا نیا ایک کچی ادنیٰ آل اولاد کی سکونت وہاں پر کی گئی
 معاش جو ادنیٰ بند کوئی یہ صرف قصور طالع کا ہوا آج نواب وزیر کی
 ہزار ہزار ہزار دین واد سادہ یہاں سے منبر الیہ لیا جاتی ہیں یہ لوگ حق زبیر و

آباد و اجداد سے اس قائدانہ عالی کے نکلنا و شکر گزار میں حقیقت میں چنانچہ
 عالی کا نام ایک متوجہ ہو گیا ہے قلیل تو کیا چیز ہے مگر اس کے نفاذ و کثرت
 اور دیت الہم کو بے نیاز ہو جائیگی لیکن کل افراموں کا وقت تھا بہت نادر
 و عدد ہر کار کہ بہت بڑے سودے کننداری ہر بار کہ بہت بڑے حاصل یہ ہے
 کہ مکان مذکور قدیم مدرسہ بڑے بڑے فاضل مدرس وہاں گذرے ہیں بلکہ
 بھی سرشتہ درسن مدرسہ کی جاری ہے چنانچہ سوائے شہر کے طلبہ طرافت کثرت
 سے وہاں تحصیل کے واسطے آتے ہیں اور فیض آتے اٹھاتے ہیں حق تو یہ ہے کہ اس
 شہر میں خیر چار علم و فضل کا نسبت اور بلاد کے زیادہ کی کوئلہ و فقیہین کے فاضل
 یہاں موجود ہیں لیکن سینوں کے فرقے میں سستی ہو گئی ہیں مسا اور فرقہ ناجیہ
 امامیہ میں مولانا سید ولد ار علی سلمہ اللہ تعالیٰ و حیدر حضرت تھانویس بزرگ کا اسکی
 تجریر سے ہو پیدا ہو اور خوش یانی اسکی تقریر سے پیدا اسکیرون اشخاص اسکی
 بدولت مگر اسی سے نکلے اور منزل ہدایت کو پونچھو مذہب امامیہ کو ترقی کا بل
 اوسنے بخشی اور میندوستان میں نماز جمعہ و جماعت اسی نے کی شعر بھی جتنے
 اوس شہر میں ہیں کیا فارسی گو کیا ریشہ گو کہیں بہنیں و جہہ اسکی یہ ہے
 کہ لیا برہم ہوئے شاہچہان آباد کے اکثر غریب امیر میرزایان ہندوستان سے
 نواب صفدر جنگ و شجاع الدولہ بہادر کے عہد میں اگر اس شہر میں
 دائمی ساکن ہوئے پس شہر تو عبارت اشخاص سی سی و تلی ہو گیا اور باشندہ
 اسکی بہ سبب کثرت محبت و تہذیب زبان ملفظ صحیح کرنے کے یہاں نام کہ خیال
 سوز و شاعری ہو گئے باوجود اس کے بھی ایچہ دین تفادیت بہت ہو گیا لیکن

کم کر بہت دان ہے اور اسکو سمجھو اور اسکی طبیعت اسپر لگے بتوانے بھی
 بیرون شہر کے ہیں لیکن فعل دروازے کے کچھ طرف کا لگا کا تھانہ قدیم ہے
 ہر پیر کو وہاں ہنود جمع ہوتے ہیں اور اسکی پرستش کرتے ہیں پڑھو لی کو بعد
 کسی دن رات کو روشنی افرات سے وہاں رہتی ہے اور دکھن طرف شہر کے
 باہر ہوانی کا ٹھہر ہے وہاں بھی اٹھواریے میں ایک مرتبہ ہندو لیو جا کو
 جاتے ہیں اور پکوان وغیرہ بھی جڑا تے ہیں مگر سولی کے آٹھویں دن برائے
 ہوتا ہے تمام شہر کے ہندو بلکہ مسلمان تماش میں اور شیان بھی اونچے
 کی ہزاروں جاتی ہیں اور چکر کے اپنے خواہشمند کو دکھاتی ہیں تا شام
 منہ کے گرد پیش ایک دنگن جمع رہتا ہے بلکہ اسکے قریب جسے باغ
 میں دے بھی آدمیوں سے معمور رہتے ہیں غرض اسطرح کا میلا شہر ہندو
 دوسرا نہیں ہوتا نام اسکا آٹھوں ہے سوچ کنڈہ ایک تالاب ہے شہر کے
 چار گوشے مجھ دہن کے دریاں وہاں بھی ہر برس برسات کی آفریند وڑن
 لاکھوں نہاے جاتے ہیں بلکہ دور دور کی باشندی بھی وہاں اپنی تین پہونچاتی ہیں
 ساتھ اسکے مسلمان بھی ہزاروں نظر باز سمجھتے ہیں اور ہر آدمی کیسیاں بھی تمام
 شہر کی اپنے تین بنائے چنانے جید ہر قدر جلوہ گزشتا شام وہاں بہتر ہمار
 تہی جو بلکہ ارم ایک بڑا قصبہ ہے اکثر وہاں کے لوگ قابل شاعر و قضا
 طع ہوتے ہیں قصبہ مذکور میں ایک کنواں جو کوئی چالیس دن متصل اسکا
 پانی بے حوت گانے لگے سوائے اسکے اکثر اہل کمال یہاں گذرے ہیں چنانچہ
 سید جلیل القدر عید الخلیل ملائی بڑا شاعر علم عربی و فارسی میں خوب ماہر فرخ

سیر کے وقت میں گذری بلکہ سبزہ کی وقایع نگاری بھی اوسکو حضور اعلیٰ کے
 سقر خلی انفاقا سرکار مذکور میں ایک بار اسی عہد فرخ میں مہینہ کے ساتھ میر
 برسی تھی اوس بزرگوار نے اس خبر نادر روزگار کو بھی حضور پر نور میں لکھ کر بھیجا
 اس خبر کو خلاف قیاس سمجھ کر نہایت برہم ہوئے کہ اکثر کربا اور بادشاہوں
 حضور لکھنا وقایع نگار کو ہرگز نچا ہے یہ شخص لائق اس امر کے نہیں غرض حد
 سے اوس پچار کے کو تخیر کیا روزگار اوسکا ناحق جاتا رہا تب میر مذکور خبر سطر
 کی قسط کے نیچے وہاں کے قاضی مفتی بلکہ اکثر اشرف ثقات کی مہر و سے
 ایک محضر کروا کر حضور میں لے آیا اور مورد الطاف ہو کر اسی خدایت پر بھر
 سرفراز ہوا یہ رباعی حسب حال اوسکے طبع زاویہ رباعی فرخ سیر آن باد
 بابرکات : چرخ از ادب اوشده شیرین حرکات : در سنده زمین عہد
 باران باریدرینہ قند و نبات : بعد اوس بزرگ کے میر غلام علی ازاد بھی شعرو
 و علم و فضل میں اپنے معاصرین کے بیچ لاثانی تھا بلکہ اشعار عربی تو اس فصاحت
 و بلاغت و بہتایت کو ساتھ کہ اہل ہند میں کسی نے اوس کے بھی نہیں کہی قصا
 اسکے اس بات پر دال ہیں اور اوسکی تعریف میں فصیحان عرب کی زبانیں لال
 پیدا الشراوسکی گیارہ سے چودہ ہجری میں اور وفات اوسکی سن بارہ سے
 دومین پوتا بھی اوسکا مفتی میر حیدر سقوتین متعتم زمانہ اور بی معاصرین میں لگانہ تھا
 عربیہ میں مہارت تمام اور فنون فارسی میں دستگاہ مالاکلام اوسکو تہی نشر کی جمیع اقسام
 قادر تھا اور نظم کی تمام اسرار و ماہر صاحب کینی و نام ظلم کی سرکار میں مفتی گر کی خدمت پر
 سرفراز رہا اور صاحبان ایشان کے نزدیک اپنے محض و نہیں پیشہ ممتاز اتفاقا بارہ سترہ میں لکھ

بلکہ اس کو روانہ ہوئے میر مرصوف اور ان کے پہونچانے کے لئے آپ بھی خطا
 ساتھ ہوا اور نہ کہا و تاک پہونچا تھا کہ مرض الموت نے آگیا آخر منزل مقصود
 جانے نہ آیا اور دل نہ لیا پہونچا یا حاصل یہ ہے کہ یہاں کی زمین قابل خیر ہے ایک
 نہ ایک صاحب کمال پیدا ہو رہا ہے قصہ مختصر صوبہ مذکور کی آب و ہوا
 خوش ہے اور انج اکثر قسم کا پیدا ہوا ہے خصوصاً استمالی اور جوان چنقل
 خوش فایقہ و سید و پاکیزہ و خوشبو ہوتے ہیں اور ہندوستان کے اکثر متعلقات
 سے اس صوبہ کے کتے ہیں جمالوں میں کھتیاں تین مہینے پہلے بونی جاتی ہیں
 اور بعض مقاموں میں دیا جیٹھ کے مہینے میں چرھتے ہیں اکثر قطعہ زمین کے پانی میں
 دوس جاتی ہیں پر جون جون پانی زیادتی کرتا ہی وہاں زیادہ پھپھکتا ہی اور پھٹتا
 اگر مال گنی سے پہلے پانی کی طغیانی ہو جائے تو وہاں اوس کھیت کے پانی نہ
 لاتے، جھگڑ مہین یہاں کے ارے مشہور کثرت سے ہوتے ہیں خشہ سا گور کھ پور
 بہار کی طرف میں ہوا سے اون کے ہرن پار ہے وغیرہ جانور بھرائی باور
 نظر آتے ہیں اگر چہ دریا اوس صوبہ میں بہت ہیں لیکن بڑے تین گھاگر اس
 و آسنی طول اسکا سرکار گور کھ پور سے قنوج تک ایک سو بیس سو اس اور
 کو شہلی سے تاسدھوڑ تا بہ الد آباد ایک سو پندرہ کو شہر شرق کی جا اوسکی بہار
 کی طرف بہار جنوب کی سمت مانک پور مغرب کی طرف قنوج اور دہلی پنج خیر آباد
 کھسور کھ پور پانچ سرکار میں مشرق اور ان کی ایک سو ستانوے میل آدنی
 چھ کوڑہ زباج لاکھ پالیس نہ اردام صوبہ بہار بہار بہار بہار بہار
 اوسکا عظیم آباد عرف چٹہ سے نہایت خوش سواد و خوش آب و ہوا

کنارے اور اس مقام میں اوس دریا کو اٹھارہ گندے ندی بھی کہتے ہیں جوں
 آبادی کا بہت بڑا اور عرض چھوٹا عمارتیں سابق میں کھیرل کی بہت ترقی
 بھی ہیں کیونکہ آبادی در ذیق شہر مذکور کی صاحبانگریز کی ریاست میں برہمگی
 چنانچہ باقی پوریتیں کوس شہر سے پرچم طرف اور اسی میں کوس آگے وانا پور
 دونوں سمورے معقول آباد ہوئے ہیں اکثر صاحبوں کی کوٹھیاں حویلیاں باغ و با
 سناٹھ ایک لطف قریب کے میں غرض شہر سے تا باقی پور اور وہاں سے وانا پور
 کسبستی ہی کسبستی ہی فاصلہ نہیں شہر نہ پناہ اسکی خام گردیا کی طرف کی انکس
 ہے اور قلعہ وہاں بنام ہے فی الحقیقت ایک عمارت کراں خشتی ہے لیکن اسکی
 ہو گئی سکانات اس میں متحد ہیں اور قریب اسکی کھم کی طرف ایک سجادہ نشین
 کشادہ و خوش عمارت اگرچہ عمارت اسکی اب پڑانی ہو گئی ہی لیکن شہر مذکور
 لاثانی ہی گو کہ سجدین کہنے و نو بہت سی ہیں یوں سنا ہے کہ بنا اسکی نواسی خان
 مرحوم نے ڈالی تھی پر تعمیر نواب بہت جنگ فی کی بالفعل اب سراج الدولہ کی
 نواسیوں کے قبضہ میں ہے پورب در داوے کے آگے ایک سیاحت بعد چھوٹا
 کاباج ہی اور کھم در ازلیہ ایک کوس کے فاصلے پر شاہ ارزان کی درگاہ سوا و اسکا
 سہا و ناہ ایک مکان لگو نہا ہر پنجشنبہ شہر کے لوگ بکثرت وہاں
 جمع ہوتے ہیں اور کھنیاں کسبیاں بھی تمام شہر کی جا تیاں ہیں ناچ کی
 صحبت تا شام بلکہ کچھ اناک رات گئے تاک رہتی ہے لیکن صاحبان عالی شان
 کی ریاست سے پہلے اثر و حام خلافت کا بکثرت ہوتا تھا اب
 اس قدر نہیں پڑھوڑا بہت مجمع ہو ہی رہتا ہے کیونکہ کوئی فراہم

ملنے بہترین چکچی چاہا لیا جبکہ جی بچا ہا گیا د کہیں سچ اوس دنگاہ کے ایکسٹ
 اس جگہ کے کنارے غرض یہ تمام شہر کے ماحول کے دین وہیں امن ہوتا ہے میں
 اور مکانیت کشادہ اور صفادہ اور مہمانیت خوش آمد پائیزہ خصوصاً برسات میں
 جو کوئی وہاں چاہے نہایت خطا دہتا ہے بہت جرحا ہے کہ کہو لے دل شک
 کرے دیدہ ہنکے ذرا نیک کو یہ نیک بھی اقسام کا بیشتر ہوتا ہے بیشتر ازانی در
 ہے اور وہ نہایت گناہ چکنا دہی بھی نہایت خوش ذائقہ چکا بہت ہے
 بہم پہنچتا ہے اور ہر کاریاں ہر قسم کی بافراط اور مستی لیکن ترمیو سے یعنی
 خوب ہوتے ہیں خصوصاً انار نہایت خوش مزہ بہت بڑا دانہ بھی اور گانڈ
 سیلا اگرچہ ولایت کا سا تو نہیں لیکن ہندوستان کے اکثر علاقہ کے انار
 مشہور کہتا ہے غرض جلال آباد کے انار سے کھانی دغوبی میں کچھ کم نہیں کہ انار
 خوش قماش اس موئے میں بنا جاتا ہے خصوصاً ممل شیخ پور سے کی مشہور
 حقہ اور یعنی طرہ و شیشے کے عظیم آباد سے بہتر کہیں نہیں بنتے طرہ و شیشے
 بسیلادہ کچلا کثرت سے ہوتا ہے اگر کوئی باد کو پالے اور پڑ پالے تو حیدر پور
 اور بخوبی پڑ پڑ نہیں کو اس شہر مذکور سے جنوب کی طرہ دہن کوہ میں گیا
 پڑا ہے ہندو کا یہ دور دور سے ہندو ہاں آکر اپنے جدو آبا کی ارواح کے
 وہاں پن کرنے میں خصوصاً چلے کے جابہ سے میں جب آفتاب تو میں
 ہزاروں اشخاص مرد و زن اوس مکان میں نزدیک و دور سے اگرچہ
 ہوتی ہیں پھر شہر پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ پڑ
 بن اور اوس عمل کو ادنیٰ نجات کا موجب اور اپنی بہترین عبادت جاتی ہے

قریب اوسکے سنگ مرمر کی کہان ہی شہر دہان لکھنؤ و زویر سنگاں
 بنائے ہیں اور اپنی دشکاری کی خوبیاں دکھائی ہیں کاغذ ہی اردل اور بہاؤ میں
 بہتر بنی ہوئی سیرکار شہر غلامتہ التواریخ کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ عالم گیر کے عہد میں
 یا اوسے سابق ایک دیوار سنگین لنگا سے پہاڑ تک بنا کر صوبہ بہار کی انتہا
 اوسکو مقدر کیا تھا لیکن ساہاے سال سے الی الان کہ سن اٹھتالیس جلوسی
 شاہ عالم کے ہیں اوسکا نشان ہی سننے دیکھنے میں نہیں آیا خدا جانے تھی یا تھی
 پر دریا کنارے ایک قلعہ پنجہ البتہ تعمیر ہوا تھا بالفعل ہی موجود ہی لیکن عمارت
 اوسکی جا بجا ہی گر پڑی ہے اندر اوسکو صاحبان انگلینڈ نے ٹنگا اور بعضے مکان
 چھتر ہی بنائے ہیں اور جہاں کتبہ کے پہاڑ تلے بیجا متہ ایک سبدری اوسکو
 مہاراجا کا مکان کہتے ہیں وہاں پیل کا ایک درخت کہ اوسکے اونگی کا آغاز لکھو
 معلوم نہیں وہاں کے مجاوروں میں جسکو احتیاج خرچ ضروری کی ہوتی ہے وہاں
 بیجا پور کہ اوسکے نچے آہٹا ہے اور مہاراجا کے اتھا کرتا ہے دو تین دن
 بعد ایک پتا لکھا ہوا قلم غیب سے منظر ہندی اوسکے پاس آن پڑتا ہے اور وہی جتنے
 کہ اوسکی قسمت میں تھی اور نام دیو الی کا بلکہ اوسکے باپ دادا زن و فرزند کا بھی
 ملک و سمت پر چند کہ پانسو کوس پر کیوں نہ ہو ظاہر ہوتا ہے تب وہ اوسکو اپنے دار
 پاس لجاتا ہے وہ سلطان اوسکے ایک کاغذ لکھا ہوا ہے اوسکو سنڈوی بیجا متہ
 کہتے ہیں ہر طالب اُسکو لیکر اوس شخص کے پاس جاتا ہے فی الفور وہ رشتہ
 حامل کاغذ کی حوالہ کرتا ہے پتا پنجہ غلامتہ الہند کی مولف نے لکھا ہے کہ ایک بار اوسکا
 سیر نام یہی لایا تھا مینی سعادت جان کر یہ معلوم او کیا ناو تیرا اوس کے کہ اس میں

شہسہ کہ مجھ ورنہ ہاں یہ سال میں الگ بار شہسہ برت کے دن اس عا میں جا کر
 خاک اٹھا کر اسے اور ہر ایک مجاور کو اس میں سے دینا ہے بقدر اوس کے
 نصیب کے و خاک سونا ہو جاتی ہے ترھٹ قدیم سے دارالعلم مہدی
 آج ہوا وہاں کی منہایت خوب وہی وہاں کا چکا اور منہایت خوش
 بہت تحفہ بلکہ خزانہ التواریخ کے مصنف نے لکھا ہے کہ ایک بہت
 عین مگر تیار اغلب کہ یہ سب بالغ ہو کیونکہ عقل و نقل کے خلاف ہے اور دور
 بھی علی ہذا تفسیر کہتے ہیں کہ اگر پانی او میں ملا دیوے تو غیب سے دست
 سدہ بہتے اور پھینک دیتے ہاں اس لہجہ میں اتنی بڑی اور قوی دلی ہے کہ
 شکایتیں اس کے ساتھ ملاوے اور سکی برسات میں ہر طرف شکر و شکریت اکثر
 میں آئے ہیں اور باشندے وہاں کے خطاؤں کے فکار سے اونٹھاتے ہیں
 کی میں قابل میں اگر گراشن کھیر دیوے تو بے بیخ کشکاری اور گراشن اور
 خشک میں چلین بہت پیدا ہوتی ہیں رہتاس تعداد ہے ایک
 و شہر اگر گراشن کھیر دیوے تو بے بیخ کشکاری اور گراشن اور
 سے خوش بارستہ میں اور میں چاہے وہاں چار گز کھولے یا نہ
 بیستہ تالاب برسات میں دو سو سے کچھ اور پھر نقصان میں صوبہ میں گریز
 معتدل دہشتہ سے زیادہ دہشتہ کی کمی کی احتیاج نہیں ہوتی منہاج
 برساتا تھا بچی پانی نہیں سے کچھ کم وزا و برس بہت سے زمین میں
 دیاؤں کی ہاں یہ شاداب ہستی ہے باد شہرت نہیں چلے گی
 اور اگر کشکری چلے گی تو یہی حق و صادق ہاں کی منہایت

بسیاری ایک انجان کثرت سے ہوتا ہے نہایت مستطابد مزہ شکر کے مانند مفلس
 سیدست یا کینے اُسے کھاتے ہیں گو کہ وہ سب بعضے ارض کا بھی ہوتا ہے اگرچہ
 یہ اس صوبے میں بہت ہیں پر لگسا سون گندگ کلان تر کیکن سون جبال
 یوپی سے آ کر شیر کے نزدیک لگاتے ملی کہتے ہیں کہ نزدیک اور وہ ایک چشمے
 سے نکلی ہیں اور گندگ شمال کی جانب سے آ حاجی پور کے قریب کرم ناسا ایک
 محل کے پہاڑ سے نکل کر چوٹسا گند زمین اور پین پین جنوب کی طرف سے آتی ہے
 بوی سے گزر عظیم آباد کے نزدیک غرض ہر دریا و ایسے کہ جن میں نا و چلے اور
 جوئے اننت لگاتے شہر مذکور رات پہنچے پہنچتے اکثر غنڈہ خاص کرم ناسا
 برتے ہوئے یہہ احتیاط کرتے ہیں کہ ایک قطرہ اُنکے بدن تک نہیں پہنچتا نہا
 ہو کیا ذکر ہے پر خلاصہ التوا رنج کے مولف نے لکھا ہے کہ جن مقام میں گندگ لگتا
 ہے ملی سے جو کوئی دہانکا پانی پیئے اُسکے گلے میں گھینکا نکلے رفتہ رفتہ ناسا
 سے ہو جائے اور سیر المتاخرین والا یہہ لکھتا ہے کہ حاجی پور کی آب و ہوا کی
 لکھا صحت کے اکثر دہانکے لوگ اس مرض میں گرفتار رہتے ہیں اور گھینکے اُنکے
 نکلے ہار لیکن واقع میں اُسکے خلاف ہے شاید چالیس چاسن برس کے یہہ بات
 ہو ہوا تو نہیں ہاں بعضے بعضے اشتیاق کے گلو میں البتہ سو یہہ کہاں نہیں اور
 دور یا سے مذکور کا شیرکت لگتا بلکہ نرا نرا دون آدمیوں نے سیا اب تلک
 پہنچتے ہیں لیکن لگا کیسا سو جتا بھی نہیں گھینکے کا گویا کرے ہر ایک لوٹھی
 یہ نظر پور کے تیلے ہستی سے اُسکے پانی کا یہہ اثر مقرر ہے بلکہ مبالغہ یہاں
 یہ ہیں کہ چرنڈیر مذکور اسکا پانی پیئے یہہ بیماری اُسکے گلے سے جتا نظر پور

کے اکثر حیوان و انسان اس بلا میں مبتلا رہتے ہیں وہ جو سنا تھا کہ ایک بھرتی
 کی چڑیا کو س کے بھی گلے میں گھسیٹا جاتا ہے وہ یہی ہے اور سنا لکرام ایک پیچھے حاجی
 کی اطراف میں ہوتا ہے رنگ ہو کاسیا ہر مقدار میں چھوٹا گول ددغنی فارسی میں
 سنگ نکال دے کہتے ہیں اتم خلافت التواریخ کا یہاں تک لکھا ہے کہ چائیس
 کو س کے عریے تک قصیدہ مذکور کے نواح سے نکلتا ہے ہندو اسکو بھی ایک منظر
 ابھی سمجھ کر سستش کرتے ہیں بلکہ برہمنوں کا عقیدہ یہ ہے جو بت کہ لوہ
 مائے قابل پوچھنے کے نہیں مگر یہ تھیر قصہ کوتاہ طول میں صوبے کا تیلیا لکھی
 ایک رتہ اس ملک ایک سو بیس کو س اور عریض تر شہت سے کوہ شمالی ملک
 ایک سو دس کو س مشرق و در اسکے بنگالہ غرب کے الہ آباد جانب شمال اور
 جنوب کی طرف ایک بڑا سپار حاجی پور سنگیر چیارن سارن تر شہت پٹنہ بہار
 اٹھ ستر کارین متعلق آئے و سو چالیس محال آمدنی انھیں گیس کس و رسات لاکھ
 تیس ہزار دام

صوبہ بنگالہ

جہاں گریگور عرف ذکا کہ ایک بڑا شہر آبادی و خوش سواد میں برات بہتر
 برنگ کی اشیاء میں ہر وقت بہتیا ہر قوم و اقلیم کے لوگ اس میں ہزار ہا میل
 سکنا بنگ تھا لفظ آل کہ اس سے ملا وجہ اسکی یہ ہے کہ بنگلہ زبان میں آل
 بڑے پشتے کو کہتے ہیں اور اسی باغ و راحت وغیرہ کے گرد پانی کی مخالفت
 کے لیے بناتے ہیں چنانچہ اگلے زمانے میں اس ملک کے زمیندار اس کو دین کے
 زمین دہانگی منجی ہوتی ہے وٹل وٹل ہاتھ کے اونچے اور اٹھ اٹھ ہاتھ کے

چڑھے پختے بنا کر کانون کی بنیاد اپنے اندر دالتے تھے اور کھیتیاں بھی اسی طور
 پر کرتے تھے بنا کر اسکے یہاں کے عوام نے اس ملک کا نام جنگل رکھ دیا گری اس
 میں چالیس پچاس برس سابق اعتدال سے قریب تھی اور جارا نہایت کم برسات
 جیسے سے شروع ہوتی تھی اور چھ مہینے رہتی لیکن بالفضل بعضے ملکوں میں گرمی
 اوس کہیں زیادہ چنانچہ سال گذشتہ میں تو ایسی پڑی تھی کہ ایک عالم
 نے اذیت کھینی بلکہ اکثر خزان انسان حرارت سے تلت ہو سے یا اچھا اتنا
 پڑتا ہے کہ سیر پھر دی کا بالا پرش انسان رات کو اور دھ سوئے لیکن شہر
 نہیں ہوتی بلکہ پھر دن چڑھے سے لیکر دو تین گھری دن رہے تاکہ ضامی
 کی حاجت نہیں اور دیر سے سپرنگت ایک دیشہ کافی ہے لیکن اس سم میں
 کو ہوا اکثر چھو بار کی مانند پڑتا ہے بلکہ کہی کہی تو آسمان دھواں دھار ہو جاتا ہے
 سورج پیر پیر پیر دن چڑھے تک نظر نہیں آتا اور برسات پانچ مہینے کی بلکہ
 کچھ کم شروع اوسکا آدھے چھٹے سے اور آخر کا تک کا اول مہینہ اگر جیسے کہ اس
 میں یا کات کی انتہا میں کسی برس مہینہ بر سے تو کچھ مضائقہ نہیں کہ تو
 کبھی کبھی غیر موسم کیا کچھ کے ملکوں میں نہیں برستے وہاں اس ملک میں
 ہوتا ہے اقسام اسکے بہت ہیں اگر ایک ایک دانہ ہر قسم سے لیون تو
 ایک ٹھلیا بھر جائے لطف یہ ہے کہ ایک کھیت میں تین تین بار
 پیدا ہوتے ہیں حسب قدر پانی بڑھے زیادہ پھیکے پال اسکے پانی میں نہ دے
 کھیت والوں نے جو کچھ اوسکو ناپا تو بچا سن بچیں ہاتھ سے کچھ اور پاپا
 اور رعیت یہاں کی حاکم سے سرکشی نہیں کرتی نہ زیادہ جی ایک برس کا آٹھ

بیٹے میں اسی طرح کچھری میں آچھٹے سچا دیتی ہے گھر اس بلاد میں میرے
 کے اگرچہ کہنے والے مضبوط خوش اسلوب دیر پا ہوتے ہیں بلکہ بعضے بعضے
 میں تو پورے پانچ چار چار ہزار روئے لگ جاتے ہیں پر دیواروں کی جاگہ سناں
 کیونکہ کچی دیوار یہاں کی نہیں ٹھرتی مگر خشتی سو غریبوں کو کہاں مستحکم کر
 صاحب مقدر بھی بسجیت کے نہیں بناتے اور باسناں این اشخاص کے اکثر
 کلی تھوڑے سے برنجی بستان بھی بیشتر یہاں کی درختوں میں ہوتی ہیں
 ایسی جگہ گھر بناتے ہیں کہ اوہرا اوہرا اسکے درخت ہوں خدا نخواستہ اگر
 گھر کو آگ لگے تو گاونوں کا گاون پھک جاتا ہے پھر ایسے اپنے گھر دن کے
 نشان کسیکو معلوم نہیں ہوتے مگر این درختوں کے آثار سے پوریابی اس نواح
 میں بعضا بعضا لایمت میں ریشم کے برابر اور صفائی میں محمودی کی مانند
 سے کہیں بہتر بلکہ گرمیوں میں خزن اسکا اسکے آگے گرد اور یہاں سے سرد
 سیل پاٹی اسکو بجا کہتے ہیں رافعی کہ اسم با سمی سے خوراک خاص یہاں کے
 لوگوں کی مچھلی خشک کر ڈاٹیل ہی لال مچ ترکاری ساگ بلکہ مچھلی حضرت
 کے وقت کی بھی اگر پائیں تو کھا جائیں اور زکاری کے نادوں کو لپی پتا
 چڑھے ممکن نہیں کہ آتے ہاتھ آٹھائیں لڑن بھی زیادہ کھاتے ہیں لیکن اس
 ملک کے بعضے بعضے مقام میں کم بہو پختا ہے پر دلی گیہوں جو چنے کی اگر
 کیسی ہی خوب ہو نہیں کھاتے بکری کا گوشت مرغ لکھی اس کے مزاج سے بوقت
 نہیں بلکہ ریاض السلاطین کا مصنف لکھتا ہے کہ ان غذاؤں کو اکثر سعۃ
 قبول نہیں کرتا اچانا جو کھا جائیں تو استفراخ کر دین پر ایسے دیکھتے ہیں

ایا اور کسی چھینٹھنگالی سے صحبت بھی نہیں رہی شاید اونکی یہم عادت ہو تو
ہو کہ کسی کی تو نہیں اور پنہا دعوام الناس کا خواہ وہ مالدار ہو خواہ غلس و افق
شہر کے کیونکہ مرد ایک مفید کپڑا جسکو دھوتی کہتے ہیں ناف کے نیچے سے
باندھتے ہیں زانو تک اسے ڈھکتا ہے اور دو تین پیچ کی ایک لٹری سر کے گرد
لیٹ لیتے ہیں چند یا ساری کھلی رہتی ہے مگر جو اہل ہند یا کسی اور ملک کے باشندے
یہاں آکر رہے اور وہ دو تین تین پینٹن اونکی گذر گئیں یا جسکو ہندوستان سے
اکثر صحبت ہی یا روزگار پیشہ اہل خادم جاسہ غیبہ بھی پہنتے ہیں پر اپنے گھر
میں بیشتر اسی طور پر گزاران کرتے ہیں لیکن خلافتہ التواریخ والا جو لکھتا ہے
کہ زن و مرد کپڑے نہیں پہنتے تنگ رہتے ہیں اسکی مراد بھی یہی ہے یعنی جسپر
پہنے کا صادق آئے ویسی پوشش انکی نہیں اور یہم جو تصریح کرتا ہے کہ کار
بار یا ہر کا بھی خاص عورت سے متعلق ہے خصوصیت اس امر کی بالفعل تو
ثابت نہیں اس عصر میں شاید ہو پر لباس اکثر عورت کا بھی ایسا ہی کچھ ہے
کیونکہ ایک ہی کپڑے پر یہم بھی اکتفا کرتی ہیں نام اسکا ساری ہے اسطور
سے کہ ایک اوہوڑا اسکی ناف سے لے پند لیون تک لپٹتے ہیں اور دوسری
بیچھ گردن اگلا دھجائے لیا اوقات کھلا رکھتی ہیں بلکہ پاؤں بھی تنگے پاؤں
نہیں پہنتیں اور سفر یہاں بیشتر ناؤ پر خصوصاً برسات میں کیونکہ گشتیان
س ملک میں اقسام کی بہتائیت سے گھاؤنیر چھوٹی بڑی دیار تہی ہیں
بوقت ہسافر چاہے سوار ہو بیٹھے اور جس شہر کو چاہے بارام چلا جاوے
درگرمی جاوے کے موسم میں رتین گاڑیاں چوہاے بلکہ بالکی تاکسہم چھی

جس پر پائے آویس تر و دروید کی چھالیں اور امانتہ نہیں لگتا اگر جسے مولیٰ کو
 پر امانتی کثرت ہوتے ہیں اور دعویٰ جو اہر عقیق شیم مطلقاً اس سرزمین میں نہیں
 مگر اور ملکوں سے آتا ہے پھل سوا سے اکثر و خیر و بزرگ انواع و اقسام کے یہاں ہر
 میں حصہ صا آتم اتنا س کیلک ہر ایک اس خوبی کے ساتھ اور بلاد ہند میں نہیں ہوتا
 لیکن خاص اس نواح کے میوں میں ایک گلاب حسن ہے اگر چہ میوے تو خوب نہیں
 ہوتی پر اس کے منعم ہونے تک جب کار آتی ہے گلاب کی باس آتی ہے پھول
 بھی سبھی طرح کے ہوتے ہیں پر کیوں اکثریت سے اور ادا ہوتا لکڑیہ ہر قسم خصوصیت
 اس ملک سے رکھتی ہے اور بعض مقاموں میں سوٹھ سیاہ مچ کی پیدا ہوتی ہے
 اور یہاں تو اقسام کے باخراڑ شیم بھی نہیں ہوتا میت سے بلکہ کپڑا بھی ریشمی شیم
 کا یہاں خوب بنا جاتا ہے کہ دیا اور کہیں کم دیکھنے میں آتا ہے سچ تو یہ ہے
 کہ کپڑا سفید بھی اقسام کا خواہ ہیں ہو خواہ کڑھوا اس ملامت کے بعض شہر
 میں ایسا خوش تر و تابش تیار ہوتا ہے کہ دیکھنے والا اس سے کیفیت آب ان کی
 اٹھاتا ہے اور پہنے والے بکاتیں سکھ پاتا ہے فی الواقع اس کی بافت کی صنعتیں اور
 ساخت کی کیفیتیں کسی اور جگہ کے بافت با یک میں بھی پائیں ہر جگہ
 ایک ہزار دھیر بن میں رہیں بنے کا تو کیا ذکر اس پر اسے یہاں کے سردار اپنے
 ہم سرزمین کے لیے اہل بیتی سوغات بسا اوقات کپڑا جناس اس قسم کی بھیجوا کر
 تھے اور رد اگر اکثر اپنے نفع کے لیے ملک بھلاک لیا کرتے تھے چنانچہ انورانی
 تو بدستور جاری ہے لیکن اول میں القلیب زمانہ میرا تب خلل گر گیا اور چیرے خانہ
 جو یہاں کے نامعلوم حضرت اعلیٰ میں ارسال سال سال کیا کرتے تھے وہ محمد شاہ کے بعد

یکسر موقوف کر دیا بلکہ اپنی پکڑیاں بچیر رخصت ہو کر ہی سودا سرون میں سما یا آدھا
 کا طر تیک ایک تخت بچا یا شرب نخوت درخت میں سرشار ہوئے و آرد اب کے
 طریقے سے یک تخت بہت بڑا لیکن خالی و کا خوب ہی کھینچا سو طرح کا صند
 جان نل کو پہنچا لکھنؤ کی قدیم شہر ہے آباد کرنے والا اسکا سنگھیاہ ال اسکا
 یون کر ہے کہ بنگالے کی سرحد میں کوچ ایک بسیتی ہے اس شخص نے اسکی نواح سے
 خرچ کیا آخر صوبہ بہار و بنگالہ کے لیے لیا پھر اس شہر کو بسایا اور اپنی تختہ کا چھتر
 چنانچہ دہزار برس تک شہر نہ نو دار حکومت صوبہ بنگالہ کا رہا بعد اسکے بانی
 ہوا پھر جہانگیر نے بعد اسکے مرشد آباد کیا بلکہ اسکا بھی صوبہ مسطور کے نام کی بادی
 اسمین ہے قصہ کوتاہ جو وقت کا یون بادشاہ لکھنؤ میں ولق افزا ہوا اسکی
 آب ہوا کو جو اچھا دیکھا جنت آباد نام رکھا اب وہ ملک الیا آخر اسے کہ نہ لڑ
 درخت کے گزندے دہان اپنے گھر بناتے ہیں نقطہ قلعے کے دروازے کا نشان افرو
 مسجد طلائی کے کچھ آثار نظر آتے ہیں بیت ہزار دن میں تھے حسین بوسنا
 دہان اب نہیں ایک گل کا نشان ہے جہان سندین بادشاہوں کی تحسین
 دہان ایک گدا کا بچہ ناہنیں ہے مشرق طرف شہر کے چھتہ چھتہ ایک تحصیل
 باندہ اسکا اب تھاک قائم لیکن جبکہ آباد کی بنیاد مستحکم تھی برسات میں پانی کا
 گذر شہر میں مطلق نہ ہوتا تھا اب یکسر سطح آب ہو جاتا ہے بلکہ کشتی بھی باقی آتی
 جاتی ہے اور قلعہ سے ایک کوس کے فاصلے پر ایک قدیم عمارت تھی اسمین ایک
 حوض ہی نہایت متعفن نام اسکا پیاز باڑی تھا جو کوئی پانی اسکا پیتا اقسام
 بیمار یون میں گرفتار ہو کر مر جاتا کہتے ہیں کہ اکبر کے عہد سے پہلے گندہ گار و کو دہان

قید کرتے تھے کہ اسکا پانی چیکر جلد ہلاک ہو جائیں سلطان ممدوح اس امر کا مانع ہوا
 اور اس دستور کو اٹھا دیا مرشد آباد ایک بڑا شہر تھا کی رتی کے کنارے
 اور ایک تیکے دقت بسا لیکن دریا کے دو کناروں پر پہلے اس جگہ مخصوص
 سوداگر نے ایک سرائے بنا کر مخصوص آباد نام رکھا تھا کتنی دوکانیں اس میں تھیں
 جب جعفر خان نصیری کو اصالۃ صوبہ داری مہنگاے اور اڑیسے کی محمد المیر نے
 عنایت کی اور مرشد قلعہ خان خطاب یاتب اسنے وہیں شہر آباد کیا اور مرشد
 نام رکھا جگہ دار الحکومت آسکیو ٹھہرایا چنانچہ ایک بجے ہی بارہ سے بیس بجے
 میں اور ریاست صاحبان کپنی دائم ظہم کی بود و باش ناظم کی اس میں سے طول
 اوکا چار کوس سے کچھ زیادہ چوٹی بوئے دار اور ساری یہاں کی شہر آباد
 عمارات بھی فی الجملہ لیکن قابل تحریر الا سوتی جھیل و گوری جھیل کی سودہ خرا
 و سمار جو گیشن زبانوں پر فقط نام رہ گیا ہاں ایک نواب سراج الدولہ کا قلعہ
 عمارت امام بارگاہ تک قائم ہے ہیئت وضع اسکی بیان سے بے نیاز ہے
 کہ اس ساخت کا امام بارگاہ و بلاد ہند میں کہیں نہیں رہ چکا کہ تیاری اسکی اب عشر
 عشیرے کم ہے لیکن نمونہ گلزار یادگار گلزار قطعہ لطافت اور صنائی کی کیا
 کردن تقریر عمارت اسکی نور کھتی ہے حکم شیشے کا چہ جو روشنی کا سماں چاہے
 چند ہوا میں بے عجب بخان تو اس بات کا اچھٹا کیا چہ زبان بھی اس شہر کے
 لوگوں کی بہ نسبت یہاں کے اور بلاد کے باشندوں کی درست و جاہل اسکی صحبت
 ہونا اکثر اوقات ہندوستان زراؤن سے کیونکہ میر شاہ جہان آباد کی برہمن
 قبل از حکومت صاحبان مالیشان پیشتر سے اسی شہر میں وارد ہوئے تھے

بلکہ سکونت بھی اختیار کی تھی شہر مذکور العتبہ لطف سے نکالی نہیں لیکن دریا سے
 نشیب میں واقع ہے اگرچہ شہر دریا کا یا اکبر پور کی جھیل کا باندھہ خداتجواستہ
 برسات میں ٹوٹے تو سارا شہر ہی دُوبے چنانچہ سن بارہ سے سولہ کے اخیر میں
 طغیانی آب سے بھگوان گوئے کی طرف کا پشتہ جو ٹوٹ گیا محلے کے محلے غرق
 ہو گئے یہاں تک کہ نواب مظفر جنگ مرحوم کے نو ساخت میں پانی گھٹنوں سے
 کچھ اوپر تھا بلکہ اور عمارتوں میں بھی علیٰ ہذا القیاس کہتے ہیں کہ ایسی پانی کی طغیانی
 ایک مرتبہ نواب بہت جنگ کے عہد میں بھی ہوئی تھی حافظ حقیقی اب اس
 آبادی کو محفوظ رکھے اور پشتون کو پہاڑوں کا سا استقلال بخشے سدا رہ گئی اور
 سات گام آدھہ کوس کا باہم فاصلہ رکھتے ہیں سات گام کی شہریت اور آبادی
 بہت بڑی اور پرمعارت تھی حاکم دین رہتا تھا جب یہ مقام دریاؤں کی طغیانی
 سے اُجڑا ہنگلی کی آبادی نے کہاں دولت پکڑی فوجدار یہاں کا علاقہ حضور
 اعلیٰ سے رکھتا تھا مکالے کے ناظموں کا چندان محتاج نہ تھا جعفر خان نے
 فوجداری بند نہ کور کی بادشاہ سے درخواست کر کے نظاست میں لگائی
 ہر ملک کے بسودا اگر دن تاجروں سے مراعات شروع کی محمول و اجبی سے
 ایک دام زیادہ نہ لیتا بلکہ کچھ آسمین سے بھی چھوڑ دیتا پھر تو فرنگ و چین
 دایران و توران و عرب و عجم سے اکثر تجارت پیشوں کی آمد و شد ہونے
 لگی بلکہ بہتیرے مالک جہاز نے بود و باش بھی اپنی بہین ٹھہرائی لہذا شہر مذکور
 کی آبادی نہایت بڑھ گئی اگرچہ اکثر اقوام کے تاجر یہاں تھے لیکن مغلوں کا
 اعتبار بیشتر تھا اور اہل فرنگ کو قلعے اور برج کی بنیاد ڈالنے نہ دیتے مگر

کو ٹھپوں کی تعمیر کا حکم تھا جب نو جداروں نے سخت گیری اور زیادہ طلبی شروع
 کی شہر ہند کو دریاں ہو گیا اور صاحبان مالیشان کی رعایت و حمایت و
 محصول سے کلکتہ زیادہ تر آباد کہ بالفعل الحکومت ہے شہر کلکتہ
 سابق میں ایک گائون تھا وجہ تسمیہ اسکی یہ ہے کہ کالی نام یہاں ایک
 ہے اور بنگلہ زبان میں کتا صاحب کو کہتے ہیں اس سبب نام اسکا کالی کتا
 شہر اچیر رفتہ رفتہ زبانوں کے تغیرات سے یہ بھی گر گئی کلکتہ رہ گیا لیکن آباد
 ہونا اسکا اور صاحبان الیٹان کی کو ٹھپوں کا تبا جس طرح مو ابیان اسکا ہوتا ہے
 کہ نواب جعفر خان کی نظامت تک کہ اپنی بہادر کی کو ٹھپی میں گھول گیا
 سے متصل سفل پڑے کے قریب تھی ایک دن یکایک زوال کے وقت میں
 دہائی دھسنے لگی اسوقت صاحبان انگریز کھانا نوش کر رہے تھے بارے سردار
 نو گرتے پڑتے نہایت جلد کہ سے نکلے لیکن بال ہباب تمام و کمال سدا کثرتی
 روح اسوکان کے ساتھ پانی میں غرق ہوا بلکہ بعض انسان بھی تلف ہو گئے
 پھر مہتر چاک نے تبارسی باغ کو مول لکیر و زنت اس کے کاٹے اور کو ٹھپی بنانی
 شروع کی پرد و منزلہ منزلہ عمارتیں بنانے کا ارادہ کیا جب دیوار میں اٹھ چکے
 شہتیر نے چہت چٹنے لگی وہاں کے شر فاجبا خصوصاً سفلوں نے کہ تاجہ
 میں عمدہ تھے میرا ضرر جدار سے کہا کہ جب نامحرم ایسے بلند کو ٹھپوں پر چڑھیں
 تو ہمارے نما سوس کی بے ستری ہوگی مطلق حرمت نہ رہی نو جدار نے اس
 کی عرضی نواب موصوف کو لکھ کر بھیجی اور متواقت اس کے ان سبکو روانہ کیا
 پہنچتے ہی حضور میں دے فریادی ہوئی جعفر خان نے فی الفور میرا نہ تعمیر کی

کا نہایت تاکید سے لکھ دیا جو بعد از پڑھتے ہی اس کو حکم کیا کہ کہیں راج مزد
 بڑھائی وہاں بجائے اور عمارت ناقص پڑی رہے صاحبِ صوبہ اس حرکت سے
 نہایت آزرہ ہوا بلکہ ارادہ لے کر لے گا کیا لیکن سپاہِ قلیل تھی اور جہاز بھی ایک
 ملاوہ اسکے سفینوں کی کثرت، نو جہاز کی حمایت اس ارادہ کو فاسد بنا کر فرست گیا
 اور جہاز کا لگا اٹھا لیا آخر کنارے کی بستی کو آتشیں شیشے سے جلاتا ہوا چل نکلا اور جہاز
 بہر چند اسکے روکنے کا تدارک کیا لیکن پیشینفت نہوا اور جہاز سمندر میں جا پہنچا
 پھر وہاں سے دھکے کھینچ کر روانہ ہوا اور دنوں اور راتوں میں تھکا اور غنیمت
 نے چار طرف سے رسید کی تھی لشکرِ بادشاہی میں قحطِ عظیم تھا اگر نالاک کی
 کوٹھی کے سردار نے بہت سیانگہ جہازوں پر لاد کر لشکرِ سین پہنچایا اور خدمتِ شہنشاہ
 بجالایا اور دالطافِ عنایات ہوا اور قضا سے مطالبہ مقاصد کو پہنچا چکا
 اوتیس بلکہ فرقہ اگر سے راضی ہوئے یہاں تک کہ سند و فرمانِ محصول کی معافی
 کے اور کوٹھی کی تعمیر کے عنایت کے یہ تب بسترِ چانک یا دشاہی احکام و فرمان
 دھکے سے لیکر بنگالہ کو بھیج آیا اور دیکھیں چند روز پیشکشِ نانِ لقم کے پاس بھیج دیا کہ نہایت
 سلطان کوٹھی کے بنائے کی حاصل کر کے بیداد دلی اور شہر کی آبادی پر پڑو چہ
 تجارت کا بھی کاروبار بخوبی کرنے لگا اب تک بھی وہ کوٹھی قائم ہے پیرانا قلعہ اس
 کہتے ہیں القصبہ شہرِ مسطور نہایت کلاں و معویہ بھاگی رہی کے کنارے پر تھوڑے
 کے ساتھ واقع ہے آبادی اس کی دید کے لائق عمارت اس کی عمارت چین و صفایا
 سے فائق تعمیر کا طور ہی نیا نقشہ ہر ایک مکان کا جدا جدا بیان پختہ گج کی برابر برابر
 شہرین شہری ہوا سر اسر فضا اولی رشاک فضاے بانغ ارم اور پونا غیرت نسیم صبح

سبھم سبزی پرانگی زمرہ ہر کھائے اور سترنی سے موٹے کا بکڑن ہو جائے
 علاوہ اسکے ریحون کا اثر دھام حسن کی گوری کی ایک دھوم دھام و شام آیت
 جو اند بھی اس وقت ایدھر کو آئے : تو اپنی سبھامین کجھو پھر جائے : پھر دیکھے
 ٹھٹ اس شہستان کو : پری چھوڑ دیوے پرستان کو : بشکر کو کہاں پھر نظر
 کی تاب : جگر برق کا یہاں تو ہوتا ہے آب : کھو اپنا جی مفت سائی پھر :
 سمجھ کر ذرا اس جگہ دید کر : ہر ایک تختہ میں عالم طلسمات ہر کوچے سے از تاب
 مافی مات گھر سپو پاری کا ہر ملک کی اجناس متعدد سے بھر جاوا اصرانے کی ہر دو
 میں ریشے اشرفی کا تو وہ لگا ہوا بازار میں ہر طرف چہل پہل شیشہ آلات کی دھون
 رشک شیش محل ایسات کھلا بازار اور رستے کشادہ : بیاض میدولی ہو
 جیسے سادہ : دوسرے اہل حرفہ اور دکاندار : لڑی موتی کی ہر جیسے نمودار :
 ادھر کو جوہری ادھر کو نیراز : ادھر صراف ادھر کو طلا ساز : ریشے اور شیش
 دیکھے برستے : دھرے تختے پر جون نرگس کے دستے : کناری اور گوشے
 اور مسلسل : مثال برق کرتے ہیں جھل جھل : جو کچھ چاہو تم اسباب جہان
 بہم دہ جنس ہر ایک دکان سے : فی الواقع آبادی اسکی اکثر آبادیوں سے
 دینی اورستی اسکی بہت سی بستیوں سے بڑی کیونکہ جیسا بازار خشکی میں
 دینی ہی ناو جہان کی کثرت سے پانی میں بھی ایک شہر ہے لیکن سب آبادی
 کی ترقی کا یہ ہے کہ ہر ایک صاحب گورہ اسکی تعمیر کی افراش پر تہہ بہہ ہر اور
 لکھتا چید اس کام پر اپنے سرگرد و بلند کار کا خرچہ و صاوات گورہ جہل لاؤ
 مار کو لیں بہادر بنے تو ات گت پیا اچھا اساتھ اسکے شہر کا اسلوب بھی نہایت

خوب کر دکھایا چنانچہ ایک عمارت ایسی عالیشان بنائی کہ جس شہر کی رونق
 حب سے زیادہ بڑھائی تشبیہ اسکی کس سے دیجئے کہ جہان میں اسکا نظیر نہیں
 ثانی اسکو کسکا کہئے کہ کسی عمارت کی ایسی تعمیر نہیں سچ تو یہ ہے کہ جیسی اسکے
 بنانے والے کی امارت میں ان بان جڈی ہے ویسی ہی اس مکان کی عمارت
 شان جڈی ہے قطعہ شغافی و صفای بہاناک سے جسست پنے نور صفائے
 صبح کو رہتا ہے انفعال پنے نقش و نگار اس پہن ایسے کہ حسن کا پنے انیسے نگار خانہ
 چینی کرے سوال پنے ادارت قاع یہ ہے اگر عروج ابن عشق اسپر کرے نگاہ لو لکڑی
 کو لے سبب حال حقیقت اسکو کان کی تعریف کیجئے بجا ہے اور حقیقت اس شہر کو سرا ہے
 روا ہے واقعی ملا دہندیں اب ایسی پر عمارت آبادی کہیں نہیں اور تاجرون
 سودا گردن کی کثرت بھی اتنی کہیں نہیں صاحبان کمپنی کی مدت سے تجارت گاہ
 ہے اور سرداران انگریز کی قدیم عشرت گاہ بالفعل اکثر صنف کے اشخاص مشمول
 اور صنایع صنعت گری میں کامل ہیں کثرت موجود ہیں اور اشیاء و تحالیف بھی
 انواع و اقسام کی علیٰ ہذا القیاس خرید و فروخت کا سرشتہ بخوبی جاری خوش
 خورم ہر ایک ہویا پری لیکن بگین کپڑے جلد بزرگ ہو جاتے ہیں خصوصاً لال کا
 تو رنگ رہتا ہی نہیں اور اشیاء تو امی بھی مثل شیشہ و خیرہ و سونے مثلاً جاتی
 ہیں بلکہ خشک و آئین بھی ہمیشہ بگڑ جاتی ہیں سبب اسکا ہوا کی شویت و خشک
 در طوبت چنانچہ گھردن کی زمین ہمیشہ نمناک رہتی ہے بلکہ دو دو تین تین گز گول
 بھی پانی کے مکان تو قابل ہوز و باش کے نہیں اگر دو منز لہ منز لہ مکان بنائے
 تو یہاں کے باشندے مطلقاً آرام نہ پائیں اور پانی ہمیشہ تالاب کا پیئے ہیں

ایسے کہ کسی تمام بیان کے کہار و آداب باری دریا سے شور و غلاب سے
 چست بھاری فصوص جوار کے وقت مراد اسے آٹا بہتا دریا کا اوزھنا نکالت
 آٹا بیان اسکا عجیب مخلوقات میں یوں لکھا ہے کہ ہر دریا میں بہہ بہن ہوتے
 مگر شور و دیا میں یا وہ دریا جو اس سے متصل میں ساتھ اسکے اگلے عشق میں منہ
 صی نہایت سخت ہو دین پھر صورت اہ محاذی انکی سطح سے جو دے اشعار
 اسکی اصل تپن درن پر سے پھر ہانے پلے پانی کھولنے لگتا ہے اور رفتی ہوتا جاتا
 بہرے حبیبی ادنیٰ کا لطافت ہوتی ہے اور اسکو مکان سے چاہئے نڈاں یعنی
 اذائے آب یعنی دیگر کو توج سے مکرانے ہوئے کنارے سے آہر کر دیتے ہیں
 لیکن بہرے گشتا بڑھنا موافق حرکت قمر ہے غرض جو وقت چاند آسمان کے چرخ
 پہنچتا ہے جوار کامل ہوتی ہے جہاں دہانے زایل ہوا بجائے کی ابتدا ہوئی یعنی
 پانی کا علیان گھٹنے لگا آخر حالت اصل پر آجاتا ہے جب وہ اتنی غری پر پہنچتا
 پھر جوار شروع ہوتی ہے اور ترے لگتی جہاں و قدر الارض پر آچکتا ہے کمال لطیف
 اسکی ہوتی ہے جب دہان سے سرکنا ہے بجاتا شروع ہوتا ہے رفتہ رفتہ
 پانی پھر اپنے طور پر پہنچنے لگتا ہے جو وقت قمر پھر اتنی شرقی پر پہنچا جوار کا آغاز
 لیکن اسکی اور اسکی ابتداء حقیقی ہرگز محدود نہیں ہوتی مگر عرفی عرض کیا
 بحر اندھیمان انطاط بدن آدمی ہے جیسے اسکے گھٹنے بڑھنے کی علت حکما کے
 نزدیک قمر پڑتا ہے ویسے ہی اسکی بھی غرض اس ساعت پانی یہاں کے
 دریا کا پینے والے کے حق میں سم ہے بلکہ آب تیج دودم خدا نچرستہ جسے اسکو
 وہ بچارہ کب جیسا پس اکل و بیش تر تن کا آلاکے پانی پر شہیرا سیرا سیرا

مالاب کی اس ملک میں اکثر ہے اور ایک نام خاص بھی بعض بعض علاقوں
 کے لئے شلالال دکنی چوڑی وغیرہ اور سوسے اس جوار بھائے کے وسط ماہ کی
 تین تار یخون میں اور آخر ماہ کی ایک بار دن رستہ میں پانی بہت بڑا دیا اور بند ہو کر
 نہایت زور شور سے دریا سے شور کی طرف سے آتا ہے جہاں بھی اس کے تلاطم
 ہل جاتا ہے پھر نہ تو کیا چیز ہے اس وقت اگر گھر سے پانی میں ہوئی تو توچی اور
 جو کنارے سے متصل لگی تھی تو اس کے در سے سے خشکی میں جا پڑی اور نہ کرے
 ہو گئی اس واسطے علاقہ ایام مذکور میں چھوٹی بڑی نادین بھاری بھاری لشکر وال کہ
 کنارے سے دور کرتے ہیں نہ بلکہ زبان میں اس طرح کی موج کا بانوں ہوتا ہے لیکن سنا
 میرا اس وقت و شور و شستن نہیں آتا سبب یقینی اس کا لشکر تیار نہیں سکتا اور
 لم اس کے کوئی پانہیں سکتا مگر حکماء کے نزدیک شواخ شمس ہے لیکن ایام معتدہ اور وقت
 مقدرہ میں سپریا ہوتا ہے مختلف کو بھی اس میں مداخلت ہے اور اس کی کمی زیادتی
 میں فصل اربع کو فی الواقع شماع آفتاب میں حدت برتتہ ہے پھر غلیان
 بھی اس سے ایسا ہی کچھ ہو گا آب و ہوا بھی زیادتی بہ نسبت زمانہ سابق کے
 بالفعل اچھی ہے چندان بد نہیں خصوصاً جاڑے کی رت میں تو عیشہ اعتدالی پر
 رہتا ہے یوں درد و کھار اندان کو کہاں نہیں ہوتا کوئی شہر ہے کہ بیمار جہاں
 نہیں ہوتا لیکن بوا سیر کھجلی داد و خفت معرہ پورب میں بکثرت ہے اور
 پچھم میں تعلت اور نکو اس کا بھر فیل پاگھنڈ کا خاص اسی سرزمین میں ہوتا ہے
 دمان سلاق نہیں مگر کبھی کہیں کسی کو تبدیل نہ رستہ اور رستہ متعلق میں بڑی بار
 و چینی مازار کے بیچ ارغی گر جاتا ہے بہت اونچا کشتادہ مشہور بھی سب گریز کرنا

سے زیادہ تعمیر اسکی انا ناظر امینوں کے سردار نے سن لیکر اسات سوچو عیسائی
 مین کی اگرچہ اس شہر میں کرے انزیز و پر تکیش وغیرہ عیسائیوں کے بہت ہیں پر
 شہر اسکی پیشتر ہے اور گھڑی بھی اسکی نہایت معتبر مسجدیں بھی یہاں کثیر
 مین لکینج قابل تحریر مگر صفائی و رزی نے ایک مسجد پختہ مربع نورج کی متصل
 مین بنائی ہے واقعی تعمیر اسکی اسکے حوصلے سے باہر ہے اور یہاں کی سب مسجدوں سے
 بہتر امام ہائے بھی ملی ہذا القیاس بہتیرے کیونکہ کوئی سرکار و معبد خانہ سالانہ ناظر
 وغیرہ نہ ہوگا کہ جسے اپنی حویلی کے متصل بنایا ہو لیکن ایک چھوٹا سا گنبد تین
 اٹھ کا اونچا اور چوڑا بھی اسی قدر لمبا چوڑا مگر بعضے بعضے چوڑا جدا کرنے یا کسی
 صاحب کی ہندستانی بی بی نے محولہ اور مکانات کے ساتھ بھی بنایا ہے اور اس
 پیسا اوکی تیاری مین اٹھایا ہے لیکن ایسے اشخاص تعمیر کے سلیقے اور تعمیر و انکا
 کے طریقے سے کیا واقف ہیں تاہم اگر ایمان کے ساتھ ہے اور نیت بھی خیر تو
 عقبی مین کچھ سنگاری ہوگی والا دونوں جہان مین دولت و خواری اور محرم کی
 ساتویں کو یہاں کے باشندے جتنے تعزیر دار مین شدہ اور علم انکا کثیر ہے
 ملک شیون کرتے ہوئے لیجاتے ہیں اور دہانستہ اسی ہیئت سے پھر اپنے
 گھر آتے مین رستوں مین غلابی کی کثرت سے رستہ کم ملتا ہے اور شانے سے
 شانہ چلنے والوں کا چھلتا ہے سپہری سے رات تلک یہی عالم اور ہر ایک گھر کے
 مین باتم رہتا ہے اسکا نام یہاں کے لوگوں نے دوپہر یا نام رکھا ہے اور وہی
 ہر ایک چھوٹے بڑے امام ہائے مین یہاں کے زن و مرد و عورت کا سالن اور
 روٹی یا لیل و پکا لیا لیجاتے ہیں اور شہر فاطمہ امام کی دلاستے مین غرض ہے

استدر قریح ہوتے ہیں کہ اوس دن اگر شہر میں دھونڈے تو ایک پیر بھی نہ پاؤ
 مگر آؤ گے ہو گا ایک والاہر گلی کو جو من بہتا نظر آوے سو اسے اسٹہر
 پواجہ دار زوال امین دز امام باڑوں میں جاتے ہیں اور عجیب عجیب ایک
 لاتے ہیں مثلاً خنثی شخص سے ایک امام باڑے میں عہد کیا تھا کہ میری بہرہ
 اگر اس سال میں برائیگی تو میں یہاں بیٹھ کر اپنے سر پر چو لھ لھ بھیر لگاؤں گا
 وہ بھیر لگاتا ہے اور حینہ اپنی سنت کے برائے پر قفل لگانے کا وہاں عہد کیا
 وہ اپنے سنہ میں قفل لگاتا ہے ہر چند کہ اُس کے دونوں گال چھد جاتے ہیں کیونکہ
 اسکے ادھر ادھر دو پیراں ہوتے ہیں اور پیچ میں ایک پتلا سیانچہ
 شکل اسکی گھوڑے کے دھانے سے کچھ ملتی ہے غرض یہہ خزانہ خنثی اسکو آ
 رہیہ میں لگا کر امام باڑے کے گنبد کے آس پاس پھرتا ہے اگر قفل پھیرے میں
 قفل کھل کر پڑا تو اسے جانا کہ میری نذر نہایت قبول ہوئی اور اگر کسٹوین
 پھیرے میں گر اتو فی الجملہ اور وہ جو بھیر سر بر لگاتا ہے وہ حالت اپنی ایسی بنا تا
 کہ لوگ جاہلین اسکو ٹھنڈ لگتی ہے کچھ اور بھہ بھی لیتا ہے گو کہ گرمی کی رست
 ہو دے غرض اسکی حالت کڑائی کو اور قفل کے خود بخود گر پڑنے کہ چھوٹی
 آنت کراہت سمجھتی ہے اور اجابت کی علامت طرفہ تریہ کہ اس میں حال کا
 ساتھ اسٹہر یہہ بھی عقیدہ ہے کہ اگر کسی اور امام باڑے میں سو اسے اپارہ
 سحر ہر یہ کام کریں تو نہ بھیر کے اور نہ قفل کھلے اسیانہ اگر کوئی عالم امیر جاہل
 کو چاہے کہ اس قفل ناشایستہ سے باز رکھے کیا مجال بلکہ جناب امام کے
 بھی مانع ہونے سے حرکت اسکا جسے امر محال مصرعہ ہر کسین بخیاں خواہش

خوش خصلت دارو اور عشرے کے دن کوئی خاص طور یہاں نہیں دیکھا
والا کہنے میں آتا اور یہاں کے ہنود کی بھی بعضی بعضی پوجا کا طور حدایہ خفا
درگا پوجا میں اور کالی کی پوجا میں اور کاکٹ پوجا میں یہ اپنے اپنے
گہروں میں بڑے بڑے روغنی بت ہر ایک کی شبیہ معین پر بنوا کے گھر
میں اور انکو روزہ ہود پوری دھوم دھام اور باجی گاجے سے دریا میں لجا کر
دیتے ہیں عوام یہاں کے اسکو بھان کہتے ہیں غرض درگا پوجا بہت دھوم اور
ہجوم کے ساتھ ہوتی ہے اور اسکے لازم میں یہاں کی خلقت بہت روپا
پسایا کہوتی ہے نام اسکا نور انرا اندا اسکی کو آرسدی پر و اسی اور اتہا
دسی کو لیکن چھٹ سے سنی اششی لومی تک بھانپا کر کے پوجتے ہیں
ایک کو رے گھرے میں پانی بھر کر اور اسکے آگے پرستش میں مشغول ہوتے
ہیں اور سہی کو لبرجن کرتے ہیں یعنی درگا کو دریا میں قال دیتے ہیں
ایام مذکور میں خصوصاً چہنی سے دسویں رات تک اکثر مندوبنگالی
حوصیل اور مفرد اسکے موافق مجلس عیش کی جاتے ہیں اگرچہ بشیران
تھوے میں براس کام میں بہت سارے پیا اور کھاتے ہیں جنانچہ یہاں سا
اغزہ متول مسلمانوں کی بھی دعوت کرتے ہیں بلکہ صاحبان عالیشان کی بھی غز
اکثر قوم کا اشخاص اور سردار مجلس میں جاتے ہیں اور ایک خطہ اور مٹانی میں
بزرگ کارہنگان میں اور شیانے کے نئے نہایت پاکیزہ و صفا شینے کو جہا
فالوسین قندیں متعدد روشن جایا پاندان عطر و ان قہری و طہائی قہری و
سکڑوں جنگروں میں ہر پھول طرحی بہرے ہوئی رہا ہنگیوں اور کچھ نکر و لاف و دس

یوشاکین بھی اذکے گلون میں نفیس نفیس اسیات مسلسل کناری ریت
کی چمک بکڑے اور ٹوڑے کی تسپر جھٹک نہ نظر چشم کی کسطح تابانی
کہان کت دل عاشقان پس بجائے سطح فرش کی ہر دو جانب انگریز
پرتکشون ارمیون کی بیسیان اور مسیائیں پر نکلت لباس پہنے ہوئی کریں
پیر جلوہ گر حسن کا بازار لگا ہوا اور ہر اسیات جو یوسف بھی اوس بزم
میں آئے نہ تو دل ایک نظارے پر سچ جاسے یہ ہر یہ کا چکا ہوا رنگ ہی
کہ اندر کی بھی اچھر اذنگ ہی ہر ایک اپنے جوب سے مغرور ہے نہ قیاس
سے آفت سے بس دوسرے جو آوے پری اس شبستان میں تو
جاوے نہ ہر گز پرستان میں ہر انسان ناچنے کا طوف کیا ہوا اس
کیونکر میں یہاں بچا ہے سچ تو یہ ہے کہ ہر قوم کی مجلس اور خوجون کی شان
جدی ہی اور ہر گروہ کے گلرخون کی ان بان جدی ع ہر گلے راز گاہ
دیگر است قصہ مختصر ہر شب سحریات ناچ راگ کا سامان بند ہار بنا ہے
اور تماشا یون کا ہجوم لگا رہتا پھر دسویں کو تیرے پہر سے شام تک
پر بھی ایک کیفیت زن و مرد کی کثرت رہتی ہے سوائے اسکے اور ہی
کئی سیدھے اپنے موسم میں یہاں ہونے ہیں لیکن نہ اس خوبی و کیفیت
کے ساتھ نہ برابر اسکے طور اذکے ناخیز نکیا اور اون کی تفصیل میں فائدہ
نہیکہا شہر سے اندک فاصلے پر خوب کیطوف فورت ولیم قلعہ ہے بنا
اوسکی پلاسی کی فتح کے بعد کرنیل کلیو کے عہد میں ہوئی لیکن
معلوم نہ ہوتا ہے کہ گویا آج نہا ہے اور ابھی تیار ہوا ہے نہ اسباب

جت کہ تعلقہ کو اور آپ کے باشندے دن کو درکار ہوں ہمیشہ ہتیار بنے ہیں بلکہ دن میں
 ابن امور کی ترقی و زیادتی ہے ساخت کا تو اؤ کی مذکور کیا ساخت ہے جی
 عمارت کی طرز ہی نئی ماسر بلاد کے کسی تعلقے سے نہیں ملتی چار دیواری باہر سے
 تریشٹے کی مانند اور اندر سے نہایت بلند کینچ کا دھڑکے کوں پاسکے اور بچاؤ لگاؤ
 مجال جو تباہ کے واقعی ایک عالم کے لئے علم ظلم کا رکھتا ہے ویداسکی میراتی
 برہماتی ہے اور سیر مرث بھلاتی ہے ایسیات سب اسطرح کا زمین پر کینچ
 کوئی دوسرا چنے دیکھا نہیں ہے عجیب کیا جو سمار قدرت آؤ سے پتہ کہے ہے یہی
 ایک حسنِ حسین ہے اور تعلقے کے پچم دریا کے پار لیکن کنارے پر بعد ایک باغ
 کے قدرے فاصلے سے صاحبیاں کینچ دھام ظلم کا باغ سرا یا جہاد ہے لیکن جو
 پر بہت بڑا اور کشادہ کہ عقل کے احاطے میں آئیں سکتا پھر محوطہ اسکے گرد کوئی
 کیونکر بناوے اور فضا اوکی مدد سے زیادہ کہ ظاہر ہم اسکے باہر جا نہیں سکتا پھر
 اسکے اوڈر کیونکر حادے سے چ تو یہ ہے جیسے اسکے مالک پر راست
 و حکومت میں حکام زمان سے برتر ہیں ویسی ہی یہ لطافت و کیفیت میں
 جہاں سے صبطح انکی حثرت کو زمانے میں ترقی ہے آویس طرح اسکے در
 کی کثرت کو فی الواقع کہ اسکا ہر ایک چمن گلزار کے برابر اور نقشہ باغ ارم کے
 نقشے سے کہیں بہتر زمین اسکی سرصاف ہو اور دروستیں لال لال
 اس میں بخوبی نمودار سبز و ناروں کے گردانوں و اقسام کے سبکڑوں استجار
 اور پتے انکے سبز و نار و اسیات را ایک غار اس باغ کا مثل کثرت
 گہا اسکے چمنوں کی سنبل سے گل پڑے شگفتہ سبز اس میں کس طرح لڑا

ہوا اسکی رہتی ہے نہت مشعل میں رنگت میں بہتر جواہر سے پہول
 جو دیکھے اچھین جائے مست اپنی بھول میں سنی دہائے طائر کی جنبی صدا
 ہوا ایک کی تان کا پتہ پھولوں کے بھی درخت ہوا ہا بلکہ اکثر ایسے جہاں نام
 بھی کسی نے نہیں سنا اور بعض ایسے کہ جنکو اکثر اشخاص نے نہیں دیکھا چنانچہ
 کوڑا گئے پھل دار چینی کباب پینی کا نور کے درخت اس میں متعدد دریں ہلکے جا
 پھل کا درخت ایک آؤ پھلا ہوا بھی وہاں دیکھنے میں آیا ہے اور اسکے پتے کو جان
 کے پتے سے کچھ شبابہ پایا لیکن چھ کا ایک پہول ہے کہ وہ خاص اچھین بلوں
 میں ہوتا ہے اسکے پتے سے تو شبابہ ت گئی ہے اور لوگ کا پتا بھی کچھ دیکھا ہی
 پر دار چینی کا بیر کے پتے سے ملتا ہے اور کا نور کا شفاؤ کے پات سے تالاب
 بھی اس میں بہت سے ہیں اور نہر میں بھی کتنی ہیں ناود امیں دیکھا دیا ہے
 متصل چنانچہ جوار کے وقت جن دنوں شدت ہوتی ہے پانی اچھین کی راہ سے
 تالابوں میں آتا ہے اور بجائے کے وقت نکل جاتا ہے مکان بھی اچھین تین چار
 لیکن لب وریا ایک عمارت انگریزی نہایت دلچسپ پر مختصر اور خوش اسلوب
 سرسرا ساخت اسکی بڑی بڑی عمارت سے فائق ساتھ اسکے ہر موسم کے لائق
 ہوا اسکی ہر مزاج کو اس آدے ساکن اسکا کلبا اوقات خطا اٹھا دے ایسا
 نہ گھبرائے تنہا بھی وہاں آدمی کہہ ہو نہ ہرگز اس کا جی چہ طلسمات کا
 سا ہے اچھین سہان پھر انسان چہور اسکو جاوے کہاں یہ اور چار روشن
 کی وسط میں کرنل کیٹ کا مقبرہ ہے موطا اسکا مانت پھلا اور اسکے گنبد میں
 ستون دروازے بھی چار اندر اسکی شنگ مرمر کا ایک ستون تین چار ہلکے

لیکن نہایت خوب تر شاہوا اور شہیدہ چکنا اور اس کے صاحب
 کی تصویر اور پاس اس کے ایک عورت کی بھی شہیدہ دلپذیر جای عورت
 ہے کیونکہ یہ رکن حکومت ایک دن بہان حکومت کر رہا تھا آج اس سون
 کے بیچے گڑا ہوا ہے اور ہر ایک عضو بدن خاک میں ملا ہوا ایک دریا
 سون کا بھی حال ذکر گون ہو جائیگا اور گنبد کے بھی نقشے میں تغیر آئیگا
 سمیت عمارت کی تعمیر سے مانا اور نہاد ٹک ایک خانہ آخرت کو بنا دے
 یہ ہے چند روزہ ہمیشہ ہے وہ تو اس کے لیے دیے گھر کو نہ کہو نہ فقیر
 یہ باغ ہمیشہ ڈنڈا اور ہر بہار رہا ہے سبب ظاہری اس کا یہ ہے کہ سو اس
 داد و بخ اور کارکنوں کے سوا غبار بھی تو کر میں اور دس رات دن جو
 کی غور پر دخت کیا کرتے ہیں اور دریا بھی نہایت متصل ہی لیکن حقیقتاً
 مالکوں کی نیت کیونکہ سوا غبار ان اسکے ایک ضلع کے درختوں کو بھی
 نہیں سکتے اور دریا کا قرب لیا اوقات فرائع و باغ کو مضر پہنچا ہی پس حاکم
 کا خوش نیت ہونا عجیب چیز ہے چنانچہ ایک بادشاہ کی نفس ہی بعض
 اشخاص بہرام گور سے اسکو منسوب کرتے ہیں کہ ایک دن شکار کہلنا ہوا
 تنہا پاس کسی قصبہ کی نواح میں جا نکلا وہاں ایک باغیچہ تھا لیکن الیا
 جیسا کانون گنوں میں ہوتا ہی اور ایک شخص دروازے پر اس کے کھڑا بیٹھا
 اون نے اس سے پانی مانگا وہ بولا کہ میان سوار تم گھوڑے سے اتر بیٹھو
 تم کو جلد پانی ملے گا چنانچہ نہیں یہ کہہ کر اندر گیا اور دانا مارے برے
 توڑا یا ایک کے دانے نکال کر جو پالے میں پھونکے رہ گیا اور کاسنہ

سیر پر کے انداز سے کہ نہ تھا بادشاہ نے پیا اور خوب مزہ اوتھایا کیونکہ سہا سہتا
 کلانی کے وہ میٹھا بھی بہت تھا بعد اسکے پوچھا کہ سرکار میں تم اس باغ کا محصور
 کیا دیتے ہو او سننے نہایت کم تب لایا وہ میں خاطر مبارک میں آیا کہ کچھ مٹایا جا
 بعد ایک دم کے جو دوسرا اور اسی سیالے میں پھوڑا تو پوچھائی خالی رہا حضرت
 نے مالک کی طرف تعجب سے دیکھا اور سنے کہا میان سیال ہی معلوم ہوتا ہے کہ اس
 خاکم کی نیت ڈالوان ڈول ہوئی اور اویسی کی نیت سے رعبت کی برکت ہو
 بیت کیا کر دلا سیکرے کی بھی سیر ہو لیکن تو کہہ اپنی نیت بخیر ہو

چندن نگر عرف قراشنگ

چھوٹا سا ایک شہر کھلتے سے بارہ کوس کے فاصلے پر قراشیں کی کوٹھی اسی
 میں سے عمل دخل ہی وہاں ہشتیہ او نہیں کا تھا صاحبان انگریز کچھ بد اخلاقت
 کرتے تھے لیکن چند سال سے غنا و فساد جو باہم ہوا انبار اسکے صاحبان
 نے اسکو چھین لیا بالفعل بھی انہیں کے تحت میں ہے جو چہرہ بگلی
 کے نزدیک دکھن کی طرف ایک کوس کے تفاوت سے ہشتیہ و لندیہ
 کے تحت و تصرف میں تھا کئی برس سے صاحبان انگریز نے اس سیر سے
 قبضہ کر لیا لیکن اسکا موافق ہونا انکا قراشیں سے شیو رام پور بھی دریا
 مذکور کے کنارے پر ایک چوٹی سی لمبی سے کھلتے سے چہ کوس پر اوس بارانک
 کا اور اسکا آسنا سنا دریا بیچ میں علاقہ اسکا دنا مار سے صاحبان کو کچھ کام نہیں
 کوٹھی اویسی فرقہ کی وہاں اب تک قائم ہے لیکن اجابک کھلتے کی سطح سے چنانچہ وہاں بھی
 لاڈ و لالی بہادر نے ایک عمارت خوشنما و باغ پر فضا بنا دی جو اسکا اندر سے کوٹھی اور اسکا

ہوا می بریج وحشی آدمین اکثر بی مثال اور طایر بہتر سے ناد و خیال یکمکر و نادر
 نقش و رو برین جائے اور خدا کی قدرت یاد آدمی شکر بھی ہے اختیار عبادت
 اللہ احسن الخالقین پڑھنے لگے اور کافر بھی بنے مائل الحمد للہ رب العالمین کہ ہم
 شکر بھی رہا ہے گلے لگاتے ایسی سیدھی ہوا ریشائی کہ کبھی نام کو نہ ہی ساتھ
 اسکے درستہ و رفت سایہ، اگر کو اگر رستہ گلہ کر کیا اور چنے والوں کو سوسلیں کا نام
 بیت ہمیشہ ہے اچھر ہوا باغ کی بے فضا او سکی چکی نغاباغ کی سکر سکر کھٹ
 آبادی او کی پہاڑوں میں ہے گیند کی دھال دھالی شہور فی الواقع نہایت
 خوب و خوش اسلوب ہوتی ہے ہندوستان کے کسی ملک میں ایسی پکڑین
 نہیں بنتی میرے بھی وہاں کے اکثر خوش ذائقہ چنانچہ بہتر سے بہتر ان کو لایا
 احوال اس کا سابق اسے لکھا گیا سولے اسکے چوب چوب میں کثرت بہم بھی ہے اور
 اگر کے درخت بھی بہتایت سے دہانے پہاڑ زمین ہوتے ہیں آخر برسات اگر
 کاٹ کر آب ہوا میں ڈال دیتے ہیں بعد چند روز جہان سے جتنا اگر اچھا آٹھ
 او کو رکھ چھوڑا اور پے کو پھنکے یا خواجہ سراؤں کی افراط اس یار میں فقط
 خلاصۃ التواریخ سے دریافت ہوئی اور خلافت اس کا بیشتر تھا لیکن باقی
 میں ہونا نہ ہوا چھوڑ دیا اس لئے احوال انکار کیا کیا کچھ نہ لکھا
 سرکار رنگ یو گھوڑا گھات

ریشم وہاں کثرت بہم تھا ہے اور ایک سہو فحشا ست میں مثل چار خزاں اور
 فرے میں نندانا برج آدمین تین اور نام نکھر ابھی سرزمین سے تعلق رکھتا
 ساکن بھی اہل پہاڑوں سے لاکر وہاں رہتے ہیں اور لینے اسے

اور ملکوں میں نفع اٹھانے میں سرکار بگلا سمندر کے کنارے وہاں بھی
 ایک قلعہ تھا چار طرف اس کے درخت گنجان میٹھا تھے اور جو اربھانا بطور کلکتے
 کے اوتھام میں بھی آتا ہے لیکن اکبر کے اونیسویں سال جلوسی میں یہاں سے
 اکبر و زعاجیل نمود ہوئی تمام شہر و دیار جا دہا لگنا دیر چڑھ کر کھا کا عین
 پانچ ساعت ہوش طوفان کا رہا اور توج دریا کا نہ گھٹنا ساتھ اس کے بجلی چمکیا بل
 گر جا گیا مینہ برس گیا آخر دلا کھ جاندار حیوان و انسان سے سیل نما میں غرق
 ہوئے اور خلاصۃ التواریخ میں یہ لکھتا ہے کہ شروع ماہ ہلالی سے چودھویں
 تک وہاں کے دریا سے موجیں پہاڑ کی برابر ہر روز اٹھتی ہیں اور پندرہویں
 سے تدریج گھٹتی ہیں لیکن تاریخ بنگالہ سے یہ بات دریافت نہیں ہوتی
 تریب اوس کے کام روپ ہے اوی کو کا نور بھی کہتے ہیں عورتیں وہاں کی
 نہایت تشکیل فن جادوگری میں بے عدیل و دراز عقل اپنی کی فنون سازی
 و شعبہ بازی کی نقلین کرتے ہیں از انجملہ یہ ہے کہ جس دانا کو چاہیں ایک
 ان میں دیوانہ کر دیوں بلکہ جس انسان کا ارادہ کریں ایک پل میں حیوان
 نباتات بھی وہاں کے عجیب و غریب ہیں چنانچہ پھولوں کی باس توڑنے کے
 بعد کئے ہوئے تلک بدستور پھنی ہے اور رام کے درخت انکور کی مانند یا لو
 رکھیاں کھولتے پھلتے ہیں اس سے بھی نادر و مرہبہ ہے کہ درخت اگر کاٹے تو وہ
 شیریں چکھنے لگے یہاں تک کہ پیاسوں کی پیاس بجھا دیوے اور یا
 اسلاطین سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ سابق میں وہاں عمل کوچ بہار کے
 راجاؤں کا تھا لباس وہاں کے زن و مرد کا نقطہ ایک نگلی اور کچھ گفتگو کا

دن سے ملتا ہوا قریب ایک ولایت اشنام ہے
 جیت مسیح میں ایک دیا و بھما پتر منور ہے مشرق کی طرف ہوتا ہے
 اسے ہوا کے کنارے کی متوطن مساز کے لئے مساوی ہے لیکن اسے
 دیکھ متوطن سے تو موافق اور غیر کے حق میں سم پر سات آئینہ ہیت کی اور
 ماہی کے بھی وہیں سے خالی نہیں بھول اور بھین بھی ہندستان و بنگالہ کے
 وہاں ہمیشہ بہت چمکے ہیں لکہ سوائے ان کے بہتر سے خاص ہی سر زمین شرق
 ہوتے ہیں وہاں کی نہایت کثرت لون کی بہتر تہ قلت اور گہر ہون جو سر
 نہیں ہوتے اگرچہ زمین وہاں کی قابل ہے جو کچھ بونیں سو اوگے مسج اوس زمین
 پر اگر آکا آپ سے جو گئے کے مقابل ہوا دریاں کتب لڑے کہ مغز اوگے کا پاش
 ہو جائے پر لڑائی سے باز آئے مرے مرلیف کے آگے سے نہ ہتے اسی
 جی اور کے جنگل میں بیشتر خوش جہاں کھان ہرن بارہ شے نیل گل و میڈھے
 درواں اور دیا کے ریتل میں سونا پید ا ہوتا ہے لیکن کھوٹا چنا کچھ آٹھ
 تو کہتا ہے طرف تر یہ کہ وہاں کا ایک بلند مکان پر ستیا رہتا ہے زمین پر
 نہیں بچ لکھا اچھا اگر رکھ سے را بائی اوکی جاتی رہے عقیدہ باطل ہاں
 را باؤن کا یہ ہے کہ آیا و اجراؤن کے آسمان پر رہتے کسی قوت سے نہ کی
 رکھ کر آتو سے اور پاؤن ہاں زمین پر نہ کھانا بار ایک وہاں کے را باؤ کو سر
 کہتے ہیں سرگ لفظ ہندی ہے سنے او کے آسمان نقشہ کر تا وہ جب را باؤں
 تر ہے یعنی ہفت روزہ می او کے خواص و خدستی زندہ و مدد سے بھل رہا
 بلکہ لباس و طعام بھی او کے ساتھ سر دے میں جن کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں

چراغ بھی جلا کر اوستام میں دھر دیتے ہیں متعلق سے بہت اور تبت سے
 قریب مابین ملک خان بایع کا دار الحکومت یہی ہے دریاے شور اس سے
 چاروں کی راہ کہتے ہیں کہ ملک کور سے سمندر تک ایک ہنر کان کھود کر
 ورنہ کنارے اوسے سنگین پختہ بنائے ہیں سکندر و فی الحقیقت کی راہ اس
 ولایت میں گیا اور تمام ملک کی سیر کر کے دریا کی راہ سے نکلا مشہور ہے کہ
 حسب الحکم سلطان موصوف کے حکیمان والا دانش دانا یان عالی نشین نے
 وہاں دریاے شور پر ایک طلسم آدمی کے نیچے کی صورت بنایا ہے جس پر
 اوپر کوڑنے لگتا ہے وہ اشارے سے منع کرتا ہے اور درمیان مشرق و جنوب
 شہر ارخٹک ایک بڑا ملک ہے بندر جاگام وہاں سے نہایت متصل ہوتا ہے
 کی دہان کثرت بہت ہے یہاں تک بھجور ہاتھی بھی وہاں سے تیراٹا ہے
 لیکن گھوڑا یا باب اونٹ گدہا بیٹ مہنگا گائے بھینس ناسپیر ایک جانور
 نسل ان کے بڑے بڑے بطن دودھ دیتا ہے وہاں کے لوگوں کا مذہب ملت نرائی ہے
 مسلمان سے جدا سوائے مان کے ہر عورت کو جو رو کر لیتے ہیں چنانچہ بھی
 بہن سے اخراج نہیں کرتا سوائے اس کے یہ رسم ہے کہ سیامیوں کی زندیاں دیار
 میں سردار کے مجرے سلام کو حاضر ہوتی ہیں اور خاوندان کے گھر دینے سے
 ہیں طرفہ یہ کہ زن و مرد ہاتھ کاٹے اور کھوسے پر اپنے پیشوا و سردار کی خدمت
 و اطاعت خلوص دل سے کرتے ہیں اور نہایت اس سے دُرتے ہیں بقیہ
 اوس کا والی ہے اور قریب ارخٹک سیکیو فوج اس ملک کی فقط ہاتھی اور
 پیادے عدد ان میں اوس کے فلارت و جوہرات کی کھانین اس سوائے سیکیو دار

کے باشندے اور کچھ آسپہن غنا و فساد رکھتے ہیں قصبہ کوتاہ صوبہ بگت نہا
 وسیع و بڑا ہے بہترین دریا بہا تکے دریاؤں میں لگنا اور بڑھا پتر طرل
 صوبے کا چانگام سے تیار گدھی تک شرقاً و غرباً چار سو کوں در عرض گونا
 شمالی سے تاسر کاردارن دو سو کوں مشرق کب طرف اوسکے دریا سے مشرق و غرب
 کی سمت صوبہ بہار ۱۰ روایں جنوب شمال کو ہزار پر یا ض السلاطین میں ہیں
 کہ دریا سے مشرق جانب جنوب اور کوہستان جانب مشرق و شمال و متعلق اس
 سرسٹھہ سرکار تابع انکے ایک ہزار ایک سو نو محال آمدنی اگلی زمانے میں ملو کر
 انیس لاکھ دام لیکن صاحب یا ض السلاطین انکھائیں سرکار و ستاسی محال
 لکھتا ہے اور آمدنی موافق زمانہ سابق کے چاس کر در چوراسی لاکھ لکھتا ہے
 تین سو انیس دام جبکہ ایک کر در لکھ لاکھ ایک ہزار چار سو سیاسی روپے کے
 پندرہ آنے گسرے زیاد سپاہ دایمی تیس ہزار تین سو تیس سوار دراکاسی ہزار
 دیر جو آٹھ پادے تو ہیں چار ہزار ناوین چار سو *

۶ صوبہ اوریسہ

آگے اس میں انیس قلعہ پختہ تھے و دین اب بھی میں اور اب وہاں چلی چلی لیکن
 اکھ پنے برسات تین مہنے کھنڈ ایک پنے گرمی پھول بھی اپنی اپنی رت
 میں بت ہوتی ہیں خصوصاً چنبلی نہایت نازک خوشبودار کیور اور جنگل
 جنگل بھولتا ہے بان بھی اقسام کے پیدا ہوتے ہیں دھان کے کھیت اکثر
 خوراک دہان کے لوگوں کی خشکا مچھلی لیکن بیشتر میرات کو پکاتے ہیں
 صبح کو کھاتے ہیں سوا سے اوسکے خطہ و کتابت تیار کے پتن میر فواد

قلعہ کو شخص میں کپڑا لکھتے ہیں کاغذ سیاہی کا استعمال بہت کم اور وہاں کے ایک
 کالون میں سیر کے لئے بہت مہرے ہیں اس لیے وہ بجز اکالون کہلاتا ہے کپڑا
 جی ایس ملک کا بڑا نہیں ہوتا اور چلن اکثر کوریون کا دکھن طرف دریائے شور
 کے کنارے شہر پر سمو تم کو رہے تھانہ ملک تھہ کاراجا اندر میں نے
 وہیں بنیاد کیا کچھ اوپر چار ہزار برس سے گزربے قریب اسکے ایک اور دیہہ
 اوکو آفتاب منسوب کرتے ہیں بارہ برس کا حاصل اس ملک کا اس میں لگا ہے
 دیواروں کی اچان دیرھ سو ماہتہ اور چوران نہیں مانتہ اکثر جہان دیدہ اور
 دیکھ کر مقام حیرت میں آتے ہیں بلکہ نقش دیوار بن جاتے ہیں تیر ماراج
 بھی وہاں سے نہایت قریب مرداؤں نواح کے رند یون کا ساناؤ کرتے ہیں
 اور گنا بھی دیسا ہی پینتے ہیں لیکن عورتیں نقطہ ستر عورت پر گفتگو کرتی ہیں
 پوشش ہمیشہ تونلی وہاں راج ہے ساتھ اسکے لطف یہ ہے کہ ایک
 ہندی اٹھوڑے میں کئی کئی خضم کرتی ہے اور محبت کی وقت حرکات مرد
 اور مرد اسکے بالکل باہر کا کاروبار بھی اسی سے تعلق رکھتا ہے اور اندر کا مرد
 کو اس صوبے کا ایک سو میں کوں اور عرض سو کوں سرکار میں جلیس کر دیتے
 پندرہ اور محال اسکے تعلق کے دو سو میں رہتی جالیس کر دیتا لیس لاکھ پندرہ
 مسوہ مبارک ملتا اور ملک باد

بعض نامور چوڑے ہستہ ہوتا ہے کہ اگلے زمانے میں اس شہر کو دھارمکر کہتے
 تھے دھارم کے نام اسکے ایوگیو گرواجی سلطان محمد فخر الدین جوہان دہلی کے
 بادشاہ نے تمام دکن چین لیانام اسکا دولت آباد رکھا اور قلعے کو دھارم

بنایا بعد سلطان موصوف تمام دکن کی سکے سلطانین کے قبضہ سے نکل گیا
 جب تین سو برس گزرے شاہجہان نے قلعہ مذکور پر پھر قبضہ کیا اور عالم کریم
 صوبہ بطور کی صوبہ داری عنایت کی شانزادے نے قریب اس کے ایک شہر
 سا کر اوزنگ آباد نام رکھا رنگ ٹھنگا اسکی آبادی کا دیکھ کر انکی خستہ حالت
 کشادگی سے اسکی دل بہت یک لحظہ کھل جائیں ہوا اسکی باد بہاری کی طرح
 خوش آئند عمارت دیکھنی ہر ایک صاحب طبع کی پسند پائی میں دیکھنے کے شوق سے
 کا اثر یہ فصل اس مقام میں ہاتھ بڑھتا رہتا رہتا شروع ہوا سے سبند کے آثار
 مینہ برساکرتا ہے اور باغ و جنگل میں بھل بھی ہر ایک قسم کا کثرت خوش ذائقہ
 و خوش رنگ لگا کرتا ہے ساتھ اس کے نلے کی فراوانی اناج کی ازرائی ہو کر
 خوش قماش قسم قسم کا جو ہر گران بجا چوکھا ہر وقت موجود ہوا ہے اس کے ساتھ
 ہر ملک کے اور زادات ہر خبریے کے جو وقت چاہو لو باشندے بھنجان
 کے خوش لباس و خوش معاش اہل دولت و صاحب ثروت بیشتر اور خوب
 بھی حسن و ادا میں بے مانند کیسے طول صوبے کا دیرھہ سو کوں کا اور عرض
 اٹھ سو کار میں متعلق ان سے اسی محال آدنی اکا دن کر دیر با سٹھ لاکھ آسمانی

صوبہ بہار

ایک ملک دکن کی پیرت دو پہاڑوں میں ایک کا نام ہند اکا دل نزل
 و سیل گدھہ اسی پر میں اور دوسرے کا سبجا ہور و رام گدھہ اس کے اور
 دیکھنی بد نہیں الحرات میں اسکی زراعت کی بہتایت اور جنگوں میں
 کی کثرت پر ملک مذکور میں چودہری کو دس کھہ قانون گو کو دس

مقدم کو ٹیل پٹاری کو کل کرنی کہتے ہیں سارا ایک قلعہ ہے نہایت
 مستحکم سنگین بلند نشیہ پر اسکے تین طرف کو دو دیواروں نے احاطہ کیا ہے
 مفتوح ہونا اسکا نہایت اشکال اور لیتا اسکا بدو ان اہل قلعہ کی سازش اور محال
 گھر لا سطح زمین پر پتھر کا ایک گدھہ ہے بلندی میں فلک فرسا اور ستوار
 میں پہاڑا اندر اسکے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے قریب اسکے جا کر سنت و
 زاری کرتے ہیں اور دعائیں مانگ مانگے رگڑتے ہیں چار کوس ہا قلعے ایک
 کو اسے جس جاندار کی ہڈی اس میں گرتی ہے سنگھ بن جاتی ہے اور سیل گدھہ کے پاس
 جو ایک شہہ ہے اس میں تو کوئی چیز گرے سنگھ ہی ہے پیرا گدھہ میں ہر
 کی کھان اور کپڑا بھی وہاں کا مصو حیرت افزا می جہاں آئندہ ورنہ نرمل میں
 کان فولاد اور ظروف سنگین ہا نکلے نادر و نگر سیل بھی وہاں کا نہایت خوب
 سوائے اسکے کرک نا تھہ مرغ الیا کہ حبلی ہڈی تک سیاہ اور اسی صوبے
 کے متعلقات سے لاشن کیا ایک بڑی پرستش گاہ ہے گدھہ اسکا
 کوس بھر کے طول عرض میں چار طرف اسکے اونچے اونچے پہاڑ اور نذر وہاں
 بیشمار یانی اسکا کھاری لیکن با یہ صابون شور کے کا اوسے حاصل ہوتا ہے لکھ
 آئینے کا بھی اگر چہ اس صوبے میں دریا بہت ہیں لیکن گوتھی کو سب پر ترجیح
 جیسے گنگا کو مہا دیو سے علاقہ ہے اسکو گوتھی منی سے عجیب و غریب نقلین کا شہر
 اسکی بھی لکھ گئے ہیں اور آج تک پرستش کرتے ہیں نکاس اسکا کوہ سنجھا سے
 اور جوش مانترنگا کے قریب بعد اسکے یہ ہندی احمد نگر میں ہو برار میں آئی
 اور وہاں سے سرکار تلنگا نا کی طرف جا لکی جب بشتری سرج اسد میں آئی ہے

دور دور سے سیکڑوں ہندو وہاں آتے ہیں اور ثواب کا بکریٹہاٹے میں پہنچا دیا
اکثر ملکوں میں مشہور ہے تابی و تہتی کو بھی صدق دل سے ماننے میں آمد پتہ گاہ
جانتے ہیں لیکن پورا دیولگانوں کے متصل جاری ہے پر ایک سلا اسکا بار
بالا تریابی سے اور دوسرا نزدیک گائون نیکور کے القصد لول اس موئے کا عین
سے پیرا گدھ ہلاکت سو کوس اور عرض بدر سے ہندیا ملک ایک سو تہتی
رواسکے پیرا گدھ غریب روکھار ابا و شمال کی طرف ہندیا جنوب کی طرف تلنگانا
سرکارین دس شتلق آئے دو سو محال مدنی ساتھ کر ڈیہتر لاکھ ستر سزا و آدم

۹ صوبہ خاندلیس

دار الخلافت اسکا برہان پور تہتی کے کنارے عرض طول میں بہت بڑا آباد
اسکی حد سے زیادہ ہاشندی وہاں کے ہمیشہ صاحب سبزا و اطرافت میں
اکثر سو بھانت بھانت کے جھان تھان پھول قسم قسم کے اپنی اپنی رت میں
دراواں اجناس قیمتی ہر ملک کی بازار میں پیشیا مردان اگر کی دکانوں میں جبر
تدھارنا بار گریو نمین آندھیوں کی شدت اور برسات میں کچر کی بہتایت
جوار کی اکثر اور دھان کی اکثر لیکن چاول مانکانہایت اعلیٰ اور خوش ذائقہ پالو
کی فراوانی اور ترکاروں کی ازرا فی بیشتر متی ہے کیرا مونا مہیں اقسام کا بہم
پہنچتا ہے لیکن لاپچہ سر نشیا سرن وہاں کانہایت خوب ہوتا ہے آگے
ملک غریب خان حاکم کے نام پر تھا حبش حج ابو الفضل نے آسیر کا قلعہ لیا
موجودہ نیکور کیرا و شاہ نے اپنے دوست کے مرنے کو جبکا دانیاں نام تھا دیا اور
نام ہسکا دان دیا پس کھار میڈار اسکے اکثر پھیل کوئی گور چاٹا کس دیو

ایک گائون ہے اسکے قریب تبتی اور لوریا باہم تلے میں منہ دیا ہوا مقام کی
پر تن کر کے ہیں اور چکر تیرتھ اسکو کہتے ہیں قصہ مختصر دریا اس صوبے میں
بہترے میں لیکن اعلیٰ زمین تابی اور وہ گوندوانے و برابر کے پیچ سے نکلی اور لوریا
بھی وہیں سے لیکر کرتی اور تبتی نے چوپرے کے متصل اتصال پایا ہوا مقام
بھی ہنود سعید جاکر دوردور سے پوجا کو آتے ہیں اور اپنے گمان میں بہرہ کامل
اٹھائے ہیں قصہ کوتاہ طول صوبے کا نور گادون سے کہ منڈیا کے متصل ہے تا
مناگ کے اندر آباد سے قریب پچھتر کوس اور عرض جامودھہ سے کہ قریب رار
سے پال تک اور وہ مالوے سے نزدیک ہے پچاس کوس شرق کی طرف اسکے
برابر عرب کی طرف کوہ جنوبی جنوب شرق پالنا شمال و مالو اسر کارین اسکی باج
اور شعلو ایسے ایک سو بارہ محال آدنی چار کر درجہ ہیں لاکھ میں ہزار ام

صوبہ مالو

دارالسلطنت کا اچھین راجہ وہاں کا سرکرما جس کے قیاس سے باہر اسلٹ
انگو تحریک کر گئے ہیں بلکہ دفتر کے دفتر بھر گئے ہیں واقعی اس صوبہ کا راجہ ہندو
میں پھر نہیں ہوا اور محتاجوں کا کام کسی نے اس غم میں سے نہیں کیا اس کے
ہند میں آج ملک لکھتے ہیں ساتھ اسکے شہر ہند کور کی بھی وسعت میں بہت سا
سبا لکھ لیا ہے بلکہ کتابوں میں لکھا ہے دریاے سندھ اس کے تلے سمجھا رہا ہے
عجیب یہ کہ کچھ کچھ ایک آدمی دودھ کی بھی اس میں آجاتی ہے اور ایک خلق
خلیان ہندیان بہر لاتی ہے کہتے ہیں کہ یہ اچھا بار مالو گون نے دیکھا اور بھی
عل کیا چند جبری ایک قدیم شہر ہے بہت بڑا نیٹ دلکش بود و باش اس میں

اقوام کی اباؤ تین سو چوراسی سترائیں تین سو ساٹھ اور سجدین بارہ ہزار کوٹ
 ایک تیس ہے یہاں سے کنارے ایک آدھ لائسن بھی کہ جو کھو دریا سے مذکور میں
 نظر آ جاتا ہے اور تاشائیون کو گرداب حیرت میں غوطے کھلانا ہے سوا ہے
 قصبہ مسطور میں ایک تنجانہ اتنا بڑا ہے اگر نقارہ آدین بچے تو بار آواز کوئی نہ
 سنند و ایک بڑا شہر ہے بارہ کوس کے عرصے میں چند مدت حاکم نشین بھی تھا
 قلعہ میں اس کے ایک مینار بہت شہری نے بطیر ساتھ اس کے تعمیرت قداسی
 نہایت کھان دو لہ نہیر اور فرار سلاطین خلیج کے بھی اکثر لیکن جیسے کہ سلاطین
 محمود ابن سلطان ہوشنگ کے گنبد سے گریو میں پانی ٹسکا کرتا ہے نلداں اس کے
 مدتوں سے گراست سمجھتے ہیں پر دانا اس کی حقیقت حال کو ادنیٰ تا مل میں پاجا
 میں کہتے ہیں کہ اس یار میں پارسین تھیں بھی کھو کھو لکل آیا ہے لوہا بنا دیا غیر جو
 اس سے لگے سونا میں بن جاتا ہے وہاں ایک تیس ہے اگلے زمانے میں راجہ ہج
 کی تخت گاہ تھا بلکہ اور بھی راجاؤں کے وقت میں وہی چند گاہ دار الحکومت بنا
 القصبہ زمین اس صوبے کی نسبت بعض زمینوں کے کچھ اونچی ہے اور سب کی
 سب قابل زراعت و نو فیصلین بخوبی ہوتی ہیں غلہ سب طرح کا بہتات ہے
 خصوصاً گندم خوش نشاد و میوہوں میں گنا آم خر لوزہ انکو لطف پہ ہے کہ
 حاصل پل زمین انکو دوا رہتا ہے اور پان بھی اچھے سے اچھا ہوتا ہے
 بارش چار مہینے تکاب ہوا اکثر اعتدال پر چنانچہ جابڑوں میں ردلی دار کیر
 کی حاجت اور گریو میں شورے کے پانی کی بہنیں ہوتی لیکن بہتات میں
 کبھی کبھی بالا پوش کی اجلیج پڑتی ہے چھوٹے بڑے دہان کے تین ہیں

تکاب لڑکون کو انیون دیتے ہیں اگرچہ دریا و صوبہ بنگلہ کو زمین بہت ہیں
لیکن بہترین دریا زربا شیراگالی سندھ و بیا کو دسی اور کنارسے بریک
دریا کے دود و زمین میں کوس تک سموار و صاف علاوہ اسکے انہی کھیل
بھی اقسام کے رنگین و خوشبو بلکہ سنبل و دخت سایہ دار بریک سوا و چنگار
میں بھی بہت ترالاب و سبز و دُڈ باد رخت سہا و سہا و سنے ہزار طوط
سوسے کا کوٹے کے تے سے پالتو آریے تک دو سو پتیا لیس کس اور
چنیری سے تا ندر بار و دوسو لیس کس جانب شرفی اسکے بازو غری گہر
وہ بہتر شالی نر در جنوبی لکھنا مالہ چین و آئیں و سازنگ پور و بجالڈ و پشاور
وغیرہ بارہ سرکارین متعلق التے تین سو نو محال آمدنی جفتیں کہ در نو لاکھ

۱۱ صوبہ دار لکھنؤ

اجیر قدیم شہر ہے نہایت خوش آب و ہوا بیٹل گڈہ سے لگا ہوا سوادا
ساحبان طبع کامرغوب اور آبادی اُس کی نہایت خوب درگاہ خلافت
خواجہ حسین الدین چشتی کی مستی کے اندر جہاں سے کے کنارے سے اور
اسکے اسی نواح میں سید حسین شہیدی بھی آسودہ عوام اسکو خٹک سوا لکھنؤ
القتلہ خواجہ محمود بیٹا خواجہ غیاث الدین چشتی کا اور قوم کا حسین سید تولد
اسکا پالتو سفیقین تجربی میں سبجتان کے بیچ لیکن جب پندرہ برس کا ہوا پور
یا لمقدار اسکا قضاے الہی سے سوا اٹھین دنوں ابراریم قندوری کی نظر پر
اسپر شری جذبہ طریقت نے فی النور سے کینچا دہ میں ستر سو ست کا وہ
دھونڈھنے لگان ہون میں جانکا و مان خواجہ عثمان چشتی کی صحبت سے

سبرہ کاملی و شہایا پھر عبادت و ریاضت غرضی ہو واجب ہیں جس کی عمر محدودی
 تب شیخ عبد القادر گیلانی سے کچھ نایاب حاصل کیا جبکہ سلطان شہاب الدین
 غوری ہندوستان کو فتح کر کے دہلی میں آیا تب یہ بزرگ گوشہ نشینی کے قصد
 اجیرین قشریہ لایا ایک عالم اسکی پیروی سے منزل مقصود کو پہنچا زندگانی
 اسی دنیا میں ستائیس برس کی آخر جب کی آپسی کو ہفتے کے دن میں چھ روز
 ہجیر میں وفات پائی مزار اسکا آج تک خلق کی زیارت گاہ ہے جتے بادشاہ
 کراہیں بزرگ کی وفات کے بعد ہند میں ہوئے اوسکے درگاہ میں نذرین خرچ
 کئے خصوصاً جلال الدین محمد اکبر زیادہ تر اعتاد رکھتا تھا بار بار پیادہ یا اسب
 میں اگر زیارت سے اسکے اور سید حسین خٹک سوا کی مستفید ہو الین سید
 مدوح بلاشبہ شیعہ مذہب تھا اور خواجہ موصوف کا بھی اعلیٰ یہی طریقہ ہو گیا
 بعضی ربا عیات سے اسکی محبت جناب امیر علیہ السلام کی تراویح کرتی ہے
 اعلم عند الداجیر سے تین کوس پرے پھلکے پھٹن اسٹالاب آج ترک
 کسی فیہنیں پایا تہ کو اسکے پاؤں کی کانہیں لگا منوہ کا قدیم تیرتھ ہے بلکہ
 سارے پیرتختوں کا گرد عقیدہ انکا بہ ہے کہ انسان اگر سارے پیرتختوں میں
 پھرے اور دسے زمین کے سندر دن کی پوجا کرے جب تک اس میں نہا
 ثواب کچھ نہا و گیا چلیتور مشہور قلعہ ہے اسی صوبے کے تعلقات سے
 اور کو گندھ کہ تابع اسکا ہے وہاں جب کی کھان اور حین پور میں تانہی کی
 لیکن یہ مقام علاقہ مانڈل سے رکھتا ہے سابق زمانہ کے تعزیت میں تھا اگر
 نہ ایک ست لڑکر اسے لیا قصہ اسکا مشہور و معروف ہے اور زمانہ سابق

یہاں کے رینو کو راول کہتے تھے اسباب کے تھے یہ مانا کہتے ہیں قوم انکی کہتے
 لیکن اپنے گرد کو اولاد نو شہیدان عادل کی جانتے ہیں اور میں وہ ہے
 کہ انکے داوانے اپنی بود و باش موضع سیوہ میں کی تھی سیوہ وہ کہلاتے
 ہیں یہاں اس کے ایک برہمن جو انکا غنہوار ہوا تھا اس جہت سے اسے تین
 برہمن بھی تھے تھے میں اور ان کے خاندان کا یہ دستور ہے کہ رانا صاحب ہند کو
 پر بھیجے تھے آدمی کے لہو سے اپنے ماتھے پر کھینچے تھے یہ سنا تھا کہ لون
 نہایت مشہور ہے اور شیشہ کھانے میں بھی دی آتا ہے شہر کے نزدیک چار گز
 کنجا کوں بھر چوڑا ایک شہر ہے پانی اسکا نیٹ کھاری لیکن تاشہر اسکی رہ
 جہاں میں کھود کر پانی سے اسے پھر دیا اور زمین نے جذب کیا تمام قطعہ اسکا
 نک آلود ہوتا ہے جہاں کھود کر اسکو کنارے پر ڈال دیا اور پانی بھر کا لون
 صاف اس میں سے نکل آتا ہے ہر سال کئی لاکھ روپی کا لون وہاں کے عوام کی
 ہیں اور حصول سرکار والا میں داخل کرتے ہیں اور غرض تمام زمین صوبہ بنگور کی ریلی
 پانی دوڑا کر کھودے تو نکلے لونے جتنے کا انداز بارش پر اسی سربعت
 ربعی قبلت ہوتی ہے اور فصل خریف میں باجرہ جو اسی طرح کثرت سالوں
 اٹھواں حصہ غلے کا دیوان کو دیتے ہیں مال گزاری کا رواج کم ہے چارے میں
 دہان جاڑا قریب عتدال اور گرمی میں گرمی کمال اکثر مقام میں جنوب کی
 طرف کوہ سارا و شیشہ زمین شوار گدار یا راسیکہ کچھ واسے اور انکو
 انکے اور بھی راجپوت سلاطین سے چندان دہتہ نہیں لشکر بادشاہی ایک بار
 وہاں جا نہیں سکتا علاوہ انکے کو سون پانی نہیں ملتا طول صوبے کا شہر

سے بیکانیر و جلیبر تک ایک سو اسی چھ کوں عرض نہایت سرکار احقر
یا نسواں سے تک بیچھ سو کوں پورے فٹ کے اکبر آباد کچھ طرف دیا پورے
مٹان اکثر طرف قصبہ ملی و کہن طرف گجرات اور سرکارین اسکی اجرت
جو دھپونا گور و غیرہ سات متعلق آئے ایک سو تیس مال آمدنی پچیس کروڑ روپے
ساتھ بزار دام

۱۲ صوبہ گجرات

کتب تاریخ سے خصوصاً وہ تاریخ جو سلطان بھادراؤ ملی گجرات کی تصنیف
اور سی ہیہ ظاہر ہوتا ہے کہ شہرین اور چند بے جا پانیر بھی تھکاہ تھے سلطان
احمد بن سلطان محمد بن سلطان مظفر شاہ سن اٹھ سو بارہ ہجری میں تخت سلطنت
پر بیٹھا اور دہاسے سائرسٹی کے کنارے ایک قلعہ مشین بنا کیا بلکہ عمارت
نئی بنی وضع کی سنگین و زرگین بنا کر ایک شہر نہایت وسعت کے ساتھ آباد
کیا نام اسکا احمد آباد رکھا اور دہاسلطن اسے قرار دیا سواے اس کے
بتیس بنیں اور چھ بیٹے اپنی حکومت کے ایام آبادی کے انتظام میں ہوئے
صرف کیے ایک شہر عظیم بس گیا لیکن شہر نہ کوہن دیوارین تو گھر و کشتی
اور چوڑے کی پرچھت کی جاگہ کھیر میں ان بعضے دور اندیش نوین تہجد
چوڑی چوڑی قائم کر کے دیوارین کاواک بناتے ہیں اور اس میں مخفی راہ رکھتے
ہیں کہ وقت ضرورت دہاسے نکل جائیں اور بعضے مالدار تمام عمارت چوڑے
کچ کی بنا کر اس طرح کے بنخانے میں بناتے ہیں کہ مہینہ کا پانی نہ تھرا سہیں
اور بہار سے کیونکہ تمام سال اسکی کوچتے میں باشندے دہاسے اسکو ناک

کہتے ہیں اور قماش و خاتمہ سواے ان کے اور بھی کارگیر دہانے کے لیے لقمہ قند
 اور صند و فی نہایت خوش طبع و خوش قطع و سہولت بناؤ ہیں اپنی خبر صندی
 کی طرز میں کھاتے ہیں اور کچھ ذریعہ بقوت و خوار و محمل زربانی حیرے ٹکے دہانے
 عدیم المثل ہیں ان کارگیر دن چھٹ کسی ناب طاقت جو اس قماش کا ایک صلیب بن سکے
 مگر حیرت ناچار ہو کر اپنا سر دھن سکے سواے اسکے تقلید بھی اپنے ختم ہے کیونکہ روم و
 ایران میں جو لیرا کہ اعلیٰ ہے یہ اسکے مقابل میں بیستے ہیں ہر سو فرق نہیں پتا دور
 اسکو بطریق تحفہ لپچاتے ہیں اور صاحب امت سے انعام پاتے ہیں تو اور بھی دہان
 دم تخم میں مغربی تواریس سے مقابلہ کرتی ہے کسری کی آبداری سے بجلی بھی رتی
 اور تیر و کمان بھی زمانہ سابق میں دہان قابل تعریف بنتا ہو گا چنانچہ صاحب خلا مصنف
 آئیں کیری دو نو صرف میں لکن ایک مدت سے کمان لاہور کی اس دیا میں ہوئے
 اور اسے اتر کر فرید آباد دیکھوے کی مگر وہاں عراق دروم وغیرہ سے لاتے
 ہیں اسکی نواح میں پیدا نہیں ہوتا اور جو ان کی بھی خرید و فروخت بیشہ بہشتی ہے
 غرض شہر مذکور نہایت خوش آب و ہوا اور جاس و شمع کے بہم بھی ہیں بہت
 باہر بھی اسکے حق میں سو ساٹھ سو کے خاص خاص وضع پر آباد ہوئے کہ ہر ایک کو برا
 کہتے ہیں شہر دت کے فروایت ہر ایک میں مہیا لشکر دن کے اسباب تیار جا بجا
 چوڑی پڑے تو عالمگیر کے وقت تک آباد تھے سواے عمارت و باغات ہر چیز
 سنگین و دو تیار کی زمین تھیں کتبے بھی اسکے ایسے نادار و خوش خط کہ اکل و دیکھ کر اس
 درود بھیجے اور کندہ کار کے حق میں آفرین کہے ایش کے گناہوں سوال آباد ہے شہر
 بخاری و میں آلودہ میں اکثر اس بزرگ کی کرامت و لاییت کے قائل و بہتیرے

اسکے مرید معتقد آباد سے بن کوس سب وہ ایک سے نہایت کشتا افزا
 دیان بھی دونوں میں لیکن قطب العالم شاہ بدر عالم بخاری کے باب کی قبر پر
 بھر کا ایک کیراٹھنے کوئی اسکوتھاک لونی چوب کے فی ہر دیاں لڑا ہے عجیب
 و غریب حکایات اس سے منسوب کرنے میں متین ایک پرائی لسنی ہے اسکے نا
 میں نہانے کے سلاطین کی تنگناہ تھی قلعے بھی اس میں دو ہیں ایک سنگین اور ایک فشتی
 لیکن نہایت مستحکم اور گامے بل اسکے نواح میں نہایت خوب ہوتے ہیں نہایت
 ایک قلعہ ہے یہاں کے ایک بلند ٹیکرے پر چڑھائی اور اسکی اڑائی کوس کے
 دروازے بھی کئی لیکن یہاں پٹ سب سے ایک طرف سے ساتھ گرا
 قریب ایک کوکٹ کرختون سے پاتا ہے رفت پر اٹھاتے ہیں پر پوسے ہر کو چہ
 عدت دار حکومت رہا ہے بندر سمورت نامی ایک شہر ہے بعضے بناور اسکے
 تابع میں دریائے پتی اسکے قریب ہے ہتھوا ساسات کوس پر جا کر دریائے سمورت
 کا سب سے آسپاس فاسم کے کثرت خصوصاً انسان پٹ میل خوشبو خوشی اور پیدا
 ہونا ہے اور بچوں بھی رنگت گائے کے بہت سے بچوتے ہیں ساتھ اسکے چلیں
 بھی کئی طرح کا برتنہ خوشبو کھینچتا ہے اور ایل فارس میں سے ایک قوم نے اگر
 دیان بود و باسن اختیار کی ہے رات کے لٹا ہوا آتش برستی کا گرم کھنی سے سمورت
 دندار کے بیچ ایک کومہاں خوب آباد ہے جگہ ناما اسکوتھاکے میں واقع ہے
 سمور آب ہوا اسکی نہایت خوب ہے کئی دیان بہتر سے ہوتے ہیں لیکن
 انکو سب سے لڑا رتج آم ہر ایک لٹائی سے اور سات قلعے نامی اسے شعلین
 انہیں میں سے ساراد مرید بھی لیکن شہرت ان کی زیادہ ہے اور مہندار دیان کی

راکھو شہر و محل ایک بڑا محکم قلعہ ہے سربہ اسکے نیچے سے گزر کر سندھ
 جا ملی ہے کتنے بناؤں اسکے بھی تابع ہیں اقسام کا کثیر اداں بنایا ہے لیکن
 وہاں کا مشہور سوداگر شہر لیجائے ہیں اور فائدہ اٹھاتے ہیں مسر کار سیر
 ایک جدا لاک تھا حاکم وہاں کا پچاس ہزار سوار لاکھ پیادے کا ایک پرچہ تھا
 کے فرمان روا کا فرمان بردار تھا لیکن خانخانان اکبر شاہی اس کے لاک پر
 قرار واقعی قبضہ کر لیا طوالت کا بند رکھو کہ سے بند را امر لاک سوار سواروں
 دھار سے بندر تو لاک بہتر کوں آب دہو اسکی مزاج سے موافق بھین بھول کی
 بھی اپنے اپنے موسم میں بہت سیست انگور فروز سے سے تا کین اور فالیز میں محمود
 لیکن اس ملک کے فوج سے ہیں اور یہ ایک ہیں انہیں جدا سے بگاڑتوں کی ذرا دانی
 اور گجانی ساتھ اس کے پہاڑوں کی باجم بچہ کی سکین ان کے نہایت باغون محفوظ
 ہیں فوجیں اٹھی وہاں جا نہیں سکتیں جو قبضہ قرار واقعی کریں جو مان گدہ
 ایک سنگین قلعہ سے نہایت متین جھانٹ منات میں دلیاد و امر انہیں
 سلطان محمود گجرات کے بادشاہ نے بہت سے لڑائیوں لڑ کر زور اسے لیا اور
 پاس اسکے ایک اور قلعہ بنا لیا کہ رمال ایک قلعہ ہے پہاڑ پر بنو کا براست میں
 بہت سے چٹے ہیں قریب اسکے اکثر دریاے ساور دریاے شوریہ سے ہیں اور
 مقام میں پھلپان ایسی نازک پوتی ہیں اگر انکیم دھوپ میں رکھتے تو تھیل
 بائیں طرف میں اسکے اونٹ گھوڑا نہایت قوی و چالاک ہوتا ہی سو میٹھا
 غلام تھانہ ہے نہایت شہر شور دیا اسے شین کوں تابع اسکے یاخ سوار
 قریب اس کے شکیلی ہندو اسکو بڑا تیرتھ جانتے ہیں شہر سے کہ یاخ ہزار

اُس سے آگے پانچ چھ کر درآوی جاو و گردن کے قوم سے سرستی اور
 کے درمیان نہیں خوشی آسین لپٹ لپٹ کر گرے اور دُوب دُوب کرے
 سرمناس سے آدھ کوں سا نگہا ایک مکان ہے سرکشی کے پانوں میں
 دکن ایک عیاد کے ہاتھ کا تیرنگا اور سرستی کے کنارے پیل کے درخت
 یکٹھ یا ہی ہوا بنا برائے آسکان کو عید جاتے ہیں اور ہنخت کو پیل
 کہتے ہیں قصبہ مول میں ایک معبد ہے مہادیو سے منسوب یہاں
 سے پہلے رزمیں ایک پرندہ کبوتر سے چھوٹا پر چوڑی اسکی سوئی رنگت
 سفید اُس دھیرے کی چپٹ پر آجیتا ہے اور اکدم کلون کر کے یہاں تک
 لڑتا ہے کہ جی سے گزرتا ہے اسدن شہر دن کے لوگ دہان جمع ہو زمین
 اور طرح طرح کے بچہ کرتے ہیں بچہ سیاسی و سفیدی سے اُسکی اندازہ ہاشر کا
 یعنی سیاسی سے اغول ہاشر و سفیدی سے خشکی متصل آدھے دو اکلے
 بگت بھی اُسکو کہتے ہیں یہاں معبد ہے جب سرکشی متحر سے باہر نکلا وہیں اگر
 آئے باسالیاس لیے اسکو بھی پریش گاہ جانتے ہیں نزدیک اسکی گا بھی
 ایک قصبہ ہے امیر دن کا مسکن دے مندوں کے طریقے سے خارج ہیں
 پرزن و مرد حسین ہوتے ہیں جب تیا حاکم دہان آتا ہے اُس سے قول
 ہیں کہ عورت سے بدکاری کا سوا قذکرے تپ دو ہاشر اختیار کرتے ہیں
 وطن چھوڑتے ہیں نزدیک اسکے ایک میں ہے کول میں نو کی کوں پر
 سے پہلے سمندر آتا ہے اور پانی میں وہ تمام دُوب جاتی ہے یہاں پر
 ہوتی ہے پانی گھسنے لگتا ہے آخر میں نکل آتی ہے اور لون بہت

لیچھہ ایک جدی ولایت ہے عرض طول اسکا اڑھائی سو کوں کا سندھ
 اوکے کچھ طرف زمین بالائی بیشتر تیلی اونٹ وہاں کثرت سے پیدا ہوتی ہیں
 اور کبر لوں کی بھی افراطی سواے اسکے تازی گھوڑے وہاں کے مشہور و معروف
 وجہ اسکی یہ ہے کہ کسی مانے میں ایک سو اگر کتنے عربی گھوڑے دریا کی راہ سے
 لیے جاتا تھا اتفاقاً اسکا جہاز ٹوٹ گیا کی گھوڑے ایک شخص پر بڑھتے ہوئے کنار
 پر آگے اور اہل ملک میں پہنچے آج تک انکی نسل اس نواح میں باقی ہے لقصہ
 ہوا اس صوبے کی اعتدال پر رہتی ہے جو ارباب سے کی پیدائش بیشتر خاناچہ
 دار خلائی کی خویش کا اشی پر ہے اور زراعت ربیع کتر گیہوں ملک بیشتر غلے
 مالوے اہمیر سے اور چانوں کھن سے آتے ہیں اور جنگوں میں یہاں کے درخت
 کثرت سے ہیں کہ لذت شکار سے لوگ اکثر محروم رہتے ہیں آم کی بھی یہ افراط
 کہ چین سے تالوودہ سو کوں کا عرصہ ہے ایک لخت آدمی کا دخت نظر آتے ہیں
 اسکے آم بھر تر بیٹھے اور خوش فیقہ بلکہ کیریاں بھی حلاوت سے خالی نہیں انکو دریا
 بھی علی بن القیاس عجیب یہ ہے کہ خرلوزہ گرمی اور چارے میں بافراط
 آتا ہے اور بھول بھی ہررت کا اس کثرت سے ہوتا ہے کہ نازار گلزار میں جاتا
 اگر چہ رندی اور بھی اس نواح میں ہیں لیکن جیتونکا اسقدر دیر ہے کہ سر سال
 سیکڑوں بکڑ لاتے ہیں اور میدانگنی انکو سکھلاتے ہیں بیل بھی وہاں کے خوش
 طاہر قوی فریہ گران قیمت چنانچہ ایک جوڑی اگر پانے روپے سے کچھ زیادہ
 کو آئے تو بستی ہے اور چالاک بھی ایسے ہوتے ہیں کہ تمام دن میں پچاس کوں
 نطے کرے مطلق نہ تھکے دریا چھوٹے بڑے اس صوبے میں بہت ہیں لیکن

سائستہستی یا پیکر مندی نرید اس سستی ہرن طول اسکا ہرمان پور سے دو تار کا
 تین سو کو کس پر منج پور سے تانید و من دو سو ساٹھ کو س شرق روا کے خانہ
 غرب رود واکشمال رود جالور وراید جنوب بندر و من او کو کھنکھات احمد آباد
 دوت بھرنج پردہ پانچا نہر کردی سو پتھہ سرودی اسلام نگر نو سرکارین تان
 اسکے ایک سو اٹھاسی محالی تیر و سدر آمدنی اٹھاون کروڑ تیس لاکھ نو تیر لاکھ
 ۱۲۔ صوبہ کھٹھہ

اگلے زمانے میں برہمن آباد ایک بڑا شہر بنائی تمگاد تھا قلعہ میں اسکے حور
 برج تھے کھوڑے ٹھورے تنارت سے چانچہ ایک اسکے برجون اور پور
 کا کچھ نشان باقی ہے بعد اسکے دلور باسے تخت ہوا بال فعل کھٹھہ و الرطوت
 ہے دیل بھی اسیا کہتے ہیں فی الواقع ایک برکھان و عظیم الشان ہے دنیا کی
 چیزیں آسمین مٹی میں خصوصاً سوتی ہوا سے اسکے اکثر تبار کی اجناس پرستور
 اس ملک کا یہ ہے کہ تیریداری سے احمد زراعت کامر کارین داخل کرتے اور
 و آپ لیوے لیکن کن نکات میں سے محصول بہت ہاتھ لگتا ہے اور
 چھ کو س شہر سے سیر و زرد پتھر کی کھان ہے جس نے ازلی سنگ پتھر چاقوں
 ترشوائیں اور عمارت میں گوائیں لیکن مدار کا بیشتر کشتیوں پر چانچہ دی انواع
 اقسام کی چھوٹی بڑی جالیں بنار کے قریب دیاندریا میں تیار ہوتی ہیں اگر
 اسکے نواح میں شہر اقسام کا ہاتھ لگتا ہے لیکن گور و خر و خوش و کوتاہ پادہ و خوش
 محرائی دیا ہی کا شہر اکثریت اور خاک و خاکے لوگوں کی اکثر دی خشکا پھلی ملک
 نہ بڑا اسی پر ہے جو ان تاکے بھان کو سکھاتیل میں اٹل کشتیوں میں

اکثر شاہد و اطراف میں لیجائی میں اور لوگ انکو مول لیکر کھاتے ہیں پھر تیل کو دسے
 ناموں کے کام میں لگاتے ہیں اور پلوہ ایک مچھلی بہت لذیذ ہوتی ہے
 خاص اسی ملک میں وہ بھی پیٹ فرسے دار و باطلوت ساتھ اسکے چار مہینے
 تک بگڑتی نہیں اور باخون میں رنگت سے لگے پھول کی بہنایت اقسام کے
 میوؤں کی کثرت خصوصاً آم بہت خوش مزہ ہوتا ہے لطف یہ ہے کہ خرلوہ سے
 کی ریزدیاں جھگڑوں میں خود رو پیدا ہوتی ہیں دیکھنے کے لائق بلکہ کھانے کے
 قابل اُنہیں بھی ٹھیکے کی مشہور میں کہ لوگوں کے کھینچے منتر کے زور سے ترش
 لیجاتے ہیں اور انکو ماؤں کے دلوں میں داغ دیکھائی میں کھانا تو ان کے حضور
 کسیکو کھانا لازم نہیں کیونکہ اسوقت آنگا تیر نظر حبیر چلے آسے ماری رکھے
 سوائے اس کے کچھو کچھو ایسی حالت اُن پر تاری ہوتی ہے کہ اسوقت جبکو وہ
 میں ہوش میں وہ نہیں رہتا پھر کئی دانے انار کے مانند اسکے پاس سے اس کے ہاتھ
 لگتے ہیں کسی حکمت سے ایک لمحہ انکو اپنے نڈلیوں کے اندر کچھ چھوڑتی ہے
 تھلک وہ بچاؤ بہوش پر اترتا ہی زبان آگ پر انکو کچھ دیتی ہے جب سے کھل کر
 طباق کی صورت پکرتے ہیں تب اپنی بھینسوں میں حصے کر کے کھا جاتی ہے
 وہاں اسکا کام تمام ہو جاتا ہے اتفاقاً اگر وہ بد ذات پکڑی جائے تو لازم ہے
 کہ اسکی نڈلیوں کو چیر ڈالیں فوراً دسے دلنے نکل پڑینگے چاہئے کہ جسکے حکر کو
 صد یہ پہنچا ہے اسے کھلا دیویں خدا کی قدرت سے وہ شفا پائیگا اور کلیجا اسکا
 بچ جائیگا اور یہ پشت چرخ کو بھی منتر کے زور سے الیسا رام کرتی ہے کہ اسپر
 سوار ہو کر دُور دور تک جاتی ہے بلکہ بعض ملکوں کی خبر لاتی ہے اور جو کوئی عامل

چاہے کہ اس کو اس طرح سے باز رکھے تو اس کی کٹیباں غی اور کہوں میں ہوں بھر
 چاہیں دن تک ہلکار کھائے نہ کھائے ساتھ اس کے پھٹت بھی
 اس کے بلبلان عمل کے لئے پڑتے تب وہ اپنا منہ بھول جاگی اور اس طرح سے
 باز آئیگی لیکن بیشتر اس پیشی کی زبان ہوتی میں اور مرد کم صاحب مد لکھتا
 کہ میں مجسم خود ایک لڑکے کا لکھا ایک دامن کو لکھتا دیکھا ہے ہر جگہ عقل
 میں نہیں آتا کہ جن بشر میں اس طرح کی عورت یا مرد ہو کہ جگر کسی کے سینے سے بدو
 ایک کے نکال لیا ہے اور کوئی نہ دیکھے لیکن خدا کی قدرت سمورے آسمانی منعت
 سے کچھ دور نہیں بعض انسان کو یہ بھی قوت دی ہو اگر چاہے مرد کے لئے اور
 کیا تو یہ لازم نہیں کہ وہ حقیقت میں بھی ہو وہ اس کی نظر میں ہو تحقیق نے اسی
 تاثیر دی ہو کہ جس لڑکے کی طرف نگاہ بد سے دیکھے اسکے جگر کو حد مد عظیم ہو منہ پانی
 اس کو اسے ایسا یاد ہو کہ جن میں اس طرح کا اثر ہو مجازاً اگر اس عورت کو لکھا لکھا یا
 کھا جانا کہ تو سفایقہ نہیں ہوا اسکے دامن میں اور ایک منہ ایسا جانتی میں اگر
 کوئی چکی کا پاٹ آنکے گلے میں ڈال کر ڈبو دے تو نہیں ڈوبیں اور آگ میں جلا دیں
 تو نہیں جلتیں منہ کلاج ایک مکان ہے ٹھہرے سے ستر کو س درگاہ سے منسوب اثر
 اور چھم میں دریا سے شور کے نزدیک لیکن پانی کی نمایاں اور راہ کی خرابی مرتبہ
 ہے ملا وہ اسکے بھیلوں کی رہنی کا خوف اس لئے ہر کوئی وہاں جا نہیں سکتا
 مگر بعض اہت خصوصاً سنیا ہی بھوک پیاس کو گوارہ کر کے دھان جاتی میں اور
 پریش کرتے ہیں غرض آتے جاتے پندرہ دن سے کم نہیں لگتے سر کا سر سناں
 تابع اس موہ کو دریا سے سندھ کے کنارے نزدیک اسکے ایک تالاب ہے

طول آسکاد و دن کی راہ کتنے باہی گیر اسپر ایک سطح خاک کی بنا کر ساکن ہوئی ہیں
 ہر روز چھلینا مارتے ہیں اور اپنی اوقات گزارتے ہیں اور اس صوبے میں ملتان
 و اوج کی حد سے ٹھٹھے و کچ مکران تلک شمال و بلند بلند پتھر کے پہاڑ ہیں اکثر چو
 ٹے اور بعض پٹھانوں نے اپنی بود و باش و زمین مقرر کی ہے اور اوج سے تاجرا
 جنوب رخ ریل کے پہاڑ ہتھون کی گروہ نے استفاست اپنی وہاں ٹھہرائی لیکن
 انکے ٹھیسوں کی سکونت جلمین ہوا و راجپوتوں کی اکثر قوتوں نے بھکر سے نصیر پور و امر
 تلک سکونت کی ہوئی انکے سودہ و چارچہ بلکہ ہتیرے اشخاص وہاں اگر کشت
 ہوئی و ریالو بھی اس صوبے میں کئی ہیں لیکن بڑا دریا سندھ چنانچہ اکثر سودا گریٹان اور
 بھکر سے سباب و احیاس وریا کی راہ سے کشتیوں ٹھٹھے میں لیجاتے ہیں یہاں
 اگر جمیع سافر ملکہ برے برے لشکر ٹھٹھے کی طرف غیر از راہ دریا نہیں جاتی لیاقت
 کم ہوا ہو گا کشتی کی راہ سے لوگ دھرو جا میں اور پانی کی نایابی و راہ کی دشواری
 رینج نہ اٹھائیں طول صوبے کا بھکر سے کچ مکران تلک الھائی سو کوں عرض قصبہ
 سے ماہندر لاہری سو کوں شرق و واسکے گجرات احمد آباد و غرب رخ کچ مکران شمال
 رو بھکر جنوب رخ دریاے شورہ کارین اسکی ٹھٹھے سیوستان نصیر پور و امر کوٹ چار
 متعلق انکے ستاد و محال اور پانچ بناد و آمدنی سو کوں دریا چال کھہ شتر برادر دام

۱۲ صوبہ ملتان

قدیم شہر ہے ہر صنف کے اشخاص اس میں آباد و اشیا بھی ہر ملک و ہر قسم کی بیشتر
 موجود خرید و فروخت کا بازار دام گرم رہتا ہے عراقی گھوڑے قندھار کی راہ سے
 سودا کر لاتے ہیں اور وہاں بیچ جاتے ہیں جاؤں کی ہوا معتدل گرمی کے سما

میں گری بہت برسات کم زبان و لکڑی تہذیب کی لاہوری لکھن سندھی
 علی بن ابی طالب شہیدان اور قالین بھی گلزار و بان کی شہر میں سوائے اسکے سلیقہ
 تقلید کا اور زیادہ کے کارگردان کو خوش ہے چنانچہ بند کی چھٹیوں کی نقل ایسی بات
 ہیں کہ اہل کرب کو کھانے میں قلعہ و ہانکا نشینی اور فرار محمد و مہار الدین ذکر کیا گئی
 دین میں سنا ہی کہ شیخ مذکور پیر شیخ قطب بن محمد بن کمال الدین قریشی کا بیٹا
 جبری میں کوٹ کر ڈیڑھ کے بیچ پیدا ہوا اور خود سال تھا کہ باپ کا اس جہان
 اچھ گیا لیکن شیخ کی طبیعت از بسکہ اچھی تھی تحصیل علم میں اکثر مشغول رہا آخر
 کے زمانہ کو یوہی پچھر سافرت اختیار کی بعد ایران و توران کو سیاحت کرتا رہا
 آیا اب شیخ شہ باب بن سہروردی کا مرید ہوا چند روز میں پایہ خلافت کو پہنچا
 چنانچہ شیخ عراقی و ہر سینی شیخ موصوف ہی سے فیضیاب ہوئی پھر ان کی
 نے بغداد سے ملتان میں اگر استقامت کی وہاں بھی بہتوں نے ان سے
 ایک مرتبہ پایا اور فیض اٹھایا کہتے ہیں کہ شیخ فرید شاہ کینج سی شیخ مدوح کو
 راجہ و اتحاد تھا دونوں ایک معاشرت کی آخر وہ صفر کی ساتویں کو اس جہ
 میں چھ بھری میں کسی پیر مردنورانی نے ایک خط مہری لاکر اسکے فرزند
 صدر الدین کی ہاتھ میں دیا اور اسے گہر میں جا کر شیخ مرحوم کو گزانا پر ہٹے
 اسنے جان بحق تسلیم کی و نہیں اسکے گھر سے غل اٹھا کہ دوست دوست سے
 سوائے اسکے اور بھی حکایات عجیب و غریب اس بزرگ کی زبان زد خدائی
 بعد اسکے شیخ صدر الدین اسکا قائم مقام ہوا اکثر اشخاص اسکے بھی دلیرہ بیعت
 آئے بلکہ بعض تو صاحب حال و مال ہوئے زمان سن سہل سو نو بھری میں آئے

بھی اسی فانی سے رخت مبتی ہا ہا پھر شیخ رکن الدین نے بھی طریقہ انبیاء
 و ادا کا مدت حیات میں بخوبی جاری رکھا آخر کار منزل بقا کا رستہ لیا اور شہر ہند کو
 میں مدفون ہوا سو اسی اسکے بہت سے نزرگون کے فرار پر انوار اس شہر میں زیارت گاہ
 خلافت میں اور شہر ہند کو سے چار کوس کے فاصلے پر سید زین العابدین کی دو گاہ سلطان
 سروریشا اسی بزرگ کا ہے وہاں بھی گریں میں چار طرف سے لوگ زیارت کو آتے
 کئی روز بچھڑھار رہتی ہے اور چالیس کوس دہانے پر سے مغرب دریا کے کنارے
 ایک بھارت کے دہانی میں بلوچوں کا شہر سلطان سرورہ میں مدفون ہے کہتے
 ہیں کہ سید مرحوم ابتدا سے شبائے عبادت و ریاضت میں رہا تصفیہ باطنی اور
 حاصل ہوا اتفاقاً ایک واردات ایسی درپیش ہوئی کہ اس کے ایک قوم سے
 لڑکر اپنی بھائی سمیت شہید ہوا پھر اسکی بیٹی نے اس کے غم میں مرنے کی جگہ ایک لشکر کا
 نورد سال اسکا رانا کہ شہر چھوڑا اسنے بھی والدین کا ساتھ دیا اور بیک وقت
 دفن ہوئے لوگ دہانے کے دفن کو فرار شہید کہتے ہیں اتفاقات عجیب سے ایک
 قندیار سلطان کو رہا تھا اجروقت اس بزرگ کے فرار کے نزدیک پہنچا اسنے
 اونکو پکڑ لیا اور ٹوٹ گیا وہ بیچارہ گھبرا گیا کہ بوجھ کس پر لاوے آخر فرار شہر سے
 جا کر منت ثانی فی القود خدا کے حکم سے پڑا اسکا دست ہو گیا تا جبر سے اوپر
 نذر چڑھا فی اور اونٹ کو لا کر وہاں سے اسی موایدہ قمرہ طراف واکنا رفت
 پھیلے اور کثرتوں نے سنا پھر تو فرار اسکا ایک غلو کی زیارت گاہ ہو گیا علاوہ
 اسکے ایک اندھا دوسرا کورہی تیسرا نامرد انھوں نے دہانے کے مجاور ہی
 کی تھی اس واسطے کہ اچھے ہو جائیں جیانیچہ قدرت الہی سے تینوں شخص شہر سے

ہوئے اس بات سے اور بھی خلق کا اعتقاد بڑا الغرض ہر طرف سے ایک خلق
 وہاں زیارت کو آتی ہے اور نذرین چڑھاتی ہے خصوصاً جاڑوں کے نکلنے دو
 در سے لوگ آتے ہیں یہاں تک کہ ملتان سے اس کے قریب تک چالیس کسوں کا
 فاصلہ ہے کوئی رستا آدمیوں کی بھڑ سے خالی نہیں ہوتا ہر جگہ جنگل میں لکڑی
 دکھائی دیتا ہے اور قصہ اوج میں فرشیخ جلال ابن سید محمود بن مستور
 بخاری کی ہر محذوم جہانیاں اس کو گوہرین سب سے سلیبی میں شب برات کو وہ
 شہولہ ہوا چند کہ جانشین مراد ہے باپ کا ہی لیکن شیخ کن الدین ابوالفتح شہروردی
 سے بھی بہت سافائدہ اُٹھنے پایا ہے بعد اس کے دہلی میں اگر شیخ فخر الدین
 دہلی سے بڑے فیض اُٹھایا آخر چہار شعبے کو اتنا فائدہ قربان بھی اسی دن بھی آقا
 پائی لنگ اور جاپیہ فقیر اسکے خاندان کے مرید ہیں اور

شہر میں کہ ا جو وہن

بھی اس کو کہتے ہیں دیپال پورلی وہ سرکار ہے ملتان کے پورب طرف
 وہاں شیخ فرید شکر گنج ابن شیخ جلال الدین سلیمان فرخ شاہ کابل کی اولاد
 ان کا قبیلہ گھنوال ملتان کے نزدیک ابتدا سے جوانی میں طالب علمی کرنے
 ملتان میں وارد ہوا اتنا فائدہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے ملا اور فیض اُسکی
 سے بڑے اُٹھایا آخر میں سہرا دہان کے دلی میں اگر کنڈرادت اپنے گلے میں ڈالی
 ولایت ابدی حاصل کی اور بعض کہتے ہیں کہ بوجہ کہم خواجہ ملتان سے نکلے
 وستان کو جا کر علم تحصیل کیا بعد اسکے دلی میں اگر اسکی خدمت میں نہ نوا
 ریاضتیں خست خدمت عبادتیں شاق شاق بجالایا اور جو ہر نفسانی سے بخت

ہاتھ اٹکھایا چند روز کے بعد خواجہ سے رخصت ہو کر بالسی میں آیا اور سکونت اختیار
 کی جو کہ خواجہ قطب الدین نے وقت حلت فرمایا تھا کہ خرقہ و عصا وغیرہ جو کچھ کہ مخدوم
 پیر سے پہونچا ہے اسکو شیخ فرید کے حوالے کیجیو یہ سنکر وہاں سے پھر دلی میں آیا
 اور اس امانت کو لیکر شہر مذکور سے چل نکلا جب پٹن میں پہونچا تو وطن ہوا وہاں
 بھی ایک عالم اوس فیض کو پہونچا مشہور ہے کہ اسکی نگاہ کی تاثیر سے خاک کے تودے
 کے تودے شکر ہو گئے تھے اسی سبب سے لقب اسکا شکر گنج ہوا اذان پانچون مجرم
 ہفتے کے دن چھ سو ستر سٹھ سہری میں پٹن کے ہج ملک عدم کارا ہی ہوا قصہ گونا
 سرکار پپال پور میں دو قوم دگر و گور جو سواے انکے اور بھی قومیں کہ فرد و ہرنی
 انکی شہرت رکھتی ہے ساکن میں جب برسات آتی ہے شتعلج و بیاہ دونو دریاؤں
 کی فرسخ پھیلتے ہیں سرکار مذکور کے محالوں کی زمین پر اکثر اوقات ایک سطح آب
 ہو جاتی ہے غرض ہر سال بان طوفان آتا ہے اور طوفان نوح کو یاد دلانا ہے
 پھر جو وقت دریا وہٹ جاتا ہے رطوبت و طراوت کے باعث ایسا گنجان جنگل
 ہو جاتا ہے کہ پیادہ بھی راہ نہیں چل سکتا سوار کا تو کیا مقدور اسی سبب اور دینار
 کو لکھی جنگل کہتے ہیں اور قند کو راوسی کی پناہ کے سبب اور اس باعث کہ دیر
 کئی ٹکرے ہو کر انکی ساکن میں بہتا ہے ہرنی و وزدی مذھڑک کرتے ہیں اور
 حکام بادشاہی سے انکی تمینیہ قرار واقعی ہو نہیں سکتی جاڑا اوس دینار میں مہیانہ
 گرمی لشدت خریف میں زراعت ہوار کی ربیع میں گہیوں کی بخوبی ہوتی
 ہے اور ملتان کے کچھ طرف پانچ کوس کے تفاوت سے دریائے جناب
 پر بلوچون کا ملک ہے اوس میں انکو دوسرا ایک تودہ دانی کہ تہیز اسرار

اور کچاس ہزار پیادہ اپنے ساتھ رکھتا ہے دوسرا ہوت کہ تیس ہزار سوار اور کچاس
 پیادے کا سردار تھا دونوں آپس میں محبت کے سبب اپنے سرحد پر اگر اکثر
 لڑا جھگڑا کرتے تھے لیکن بادشاہ کے جادو اطاعت سے قدم باہر نہیں دہرتے
 چنانچہ پیش کش معمولی حد تک حضور علیؑ میں پہنچاتے تھے اور اپنے اپنے ملک
 تصرف بادشاہی سے بچاتے وکیل بھی ہر ایک کی طرف سے صوبہ بھتان کے
 حضور حاضر رہتا تھا کہ احکام بادشاہ کے اور صوبہ دار کے بخوبی کجا اور سے متاثر
 و سہل کاری کا شیوہ اختیار کرے غرض لایت بلوچوں کی نسبت آباد اور رعیت
 و دونوں فصلوں کی اوسمیں باخراط ہوتی تھی حاصل بھی علیٰ ہذا القیاس سوا اس کے
 چور و اور زہر لون کا دباں گدڑ نہیں کہتے ہیں کہ ملتان کا ملک سلطان علاؤ الدین
 ثانی کی سلطنت میں پہلی کے علاقہ سے نکل گیا تھا اور سپہ قوم لنگاہ متصرف ہوئی
 تھی پھر سلطان حسین لنگاہ حاکم ملتان نے اپنی سے حکومت میں جب سہرا
 وغیرہ بلوچوں کو لگاک کے لئے کج کران بلوایا کر ڈر کوٹ سے دھنکوٹ تک
 انکی جاگیر میں دیا بلکہ اکبر کے عہد سلطنت میں بھی راجہ توڑل مل لیوان بادشاہی
 نے اوس دلایت کو بلوچوں میں پرستعین رکھا اور خراسان و ہندوستان کے
 مابین ایک کجرا پرستعین کیا سوا اس کے انکی حدوں میں ایک دیوار استحکام بنا کی
 جنوب رخ ملتان کے پچھلے ایک قلعہ نہایت تین اور نہایت سنگین ہے
 کتب تواریخ سابق میں نام و سکا منصورہ لکھتے ہیں طرفہ اتفاق سے کہ دیا
 سندھ چھپڑ و پنجاب سے ملکر قریب اوسکے پہنچا پھر دو ٹکڑے ہو کر
 بقدر ایک حصے کے قلعہ مذکور کے اتر طرف گیا اور بقدر دو حصے دکھن طرف

غرض محکم اور مضبوطی اور سکی اطراف میں شہر بڑی بر چند فوج کثیر ہو پراد سے
 زینت کے گرمی کی اوس میں افرات اور بارش کی قلت سیوہ بھی اقسام کا
 پاکیزہ و لطیف ہوتا ہے لیکن ایک جنگل بن دو ق بھکرو سیومی کے بائیں
 ہے گریون میں تین مہینے تک بادِ سموم وہاں چلتی ہے جب یہ باد سندھ میں
 کے بعد دھن کی طرف سے شمال کے جانب آتا ہی دیہات اور دھڑ کے خراب
 ہو جاتے ہیں بنیادیں کے چھپر کے گھروں میں یا شندے وہاں کے اوقات
 گزارنے میں رواج کی عمارتوں کا کم ہے طول صوبہ کا فیروز پور سے سیوستان
 تک چار سو کوس و عرض خطہ پور سے جلہیر تک ایک سو پچیس کوس اور جو ٹھٹھ
 کو اوس میں ملائیں تو طول کی کج مکران تک چھ سو سات کوس کا ٹھٹھ ہے شرق
 ملا ہو اس کا سر ہند سے غرب رو اوس کے کج مکران شمال کی طرف پشتو جنوب کی
 سمت صوبہ اجیرستان و دیپال پور و پھکر تین سرکارین تابع اُنکے چھپا کو
 میال آمدنی چار کروڑ چھیالیس لاکھ پچیس ہزار دام

۱۵ صوبہ لاہور

قدیم شہر ہے راوی کے کنارے کہتے ہیں کہ راجا راجندر کے بیٹے بلو نے
 اوسے آباد کیا اور بعض تاریخوں میں نام اس کا لاہور و لہا و لکھہ گئے ہیں جبکہ اس
 کی گردش سے بعد گزرنے کتنے دوروں کے آبادی اوس کی ویران ہوئی اور
 ٹھوڑے سے نشان کہیں کہیں رہ گئے تھے دار الحکومت اس ولایت کا سیالکوٹ
 ٹھٹھ بعد اسکے جبوقت سلطان محمود غزنوی نے ہندوستان کو فتح کیا
 ایاز کہ اوس کا منظر تھا اس شہر کے آباد کرنے پر توجہ ہوا یہاں تک کہ ایک

قلعہ بنا کر نئے شہر آباد کیا پھر سلطان محمود کے فرزند ون مین سے
 خسرو شاہ و خسرو ملک دونوں باپ بیٹوں نے تازہ اسیر لایت کو فتح کر کے
 لاہور کو دار السلطنت کیا غرض اربعین برس تک دار الحکومت سلطان محمد
 اولاد کا رہا بعد اُنکی کسی ہند کے بادشاہ نے اس شہر میں استقامت نہ کی سبب
 اسکے بیرونی پہر ہو گیا آخر ایک مدت کے بعد تاتا خان سلطان بہلول کو ایک
 امیر نے دارالامارۃ اسکو مقرر کیا اوسکے بعد بابر بادشاہ کے بیٹے کامران مرزائی
 وہاں بود بائش کی بھرتی آبادی اسکی زیادہ بڑھ گئی بعد اوسکی اکبر نے اپنے
 عہد سلطنت میں اسکی آبادی پر توجہ فرمائی اور ایک شہر نہاہ خشتی اسکے گرد بنائی
 بلکہ ایک دو تھانہ بھی تعمیر کیا وہ اسکی رونق کا موجب یادہ تر ہو پھر نور محمد جلال
 نے بڑی بڑی عمارتیں بنا کر ایک مدت نزول احوال فرمایا اور رونق کو اسکی
 زیادہ بڑھایا چنانچہ دس عمارتیں عالمگیر کے وقت تک بھی موجود تھیں سو اسے
 اسکے کچھ کچھ عمارتیں جو میان شہزادون نے بھی شہر مذکور میں بنیادیں بلکہ
 امرائے والا نشان نے بھی خصوصاً عمارت ابوالحسن آصف خان بن اعظم والد
 کی نہایت زینت بخش ہوئی اور شاہجہان کی بھی بادشاہت میں آبادی
 اسکی دن بدن بڑھائی جب عالمگیر کا وقت آیا تب دریائے راوی البیاض چڑھا
 کہ شہر کے اکثر باغات و عمارت کو صدمہ عظیم پہونچا تب بادشاہ نے جو تھے
 سن جلو سی مین ارشاد کیا کہ ایک باندہ مستحکم بنائیں کہ عمارت کو بار دگر سہارا
 کا صدمہ نہ پہونچی فرمان بردارون نے بھی دیسا ہی باندہ مضبوط کو سن ہرے کے
 طول کا باندہ اور اکثر جاگہ سیرھیان کی دریا میں بنا کر کنارے کو خوش بنوا

کرو یا بلکہ عمارتیں مکی مکی اور جو یلیان اچھی اچھی لب دریا بنا کر شہر کو بھی صفحہ
 تصویر بنا دیا غرض چوتھے سال کی شروع سے چالیس برس تک بہر حال
 مرست و تعمیر اسکی سرکار والا سے ہوتی رہی اور مبلغ کثیر خرچ ہوا کیسے بچہ تو یہ
 خجستہ بنیا و ایک دست آباد ہوا لوگوں کی کثرت اور نہر مندوں کی بہت ساری
 کم کسی شہر میں ہوئی ہوگی مفلسی و تنگدستی کے دروازے ایک لحظہ مفقود
 ہفت کشور بلکہ اشیائے بجز و برافراط موجود خرید و فروخت لیل و نہار لین دین
 کا ہمیشہ گرم بازار اگرچہ کوچہ و بازار مسجد سے خالی نہ تھا لیکن دریا کے کنارے
 مقابلہ و لتخانہ عالمگیر کے ایک مسجد سنگین عالیشان ایسی تعمیر ہوئی جسکی بنا پر
 پانچ لاکھ روپہ صرف ہوئے سوائے اسکے شہر کے بچوں بیچ و زیر خان عرف حکیم
 عالم الدین شاہ اچھانی نے ایک جامع مسجد ایسی خوش قطع بنا کی کہ شہر کی رونق و وحید
 ہو گئی فرار بھی اکثر نزرگوں کے شہر میں بہن خصوصاً پیر علی جوہری کہ جامعیت
 و ولایت تھا وہ بھی وہیں آسودہ ہے لیکن آنا اوس بزرگ کا غرین سی لاہور
 میں سلطان محمود کے ساتھ ہوا بلکہ سلطان محمود کا عقیدہ یہ ہے کہ محمود بدکو
 کی فتح اوسکی پین قدم سے ہوئی اور قبر جہانگیر بادشاہ کا دریا کے راوی کے اوس
 یاد شاہ دری کے متصل واقع ہے لگا ہوا اوسی مقبرہ آصف خان ابوالحسن جہانگیری
 کا اگرچہ حواشی شہر میں باغ اکثر فضائیں لیکن باغ شالاکار کہ شاہ جہان نے
 نقل باغ کشمیر کی بنایا ہے اوسکی سیر اکثر خاطر سجتہ کو سگفتگی اور دار شہر مردہ
 تازگی ہوتی ہے جبکہ احوال دار السلطنت کا قدوسے نگھنے میں آیا لازم ہوا کہ قصہ
 کچھ قصبات کا بھی تحریر کیجئے حال کردہ ہر ایک قصہ قدیم و آسے میں ہے

شاہ ناصر الدین دہلوی مدفون ہوا اور فرار اور سکا زیارت گاہ غلامی ٹھہرا خصوصاً
 کریمین اکثر اشخاص وہاں زیارت کو جاتے ہیں اور زیادہ تر تدرین اوسکی قبر پر
 چڑھاتے ہیں کہتے ہیں کہ شیخ مرحوم اپنے وقت میں صاحبِ لایت و خلافت
 ریاضت تھا اور فرشتہ شیخ عبداللہ سلطان پوری کا بھی اسی کی نواح میں ہے
 کمالات و حالات اس کے مشہور و معروف خطابت کا سلیم شاہ کی سلطنت
 میں شیخ الاسلام تھا پھر مالون والبر کے عہد میں مخدوم الملک ٹھہرا اور اسی
 میں بکوارہ بھی آیا۔ چنانچہ قصبہ ہے سر قیاد بافتہ ڈورینہ پختولیم جو نہ
 سفید چیرہ چکا سنہری آنچل دار وہاں کا ہنہا میں مشہور ہے لیکن جھینٹ
 سلطان پوری میں خوب بھتی ہے بلکہ یاد لہجی دہن کا نہات چمک
 ساتھ ہوتا ہے اور دایہ ہیلٹ پور ہستی ایک پرگزہ ہے
 وہاں کے گھوڑے عاتی کی مانند ہوتے ہیں چنانچہ قصبہ لہجی دہن میں پندرہ
 پندرہ ہزار سپے کو کہتے ہیں اور بھتی بہت پور کے شعلات سے جاک
 گودھر گوب ایک منام ہے اوس میں ایک باغ نہات پرفضا اور ایک
 مالاب پٹ نوشما سیکر قابل اور دید کے لائق ہے چنانچہ بیساکھی گردن
 وہاں ہزاروں آدمی جمع ہوتے ہیں اور اس گودھن کوں پر رام شتر کھتہ
 ایک نئی پرستش گاہ ہے ہنود وہاں بھی پرستش کا نتیجہ ثواب عظیم جانتے ہیں
 کئی کوں وہاں سے پٹال ایک قصبہ دلکشا اور معروف خوش آب و ہوا ہے
 اوس شہر کا راستہ رام دیو بھتی ہے کہ پور بھل کا زمیندار اور اپنی قوم کا سردار
 تھا مشہور ہے کہ سابق اسکی ایک مرتبہ پنجاب میں اسطرح کا طوفان آیا کہ

سے چناب تک تمام زمین سطح آب ہو گئی لہذا غارتیں دھم گئیں اور زمین
 خراب ہو گئی بلکہ ہزاروں دی حیات بھی ڈوب کر ہلاک ہوئے چنانچہ بعض
 کے جانیکے بعد بھی ایک تیس یہ سرزمین میں ان پڑی رہی بعد ایک عمر کے بعض
 جاگھ آباد ہوئی لیکن سفل بلخی و کانچی از بسکہ ہر سال پنجاب پر دوا کرتے تھے اس
 سے یہ ولایت مدتوں خراب ہی زراعت اس میں بہت کم ہوتی تھی حاصل بھی
 چند ان نہ تھا سلطان بہلول لدی کا وقت آیات تانا راخان صوبہ دار لاہور کا
 ہوا اور اس نے رام دیو ہتھی نے تمام پنجاب کو نو لاکھ ٹکے پر اجازت لیا
 اتفاقاً ایسی واردات پیش ہوئی کہ اسے مذکور سلطان ہوا اور یہ سی او سکی
 آمد کا باعث ٹھہرا بعد اسکے آٹھ سو شہر تخری اور پندرہ سو بریکر جاتی میں خان
 لی اجازت سے پٹانے کو کہ محض ایک جنگل تھا آباد کیا وہ شہر تسمیہ اسکی یہ ہے
 کہ شہر کی بنیاد کے وقت بدشگونی ہوئی تھی یہ سب اسکے جاگھ بدلی قریب ہی
 اسکی ایک شہر پر بنا اسکی بھر ڈالی اور پٹالا پنچالی زبان میں مسادے کو کہتے ہیں
 سو اسطے قصہ مذکور کا یہی نام رکھا پھر ہر سب سے جنگل کو اگر گاؤں بسا لی کھیت
 و واسے آخر ایک پر گنہ مقرر ہو گیا چنانچہ تحصیل اسکی اور رنگ میں کے قوت
 بن کو گنج فاروں سے بھی کچھ افراد تھے القصہ قصہ مذکور استدا میں چند ان آباد تھا
 مشہور خان خوجہ اکبر کے وقت جو وہاں کا گروا ہوا اس نے ایک مکان جاگھ میں
 رتا لالاب لطیف و باغ وسیع وہاں بنا کر رونق اسکی د و چند کردی پھر دن
 ان آبادی بڑھتی گئی یہاں تک کہ ایک شہر معقول ہوا بعد اسکی شیخ الشیخ
 وری نے ایک عمارت بنٹ الوکھی اور پھلوا ری بہت خاصی بنائی اور

آبادی کو اور ترقی دی اور پھر تازہ بخشی پھر اور ایک زیرک کے وقت وزیر خا
 عروت مرزا محمد خان چناب میں ہوا اور سنی عالم گیر کے بارہویں سن جلوسی میں تمام
 دوکانیں بازار کی پختہ کر دیں اور بانس کے راسے اور سجان سکہ دونوں قانون کو ان
 نے بلکہ ان کی بیٹوں نے بھی کتنے مکانات پر فضا بنائے سو اسے ان کے ایک
 کاروان سسر اور پرہ بھی بنا کیا بعد اسکے قاضی عبدالحی نے عاتین سنگھ کو
 بنائیں ساتھ اسکے ایک بازار کاروان سسر بھی نہایت وسیع اور ایک مسجد جامع
 بہتر بنوئی بلکہ ایک باغ بھی بہت بڑا دلکش بنوایا پھر تو شہر کی رونق
 چو گئی ہو گئی اور آبادی حد سے زیادہ بڑھی بعد اُنکی لگا دہر ہر انداز کے بیٹے نے
 ایک پکا کنواں شہر کے بازار میں کھدایا ساتھ اسکے ایک باغ سحر بادی ہوا
 شہر میں لاہور کے ہستے پر بنایا غرض دونوں مقاموں کو آب و بخشی اور
 دہانے باشندوں کو بلکہ مسافر دن کو راحت دی از بسکہ دونوں کا پانی
 اب گنگا سے سادی ہے یہ سب اس کے ان کے پانی کا ناؤ گنگا دھر مشہور ہوا
 اگرچہ اطراف شہر میں باغ و بہار و گلزار پر بہار میں لیکن اس شہر کا قانون گوئی
 ایک باغ شلالا مار کے مشابہ نہایت مطبوع و دلچسپ بنایا اور اسکے تین دروازے
 رکھے اور ہر گادرچہ شمشیر خان کے تالاب پر شہر سے القصبہ اور اسکے کوئی
 غم نہیں جیسے نہیں کہوتی اور اسکی دید سے طبعیت کی کسی بھی چیز نہیں
 سو اسے عمارت و باغات کے اندر شہر کے اور باہر اسکی اطراف میں
 بہت سے مردان خدا اسودہ میں اور خنیں میں سے شہاب الدین بخاری
 شاہ اسماعیل و شاہ نعمت اللہ و شیخ الہ و امین کٹر ایک اسے عاتین

اہل کال صاحب حال تھا اور وہاں سے وہ کوس پر موضع ہمسالی اوس میں مار
شاہ بد الدین کا ہے سلسلہ اوس عزیز کا پیر و سنگر کو پہنچتا ہے چار کوڑی سال
سے دیپال قال اوس میں درگاہ شاہ شمس الدین دریائی کی ہے اوس میں
کی کچی کراٹ و خرق عادات زبان زد خلائق ہیں چنانچہ اوس کی حیات کی
ایک سرگزشت یہ ہے کہ ایک بندہ دیپالی نام ہزار سخی الاعتقاد تھا جب
کنگا کے نہان کا موسم آیا اور بندہ نکسے گردہ کے گردہ جانے لگے دیپالی نے بھی
اوس بزرگ سے خصت مانگی اُن نے فرمایا کہ جب دس مہوداؤں سے مجھے یاد دلاؤ
چنانچہ جب وہ دن آیا دیپالی نے عرض کی فرمایا کہ آنکھیں بند کر جو نہیں کیں اپنے
ستین کنگا کے کنارے پر دیکھا اور دکھائی بندوں سے ملاقات کر کے آنکھیں نہایا
نہایا اور بھون نے بھی اوسے دیکھا پھر جو نہیں آنکھیں کھولیں اپنے ستین
اوس ہادی کی مجلس میں پایا نہایت حیران ہوا جب کہ اوس کے بھائی بندہ
اپنے گھروں میں آئے اور اوسکو وطن میں دیکھا ہر ایک نے کہا کہ دیپالی ہمارا
شریک تھا چنانچہ باہم گنگا میں نہائے بھی تھے لیکن مراجعت کے وقت
ہم سے پیش قدمی کر کے یہ پہلے پہنچا ہم پہنچے آئے آخر الام حقیقت حال
واقف ہوئے اور ایک مدت دریا سے حیرت میں غرق رہے تا وہ تر اس سے
یہ ہے کہ اوس کے انتقال کے چند سال بعد بیڑیوں نے کلا نور کے حاکم کے حکم سے
سر کا درخت کہ اوس کی قبر کے نزدیک تھا اوسے کاٹ کر عمارت کے واسطے
لکڑے لکڑے کیا ایک ایک ایک آواز بیت ناک آئی اور زمین و ہاکی کا نیچے
لگی پھر اوس درخت کا تنہ خود بخود اٹھ کھڑا ہوا برہمنی اس سلسلے سے ذکر

بھاک لئے وہ تھکتے پھر سر سبز ہوا اس واردات کی اطراف میں شہرت کیا
 اور خلق کی رجوع زیادہ ہوئی غرض اتناک بھی اوسکی درگاہ چھوٹے بڑوں کی
 زیارت گاہ ہے ہر جہرات کو وہاں بکیر منوتی ہے خصوصاً نو خدئی جماعت
 کو تو زن و مرد و بکثرت و عور و در سے بھی آتے ہیں اور نذریں قسم قسم کی چڑھا کر
 بین بلکہ اپنے سلطان پند زین مانتے ہیں اور برادرین پاتے ہیں پر اچھا بھلا زیادہ
 یہ ہے کہ اوس بزرگ کی درگاہ کے خادم مند و بین دیپالی کی اولاد سے ہر
 اہل اسلام نے چاہا کہ اوس جماعت کو وہاں سے دفع کریں اور اس خدمت کو
 چھین لیں پر گھمبشیں رفت نہوا چنانچہ عالمگیر کے وقت تک تو مجا و وہی
 تھے اب کی خدا جانتے قریب اوسکے وہاں پور ایک مکان ہے وہاں
 بابا لال ایک درویش ٹبر اسوحد صاحب کمال رہتا تھا باوجود اسکے سلیقہ
 فقر و کجی اوسکو خوب تھا چنانچہ وحدانیت و معرفت الہی اس خوبی سے بیان
 کرتا تھا کہ سامعین حنط و اذراؤ تھاتے تھے اور اوسکے کلام کے سنتے کو اکثر اوقات
 آتے تھے اور نظم مہدی بھی اوسکی اس شہوں کی بہت ہے بلکہ اکثر اشخاص اوس
 درویشی کے طور سے پڑھتے ہیں اور بہت سے خاص و عام عقائد اس سے
 کہتے ہیں کہ دارالاشکوہ کی اوس بزرگ سے بیشتر ملاقات تھی اور کلام و کلام زمانہ
 بھی باہم اکثر رہتے تھے چنانچہ چند بھان منشی شاہجہانی نے طرہ میں کو جواب
 و سوال کو جمع کر کے ایک کتاب عبارت فارسی میں نہایت مربوط لکھی ہے
 بارہ کوس پنا سے را دی کے کنارے بابا باناک کا مکان ہے عالمگیر
 کے وقت تک اوسکی اولاد وہیں رہی تھی غرض اسے وقت میں وہ بڑا

تیشی دھرمی تھا ہندوؤں کے اکثر فرقے اس کی کرامات کے قائل ہیں خصوصاً سکھ
 اور سکویت ماننے ہیں اور امتیون میں ایک فرقہ نانک سنگھتوں کا جو ہے اس کا سلسلہ
 اسی کو پہنچتا ہے بہت سے دوسرے اسکے جیسے وحدانیت و معرفت پہلی پڑتی
 ہے شہر میں چنانچہ اکثر اہل اوق و نوذوق شوق کی حالت میں پڑھتے ہیں اور
 آفسو ان کے ٹپک پڑنے میں قصہ کوتاہ پندرہ سو چھتیس ہر یکراحتی میں سلاطین جیسے
 آٹھ سو چورائو سے بحری میں تارنڈی کسچ یہ تیشی پیدا ہوا اور وہیں اپنے ناما کو
 گہر میں پلا لیا کہ اس کا بیٹا سے اس کو چپ تپ کا دھیان تھارام سے دن رات لو
 لگائے ہی رہتا چنانچہ انا فرقہ کے اوکشف و کرامت کے اسی سن میں اس سے
 ظاہر تھے اور اکثر اشخاص اسکے معتقد آخر بہت سے ملکوں کی سیر کر کے پٹالو میں
 آیا وہیں کد خدا ہوا اور قصہ کو کر کے ایک گاؤں میں دریا کنارے رہنا اختیار کیا
 از بسکہ شہرہ حق شناسی اور خدا پرستی کا اس کی ملک ملک پہنچا ایک عالم
 طاعت ممالک سے اگر اس کا مرید ہوا چنانچہ ایک گویا مردانہ نام اس کا بڑا مقرب
 تھا وہ اسکے اکثر دوسرے اس لطف سے گامالہ ایک عالم کیجھ جانا بلکہ اس کی
 کمال کا اعتقاد لانا ندان وہ تیشیوں دریاختون کا پیشوا اس کے شاہ افغان کے
 عہد سلطنت میں ستر برس سے کچھ اوپر ہو کر بکتیجھ باسی ہوا اگرچہ کچھ پیدا
 اس کا بیٹا سپوت تھا لیکن جوگ کی دولت جو اس کی قسمت میں نہ تھی اچھے
 نام تھری کو کہ اس کا خاص صاحب تھا اگر داکند خطاب دیکر مرنے وقت اپنا
 قائم مقام کر گیا وہ تیرہ برس اس کا جانشین ہا رب مرنے لگا لا اول تھا بنا اس کے
 اپنے داماد کو کہ اس کا امر و سز نام تھا خلد گناہی ہا رب مرنے لگا

فشرکاری رکھا اور ایک خلق کو گرویدہ کیا پھر سینچھہ کا رستہ لیا اگرچہ وہ
 اسکی تھی لیکن آخری وقت آسنے بھی اپنے دامدارم دس کو اپنی جاگہ پر
 بٹھلایا دسٹے سات برس تک زندگی کی اور وہی راہ چلی آخر عسٹہ کی بسنی
 تھی بعد اسکے گروا جی اور سکا بیٹا اسکے مقام پر بیٹھا آخر پچیس برس کے
 بعد اسکا بھی انتقال ہوا پھر گرو ہر گونڈا اسکا حلف خلیفہ ہوا اٹھائیس برس
 تک جیاد اور اسی چلن پر چلا اسکے بعد گرو دھراسے اسکا پوتا جانشین
 کیونکہ بیٹا اسکا اسکے آگے ہی مرچکا تھا قصہ کوتاہ وہ بھی اپنے گھر اسنے کہ
 مریدوں سے تقدون کو سترہ برس راہ بتا مارا اسکے پیچھے کرد ہر گش
 اور سکا بیٹا خود سال تھاتین ہر تک جوگ کی سندریٹھادہا لیکن
 بعد ایک چھوٹا بیٹا گرو دھر گونڈی کا تیغ نہاد نام پھر جانشین ہوا اور
 گیا و برس تک اپنے جید و آبا کے طریق کو بدستور اسنے جاری رکھا آخر
 بادشاہی امیر کی قید میں پچاسا قصہ کوتاہ سن لکھارا کاسی بحری میں کہ سلطان
 اسکے سترہ سن لگیری تھی جب الحکم بادشاہ کے جہان آباد میں آیا گیا لیکن
 خلاصہ الہند کی تصنیف کے وقت گرو دھر گونڈا اسے گرو تیغ نہاد ہی کا بیٹا
 باب کا جانشین تھا اور بائیس برس اسکی سیادہ نشینی کو گزرے تھے قصہ
 بابا نامک کے اکثر صاحب حال قال ہوتے ہیں اور انکی خاص عبادت یہ ہے کہ
 مرشدوں کے دو ہرے راگ میں لگائیں اور لوگوں کے دل کو لجا لین
 و دشمن کو ایک جاغین ہوا ہے اپنے ہادیوں کے کسی سے علاقہ نہ کرھیں
 جو مانک بنھیں کہ فرقہ اپنے مرشدوں سے اعتقاد رکھتا ہے ایسا کوئی اور

میں رکھتا ہو گا چنانچہ وارد صادر کی خدمت اپنے مرشد کے نام پر عبادت عظیم
 جانتے ہیں ہر چند کہ کیسا ہی اجنبی ہو بلکہ جو راور نہن تک جب بابا ناک کا نام
 اوسنے لیا پھر یہ اوسکو اپنا بھائی ہی سمجھیں گے اور موافق مقدور کے خدمت بھی کرے
 پالے سے دو کوس اچل نام ایک مکان ہے سیام کار تک مہادلو کے
 بیٹے سے منسوب و قدیم پرستش گاہ وہاں ایک بڑا گڑھا ہے آگ سے معمور لیکن آگ
 اسکی تاثیر آب سرد کی رکھتی ہے سو ہم ہمارے ہزار دن اتیت جوگی اور بڑے
 تپشی ریاضتی اگر وہاں اترتے ہیں سوائے اسکے اور بھی ہندو چھوٹے بڑے زن
 اطراف و اکناف سے آتے ہیں کثرت خلاق کو سون چہرہ دن تک رہتی ہے
 ایک جگہ کو فقط فقرای کی زیارت سے سرد ایک گروہ دوستوں شاؤن
 کی ملاقات سے سرد کرتے اشخاص قسم قسم کے لوگوں کا انبوه دیکھ کر خالق کی قدر
 کی ندرت کے حیران بہتیرے پیر و شون اور خوشیوں کے حسن و جمال پر نظارہ کنا
 بعضے وہاں دوست لوگوں کی ضیافتوں سے شاد و خرم سند بہتے مریض فقرا
 کی دوا دار سے سیوے ایک طرف دوسرے بازار لگا ہوا ستازن و مری کی کثرت
 سے جہان تہاں بھرا ہوا دکانوں میں انواع و اقسام کی جنس رنگ رنگ کی
 پھول طرح طرح کے سیوے بھانت بھانت کی ٹھہائی حبوت چامو مہا جوا
 تہر وید کرد ایک عالم نظر آئے نیا کسی دکان کی دیوار رنگ رنگ کی تصویر
 سے پی ہوئی کسی جاگہ کسی کی سورتوں کی ایک قطار لگی ہوئی لینے دینے والوں کا
 ار دھام خرید فروخت کی جا بجا دھوم دھام کسی مجلس میں قصہ جوالوں کی لکار
 کسی مجمع میں نقلیوں کی پکار کسی سمت دو چار گویے جینور سے لٹے گاتے ہیں

کہیں دس یا بیس فقیر تقایس ہی بجاتے ہیں کسی رستمی پرستین چار بھنگی زنگی بھنگی
 سے ہیں ایک ننگ میں بھیاؤں کشتی ہی لڑی ہیں ایسا کہیں ناچتے ہیں
 بھولیے کوئی بچہ کہیں ٹوٹے پتے ہیں ایک گت نی پتہ دکھا دین کسب بھیاں
 مٹیوں انورہ ادر کو چڑھیں ٹٹیاں انس پر پتہ غرض جی پیو ایک نیا
 تماشا اور قدم قدم پر ایک اچھے کار دلالت دن رہتا ہے کان پری اواز سنی
 نہیں جاتی خلق کو کھانے کے بھی سرت نہیں آتی اگر عالم علوی بھی وہاں آتا تو کس
 نظارے میں عجائب دہی کو بھول جا تا بالقصہ بیع مسکون کے سیاحوں نے اذخر
 کے مسافروں نے اسطرح کا سیدلا کسی سرزمین میں بھین دیکھا اگر پیالے کے ہاشم
 سیکڑوں کوں کی مسافت پر کسی ہی جمعیت د حکومت و دوات سے ہوں
 پرا دسکی بد کی خوشش از کو کیا معنی جو نہ تو ناظرین کو معلوم ہو راقم نے پیالے کا
 احوال اتنا طول و طویل جو لکھا دجہاہر کی محض خلاصہ الہند کی مطالقت تھی اور
 اس کے مولف نے جو ہر قدر بڑھایا بجا کیا یہ تمام مذکورہ سکا ہول تھا اور بچہ کو سن
 پیالے سے اسی دہائی میں اثر طوف کے پہاڑوں کے بیچ گدہ کا ٹکڑا ایک
 قلعہ ہے قصائد ستائش اس کی شہرت رکھتی ہے اور بچہ اس کے ٹکڑے کوٹ ایک
 قدیم معبد ہے ٹھکر این دیوانی بھوانی برس میں دو مرتبے دیوان بھی ظالمین کا
 ہجوم ہوتا ہے لوگ ایک برس کی راہ سے بھی پوچھا کو آتے ہیں اور اپنی زبان
 پاتے ہیں بعضے اپنی حاجت روانی کے لئے زبان کاٹ ڈالتے ہیں کسی
 تو کئی مساحت کے بعد جون کی تون ہو جاتی ہے اور کسی کی دامن دن کی بعد
 عجیب اس اسی یہ ہے کہ بعض اشخاص اپنے سر تن سے جدا کر دیتے ہیں اور

رفیق اور نئے اٹھا کر دھڑ پر دھڑ دیتے ہیں رام کی دیا سے بدستور لگ جاتے ہیں اور
دسے پھر کر جی اوٹھتے ہیں نگر کوٹ سے دو کوس پر چوالا کھی ایک مکان ہے وہاں کئی
جاگہہ لگ کے شعلے بہت کتے ہیں اکثر نو دیو جا کو اس مقام میں بھی آتے ہیں اور طبع طبع
اشیا اور شعلوں میں ڈال کر جلاتی ہیں اور رکھ ہونا اسکا اپنے حق میں اکثر خانی
رجپاؤ بھی دو آئے ہیں قدیم شہر ہے راجا شل نے اسی آباد کیا تھا چنانچہ کتاب
مہا بھارت میں کہ اسکی تصنیف کو پانچ ہزار برس کچھ اوپر ہوئے یوں لکھا ہے
اور سیالکوٹ بھی اسے کہتے ہیں اس وجہ سے کہ بعضے اسکو راجا سالباہن سے منسوب
کرتے ہیں چنانچہ ایک پکا قلعہ اسکا اتناک یادگار ہے ایک مانی میں دار الحکومت
پنجاب کا بھی تھا تین کوس کے عرصے میں اسکی آبادی تھی غرض عالمگیر کے وقت سے
سیالکوٹ مشہور ہوا جمیع قصبات سے یہ صوبہ زیادہ آباد تھا جب سلطان شہاب الدین
غوری نے پانچویں مرتبہ سن پانچویں میں آکر لاہور کو گھیرا اور فتح کیا وہاں پر ہوا
سیال کوٹ کی طرف آیا اور مانگی پرانے قلعے کی بھی تعمیر و مرمت کی بلکہ کچھ فوج
بھی اپنی وہاں چھوڑی بعد ایک مدت کے راجہ مان سنگھ لکھنوی جموں کا فوجدار
اور سیالکوٹ کا جاگیردار قلعے کی مرمت اور شہر کی آبادی پر توجہ ہوا اس نے
صفدر خان جہانگیری جب کہ فوجداری قصیدہ کور کی اسکو ہوئی اور پرگنہ سطور
اسکی بھی جاگیر ہوا خان موصوفے تو قلعے اور بیرون کوئے سر سے بنایا بعد اس
بھی اکثر حاکم مرمت کرتے رہے غرض یہ شہر فیض بنیاد دن بدن آراستہ و آباد
ہوتا رہا چنانچہ دسے قانون گو جو قوم مدبرہ سے تھے انھوں نے بھی عمارتیں
مطبوع و دلچسپ بنائیں بلکہ بعضے اور بھی اشخاص اکثر اوقات تعمیر میں مشغول

رہے اس سبب قیامِ بستی گئی اور اگر اسکی مرتبہ اعلیٰ کو پہنچنے کاغذ
 بھی شہر کو زمین خوب بننا ہے خصوصاً ان منگی اور چیری ایک کاغذ کے چھوڑ کر
 فراموشی نہ کیا تھا وہ بھی نہایت سفید و صاف خوش فام و پائیدار ہو رہا تھا
 اسکو بھی بعض اطراف و نواح میں بطریق مخالفت بھیجے ہیں اگرچہ دشکاری کے طریقے
 وہاں کے اہل حرفہ اکثر طرح کے رکھتے ہیں خصوصاً شیم و کلاتون کی چکن کے تھانے
 چیرے سوزنیان و سترخان و قچے خوان پوش وغیرہ نہایت معنائی و خوبی کے ساتھ
 بنا قی میں فائدہ ہے بھی اسکی پیچ و شد میں اوٹھاتے ہیں چنانچہ اونگے کے قوت
 ایک ہر سال میں چکن و زدن کو لاکھ و پیر کا اتنا ہوتا تھا اور پتیاروں میں ان
 کشاری برچی نہایت آیدار و خوش قطع بنتی ہے باغ بھی اوس شہر کے اطراف میں
 بہت ہیں خصوصاً محمد کھوئی کا باغ نہایت پر بار و میوہ دار ہے بڑے
 بڑے پھول اوس میں بہت سے پھولتے ہیں ایک خلق وہاں سیر کر
 جاتی ہے اور خطاؤں کا قیام ہے متصل اس کے ایک مالک رہتا ہے کہ شیشہ اور سنگ
 کے پیار میں ہے غرض وہ مالک شہر سے آگے بڑھ کر دس دس کوں کوں میں پھیلا
 اور اطراف میں متفرق ہوا ہے لیکن جب موسمِ برسات میں خوب چڑھتا ہے تب
 شہر کا شندے لنگیان یا ندہ یا ندہ مشکین لے لے وہاں آتے ہیں اور آبائی
 کی کیفیت بیان کرتے ہیں اور اس خطِ برکتِ افرامین حضرت امام زین العابدین کے
 کسی فرزند کا مزار ہے چھوٹے بڑے وہاں بھی اکثر زیارت کو آیا کرتے ہیں کہتے ہیں
 کہ وہ سید بزرگ بہت سے مسلمان کو ہمراہ لیکر مقصدِ جہاد و ہندوستان کی طرف
 متوجہ ہوا تھا اتفاقاً ایک رودادِ دیریش ہوئی کہ سیا لکوٹ کی طرف آکر

قصہ مختصر وہاں ہنود سے لکر ڈرجہ شہادت کو پہونچا علما فضلہ بھی اکثر شہر مذکور میں
 وارد ہوا اور ہوا کے بلکہ بعضوں نے توطن بھی وہیں اختیار کیا چنانچہ اکثر کے وقت
 مولانا کمال بڑا صاحب کمال شہرہ فضلہ و خلاصہ علما کشمیر کے حاکم سے بنجیدہ ہو کر
 نوسو اکہتر ہجری میں آیا اور علم کا آئینہ وہاں رواج دیا طالب علموں کو سادہ سادہ
 پڑھایا بعد اوسکے شاہ جہاں کی سلطنت میں خلاصہ فضلہ و جدید و قیوم مولوی محمد الحکیم
 کہ ایک بحرِ رواج تھا وہ مدرس ہوا چنانچہ اکثر کتابیں پرا دسکے حاشیہ میں حاصل
 ہے کہ اوسکی مدرسہ میں بروز روز سے طالب علم آئے اور فراغ حاصل کر کے بعد
 اوسکی رحلت کے مولوی عبداللہ و سکا دوسرا بیٹا کہ فی الواقع خلف الصدق تھا وہ
 اوس کام میں مشغول ہوا طالب علموں کو درس دینے لگا ایک سال اوس فیض کو پہونچا
 کیونکہ صاحب علم ظاہری و باطنی تھا فضیلت اوسکی درویشی سے ہم آغوش تھی اور
 علمیت معرفت کے ساتھ ہر و شش آخر قصاے الہی سے عالمگیر کے چھتیسویں
 سن میں اوسنے وفات پائی اور حثت میں آرا سگاہ بنائی سیالکوٹ سے بارہ گاہ
 پر وھو نکل ایک مکان پر کہ اوسکو سلطان سرور سے منسوب کرتی ہیں
 اگرچہ وہ ہمیشہ زیارت گاہ خلائق ہے لیکن گریو کے سو کم میں اکثر ملکوں سے
 زن و مرد کے غول کے غول غٹ کے غٹ وہاں زیارت کے لئے آتے ہیں
 ہفتیہ تیرین چڑھاتے ہیں دو مہینے تک خلص کا وہاں انبوه رہتا ہے اور بڑا
 شہر مذکور سے پور منڈل ایک مکان جو بول کی بہاروں میں ہے بھاکر
 اوسکا مہا دیو بیٹا بھی سن وہاں ایک دنیا دکھاتی ہے اور یہی خلقت
 آتی ہے یہاں تک کہ ایک بڑا انبوه ہو جاتا ہے پھر سار کا راجا بھی ایک دھوم

دھڑلے سے آتا ہے اور اپنی شیراز نازی کے کرب اور کمال اوس نکل کر دکھاتا
 اور مقام مذکور سے ایک دریا ڈوچی نکل کر قطر ڈال وغیرہ کے دیہات و معدودہ زمین
 ہو اور شاہ دولہا کے پل تلے جا پہنچا پھر دولت آباد و فیروز آباد وغیرہ سے گذر کر
 راوی سے جا ملا اور جہون میں قلعہ کی کھان بھی ہے پتھر یاں لوی نڈی سے
 لاکر دہن آج دیتے ہیں ایسی قلعہ سفید و پاکیزہ و صاف و پائدار بنتی ہو کہ کسی
 کو بین نہیں ملتی ساڈھورا ایک بڑا قصبہ جناب کے کنارے پر ہے شاہ جہا
 کے وقت میں نواب علی مراد خان نے متصل اوس کے برابر ایم آباد ایک بڑا
 شہر بنے بیٹے کے نام کبایا اور ایک بڑا باغ پر فنسار شک شالامار بنایا
 سوائے اوس کے اور بھی عمارت و سکانات عالی شان تعمیر کئے اور ایک نہر بھی
 دریائی لوی سے اوس باغ کے وسط لایا غرض جگہ لاکھ روپیہ انکی تعمیر و سائیں
 خرچ ہوئے اور ساڈھورے کے دیہات میں سے ایک گاؤں سرکار اعلیٰ سے
 باغ و شہر مذکور کی مرمت و تعمیر کے واسطے بطریق انعام آل متعال نواب ہو میر کے
 نام پر مقرر ہوا اور د آب میں چھوٹی کجرات ایک قصبہ ہے کہ کبیراؤ
 کی سلطنت میں لبیا اور سیالکوٹ کے علاقہ سے کچھ گاؤں نکال کر اوس سے متعلق
 کئے اور ایک پرگنہ جدا قرار دیا لیکن ابتدا میں یہ قصبہ چند ان رونق نہ رکھتا تھا
 جبے خلافت عرفا شاہ دولہا نے اوس میں رہنا اختیار کیا اور تالاب کوئین مسجد
 بنائیں بلکہ دریا پر بھی پل بند ہوا تب سے آبادی اوس کی زیادہ ہوئی اور
 بڑھی کہتے ہیں کہ شاہ صاحب مذکور اوایل میں گامیڈھریا لکونی کا غلام تھا
 لیکن محبت فقر سے بدل رکھتا خصوصاً سیدنا در کی خدمت اکثر بجا لاتا

اور بیشتر ان کے حضور رہا جب یہ موصوف کی رحلت کا وقت پہونچا تو
 نظر توجہ اس پر پڑ گئی فی الفور ایک حالت تاری ہوئی اور چشم باطن نے
 روشنی پکڑی پھر سیالکوٹ سے گجرات میں جا کر مقیم ہوا اور بہت سے مکان
 بنوائے بل مذہب اسے خصوصاً اس آباد سے پانچ کوس دریا سے ایک پرلاہور
 کی سمت شاہ راہ میں ایک پل بڑا محکمہ بنوایا ایک خلق کو ارام پہونچایا سجاد
 بھی اوس میں اس قدر تھی کہ حاتم کا اگر معاصر ہوتا تو کوئی اوس کا نام بھی نہ لیتا حاتم
 دوزخ و دیک کی اوس کے حضور نقد و جنس وغیرہ بطریق نذر لیجاتے اوس سے دگنا
 چو گنا انعام پاتی اخر وہ پڑ گوار عالمگیر کے بستر خوں میں جلوسی میں جان تھی ہوا
 قریب شہر اوس کی درگاہ آج بات زیارت گاہ ایک عالم کی قصہ مختصر طرح
 کے آدمی وہاں رہتے ہیں اور ہر دہائی کی اجناس ہم پہونچتی ہے بلکہ تحائف
 روزگار اگر درکار ہوں تو سہ ہونے چنانچہ تلوار اور ہر وہاں بہتر سے بہتر
 اور کام کلین کا بھی وہاں سکے کا ریکر سیالکوٹ والوں سے بوجہ احسن کی ہے
 سوائے اسکے ملک مذکور میں گھوڑا عواتی کی مانند پیدا ہوتا ہے بعض تو سو
 روپیہ قیمت پر کیٹا ہے اور سترہ سوا گر کے دو تارے میں نمک سنگ
 ایسا لطیف لگتا ہے کہ رومی زمین میں اوسکی لطافت کا شور سے قدرت الہی
 سے سا پہاڑ کا پہاڑ لون کا خلق ہوا ہے طول اوس کا سو کوس سے کچھ زیادہ
 بتا تو میں نام اکبر نامی میں کوہ جودہ لکھا ہے ہوا سٹے کہ جودہ نام ایک شہر
 چھوڑا ہے کی قوم کا تھا یہ پہاڑ اوس کے نام پر شہر ہے اولاد اوسکی اور کتب
 کے وقت تک کر چھاگ و نذر نہ لکھا ہے وغیرہ پر گون میں سکون و شہر

برکتی تھی اور وہ جماعت کہ لون و دان سے نکلتی ہی نام اور سکا لاشہ کش
 پہاڑ کے واسطے میں کتنے لاشہ کش ایک نقب میں سو گز کی گہری کھود کر کے
 اور زاد ایک گدال کندھے پر رکھ کر چلیخ ہاتھ میں لے اوس اندھیری ہنرنگ
 میں جاتے ہیں اور وہیں میں کا ایک لون کا ڈالا کھود کر نکال لاتے ہیں ناظرین
 مزدوری بھی منہ نہ لگی جاتے ہیں از بسکہ مشاق ہو سے میں اوس اندھیری ہنرنگ
 کی آمد و رفت سے اور لون کے کھودنے اور لانے کے پہنچ و صوبہ سے
 خوف و تکاہ نہیں کرتے لیکن ہوا اوس نقب میں ہر ایک سے ہم کے پیچھے
 رہتے ہیں کہ چند کہ لون نکالنے کے اور بھی ہتھام میں پر کھوہرو اور کھوہرو دونوں
 ہنرنگین شمشاد آباد کے متصل واقع ہوئی ہیں ہر سال کئی لاکھ من نمک ہاتھ نکالتے
 اور محسول پر گنتوں کے حاصل سمیت مرکاڑ اعلیٰ میں ضبط ہوتا ہے اکثر کارگر و لون
 کے طبقت کا بیان سرلوپش جہان دان بنانا چھوڑ ہیں اور نفع ادا کھانے میں قرب
 اوس کے دودھیا چھوڑ کر کھان ہے بڑے بڑے آدمیوں کی مکانات میں جو نا
 وہیں کے چھوڑوں کا بنا کر پھیرنے میں یا رکابی پیالے آچھوڑے نفیس لباس کے
 بنا کر جھپڑ میں اور متصل اوس کے کھیا بے کی حدوں میں کتا چھہ اکیلا اب
 کہ اوسکی تھاہ کیسے ہاتھ نہیں لگی منہ ڈون کا قدیم ہر تھہ سے جب سوج میں کا
 ہوتا ہے یعنی آفتاب برج حوت میں آتا ہے ہر ایک چھوٹا بڑا لونکا و دان
 نہانے کو جاتا ہے یہاں تک کہ جبند روز ایک مجمع رہا سے غرض اعتماد
 اس قوم کا یہ ہے کہ زمین کی دوا نکھین میں دانے اکنہ تالاب کھنڈر کے
 متصل اور بائیں اکنہ تالاب اور اوی بہاڑیر سات کوٹس کو ہٹا سکتے

ایک قلعہ ہے یا لانا تھم جو کی اوسمین پیش کیا کرتا تھا چڑھائی اوسکی جا کو س
 کی لیکن ایام مہود میں خصوصاً شیوہرت کے دن وہاں بڑی بھیر ہوتی ہے بہت سے
 جوگی اتیت بھی جمع ہوتے ہیں اور پوجا کرتے ہیں انقصہ تھوڑا سا احوال ہاکن شہر
 میں سے پانچ دو آسے کا لکھنے میں آیا اب احوال چھ دریاؤں کا بھی کچھ چھٹنا
 ضرور ہوا کیونکہ دسے بھی اسی صوبہ سے علاقہ رکھتے ہیں پہلا ستاچ ٹوہ جھوٹ
 سے نکلا اور کلود کی حد و زمین پہونچکر شہر میں آیا بعد اسکے شیرگڑہ کے پہاڑ میں
 ہوتا کھلور کی حد و زمین گذرا اور ملک مذکور کو تین طرف سے احاطہ کیا بنا بر
 اسکے اور چہاروں کے قریب باعث باشندے اوس ولایت کی بادشاہی
 امیر دوسری یعنی رہتے ہیں پھر دریائے مذکور پہاڑ سے نکل دو گنگا ہوگا کوراں لیر
 کے تھلے آیا اور قصبہ روپرتاک پہونچتے پہونچتے پھر ایک ہو گیا اور اوس ہی بہت
 سے باجھی وارے کے قریب ہو کر لودھیانے میں پہونچا بلکہ شاہ راہ میں واقع
 ہوا پھر وہاں سے قصبہ تلون وٹھار کے قریب گذر متصل موضع پور کین
 پر گئے بہت پور بھتی کا ہے دریا سے بیاہ سے جالا اور دو آب جواں دو دریاؤں
 کے درمیان ہے اوسکو جالندھر و سہر وال کہتے ہیں دوسرا بیاہ وہ
 جھوٹ کے پہاڑ کے ایک تالاب سے نکلا اور قصبہ کلود کے تھلے بہتا ہوا سندھ
 میں جا پہونچا پھر سو کھیت اور مٹھوری کی حد و زمین گذر تا شہر نزدون
 کہ کوہستان کے فوجدار کی بود و باش کا مکان ہو جائیگا پھر وہاں سے اطراف
 دھوال سینہ دگوالیار میں آیا گوکہ گوالیار کچھ بڑا ملک نہیں لیکن اجاد
 کا اوس دریا کے بائیں ہونے سے اور پہاڑ کے اتصال کے سبب امر اسے

بادشاہی سے اکثر اوقات بگڑا رہتا ہے بعد اسکے دریا سے نڈکورو پور کے
 دیہات سے گزرتا ہوا ایک پہاڑ پر گیا پھر وہاں سے زمین پر اتر گاؤں آپن
 کہ ایک شکار گاہ بادشاہی ہے اوسکے پائین نکلا پھر قصبہ ہلہ کے تلے ہوتا ہوا
 کو بند وال میں پہونچا اور وہاں سے لوہ کے قریب سنبلیج سے ملا پھر دونوں
 ہو فیروز پور اور محدوت میں جا نکلی اور وہاں سے سرکار دیپال پور کے محالوٹن
 پہونچ دو ٹکڑے ہوئے ایک سوتا تو دکھن کی طرف گیا نام اوسکا سنبلیج ہوا دوسرا
 اتر کی سمت گیا نام اوسکا بیاہ ٹھہرا بعد کی فرسخ کے پھر دونوں ملکر فتح پور
 وغیرہ کی اطراف میں جا پہونچے نام اوس مجموعے کا اوس مقام میں کھلو کھارا ہوا
 پھر ملوچون کی حد میں پہونچکر سندھ وراوی وچاں سے اوس مقام میں
 مجموعی کا نام سندھ ٹھہرا تقسیم راوی اوس میں ادبیاہ میں ایک دو ٹکڑے
 باڑی مانجھا مشہور ہے دریا سے نڈکور میں مھس ہاڑ سے نکلا سکان نڈکورو قدیم
 ہے ٹھاکروہاں کا مہا دیو اور وہاں سے شہر جھت کہ دارالحکومت وہاں کے
 حاکم کا ہے اوسکے نیچے گذرا اماک ٹور کی ہوا برت کی پرنے سے کابل کشمیر کی
 سی ہے سیوے بھی اکثر لطیف مشیرین وہاں پیدا ہوتے ہیں حاکم وہاں
 کا مملکت کی وسعت سے جمعیت کی کثرت سے اور پہاڑوں کی بہتیاں
 سے بڑی رہا ہی بادشاہوں کو کچھ نہیں جانتا اور سلطانوں کا حکم نہیں بٹاتا
 بسوہلی کی بھی حدوں سے گذر شاہ پور کے تلے جا نکلا اور وہاں سے چاہ پور
 اوس سے نکلیں ایک تو اہو میں شالا مار کے پنج آئی دوسری پرگنہ بھان
 میں سیسے پاسے میں چوٹھی پرگنہ میت پور میں اکثر محالوں کی زراعت کو

اوں سے فیض پہونچتا ہے پھر دریا سے موصوف قصیدہ مذکور سے بہتا ہوا
 پر گنہ متحان دکا ٹھوڈا نور و پٹالہ اس آباد وغیرہ کی اطراف میں جا پہونچا اور
 وہاں سے لاہور میں آیا و شاہی عمارت کے پائین پہنے لگا پھر وہاں سے سندھ
 و فرید آباد و دیک دروی میں ہوتا ہوا سدھو سراسے کے قریب تیان سے گزیر
 پرے پنجاب سے جا ملا جو تھا چناب اوس میں اور راوی میں رچنا
 ایک دوا بہت شہور ہے لیکن ہندی کتابوں میں نام اوس دریا کا چن رکھا کا
 لکھا ہے ماجر اسکا یوں ہے کہ دریاے چندر چین کی طرف سے اگر نہر سے گزرتا ہوا
 کشتوا میں کہ عرفان جہان کی شہور ہے پہونچا اور دریاے بھاکا بت کی طرف
 سے آکر اوتی ملا اسلئے نام اوسکا چندر بھاکا ٹھوڈا پھر وہاں سے نیپال و بھوپال
 میں ہوتا ہوا انرکشا کہ تاج جمون اور بھوانی سے منسوب ہے اوسکے قریب آنکلا
 اور وہاں سے انبار آباد و اکھنور کے تلے پہونچا پھر ایک پہاڑ میں جا کر نہا
 آب تاسے پہنے لگا چنانچہ مکان مذکور طرفہ سیرگاہ و نادر تاشا گاہ ہی پانی بھی
 دیا گیا بہتر از شربت نبات و پیاسون کے حق میں آبکرات ہی القدر دریا سے
 مذکور وہاں ہی چلے آگے بڑھ کر اٹھارہ ٹکڑے ہو لیکن بہلول پور پہونچتے پہونچتے
 بارہ کوس کی مسافت پر پھر اکٹھا ہو گیا بعد اسکے سیالکوٹ کے دیہات سے
 گزر سادھو ریکے تلے ہوتا ہوا وزیر آباد میں جا پہونچا سالی لکڑی سوداگر
 کو تیان ختمہ وغیرہ سے اوسے دریا کی راہ سے وزیر آباد میں آتے ہیں اور
 بہت سے انشاء اللہ اسے قریب جہاں کوئی کشتیاں نہا کر رستہ دریا کی راہ
 سے کھنڈہ سردا خرچ لیجاسے بہت بدار اسکے وہ دریا جا کوتار و لو دھیانہ

مجھونہ منزل اور ہزاری میں کہ پہونچا جا کر اس پر سے ہزارے سے فہر پر چڑھا
 کی اسی دریاؤ کے کنارے پر رہے عشق اور نکاشہ ہونے بیابیوں نے اور انکی محبت
 و بقراری کے بیان میں سیکڑوں سہیں کہیں میں چنانچہ گوئیے وہاں کے اور کو اکثر
 گاتے ہیں اور اہل در و کور و لاتے ہیں پھر وہاں سے چند لوت کے نزدیک چھٹے دو
 پہاڑوں میں سے ہونکلا شہر مذکور میں ہزار شاہدین کا ہوا اکثر لوگ اس شہر
 سے بھی اعتقاد رکھتے تھے پھر وہاں سے بہتا ہوا جگ سیالے میں آکر دریا سے
 بھٹ مل گیا یا پانچواں دریا و بھٹ مابین اس کے اور چپا کے چوٹھ ایک
 دو آبہ شہر سے غرض دریا سے مذکور کوستان نیت میں ایک حوض سے نکلا اور
 کشمیر میں آکر کوٹہ و باز میں بہنے لگا چنانچہ شہر مذکور میں بابا جلیل مذہب میں
 اکثر ایات و عمارت و سیرگاہیں اور مکانات اس کے کنارے پر ساتھ ایک
 قریب کے واقع ہیں پھر سیمیری نکل کر کشن گنگ سے کچلی میں ملا پھر وہاں سے
 دانکلی کے تلے آنکلا قصبہ مذکور کھکڑوں کے سرگرد و کا دار الحکومت ہی بھو اور
 حدوں سے اور میر پور سے گذرتا ہوا جھلم کے تلے پہونچا اور شاہراہ میں واقع
 ہوا نام اس کا موضع مذکور کا ٹھہرا پھر وہاں سے کرچھاک و منڈنے وغیرہ سے
 گذرتا ہوا جگ سیال میں جا کر چپا کے ساتھ لاہم نام اور کابو اور چھٹا اور
 سترہ مابین اس کے اور دریا و بھٹ کی ولایت ہو چھو اور سترہ سال کا
 دو آبہ شہر ہے اور یہی ہندوستان و کابستان کے بیچ حائل لیکن شہر
 اس کا حال بہتر نہیں وہاں بعضے سیاح کہتے ہیں کہ قلیاق کے کسی تمام سے نکل
 حد و کاشتر کا دریاں و تربت و شید و مٹی دو ستہ میر ہو گیا پھر وہاں سے

یوسف زئی کے اوسکے مین جانکلا اور دریائے نیلاب کی ندیوں
 سمیت قلعہ انکٹانس کے تلے دریائے مذکور سے ملا ازل سکے پاٹ اوس کا
 دہان چھوٹا ہے نہایت زور شور سے بہتا ہے یہاں تک کہ دیکھنے والوں کی
 نگاہ خیرگی کرتی ہے مطلقاً وصالاً نہیں ٹھہرتی موج کی شدت سے نہنگوں کا
 جگر آب ہو جاتا ہے اور پہاڑوں کا سینہ موجوں کے صدمے سے ٹکرے
 ٹکرے مگر دریائے مذکور اوس جگہ شاہراہ میں واقع ہے گذارے کی ناوین
 کی تیز روی کے سبب اس کنارے سے اوس کنارے طرفۃ العین میں پہنچنے
 مغرب کی طرف دہان جلالیہ نام ایک سیاہ پتھر ہے کچھ کچھونا و اوس سے ٹکر
 کھا کر چٹ جاتی ہے بار بار اسکے ملاح ہمیشہ اسی کشتی کو بچاتے ہیں اور حتی
 اوسکی طرف نہیں لاتے وجہ تسمیہ اوسکی بقول عوام یہ ہے کہ اوسکی اولیت
 بزرگ کی قبر ہے نام اوسکا جلالیہ تھا لیکن خواص اس امر میں یوں کہتی ہیں کہ اگر
 کے وقت میں ایک پٹان تھا جلالیہ نام نہایت مقدس و شور و شہرت تھا اتفاقاً پادشاہ شیرکار
 کے واسطے اوس دریا پر اوڑھتو ایک جوار خانہ لگایا گیا اوس کے گرد گلی و افواہیں پھیلیں
 یہ پتھر بھی جلالیہ سوا تسمی سے یہ نام اوسکا ٹکڑا نزدیک اوسکے راہروی
 عمارات میں نہایت سنگین و زنگین لگنے زمانے میں یہی دہان کا راج کرتا
 تھا اور اسی کے گذارے شرق کی طرف قلعہ انکٹانس ہر دار و صادر
 اوس میں سوکر آتا جاتا ہے کیونکہ سوائے اوسکے اور رہتا نہیں عمارات بھی
 اوس میں نہایت یرفنا و دلکشالب دریا خصوصاً مقام حاکم نشین کہ مہر تیر
 اور انہاں سے اعلیٰ آئے آپ سوا بھی نہایت اعتدال کے ساتھ گویا مندر

وکابلستان میں ہر ایک بربخ واقع ہے اس طرف اس کے روستے چلن مندو
 کے اور بولی ہی زمین کی اور اس طرف طو و آئین پھانوں کے اور زبان لچکی
 النصف یہ دریا کوستان افغان خاکستہ غیرہ سے نکل کر سنجل کے پھانوں کی
 حد میں پہونچا اور وہاں سے بلوچستان و ملتان میں جانکلا غرض پانچ دریا
 پنجاب کی ان طرف کے پہاڑ سے نکلے اور اس طرف ملتان کے ایک دوسرے
 سے جدا بلوچوں کی حد میں اس دریا سے ملے نام محبوبہ کا سندھ ٹھہرا
 پھر وہاں سے ایک دریا کے کاہن ہوا اور قلعہ بھکر کو دو گنگ کے پچ میں
 بنا بر اسی کے وہ قلعہ بنی لگاؤ اور محفوظ ہے بعد اسکے دریا سے مذکور ولایت
 سیوستان سے ہوتا ہوا ٹھہرے میں آیا پھر مندر لاہری کے قریب دریا
 شور سے جالامندہ مذکور شہر سے تیس کس پر ہی حاصل یہ ہے کہ صوبہ
 لاہور نہایت خوش آب و ہوا و بھر نہ فرحت افزا اگر سیون میں وہاں گرمی اور
 سردی میں سردی ہندوستان سے زیادہ خرو زہ الگو وہاں مانند ایران
 توران اور آرم مثل ہندوستان چالوں وہاں کا نگارے سے بہتر اور گتے
 و کھن سے اعلیٰ تر اکثر در زراعت آب چاہ پر چنانچہ تین سو ساٹھ چھوٹی بڑی
 لکڑیاں اور سو سے کچھ اور پلوٹے رسون میں بانڈہ کر ایک بڑا چرخ بناتی ہیں
 وارد سکو جہ نقل کی خدمت سے جوڑی ہلون کی ایک گروٹ میں کوڑے
 سے پانی بھر نکالتی ہیں و فقہا لکی سوسن پانی گھسی کو پہونچ جاتا ہے اور زراعت
 کو سہ سبز کر لانا ہے لیکن ہمارا فضل خریف کا بارش پر ہر گز
 نہ ملتا ہے نہ ہوا و بھٹ کے کنارے پر اگر ایک شونی

توسونا پاتھ لگے اور شمالی پہاڑوں پر بعض مقاموں میں رد پور تانبے جہت کی
کھان بھی ہے نکالنے والوں کو بعد محصول دینے کے بھی نفع ملتا ہے طول
اس صوبے کا دریا سے ستلج سے تادریا سے سندھ ایک سو اسی کو سمن
بھتر سے چوگنڈی تک ستلجی کو س پورب طرف اسکے سرسبز کھیتوں
اور رخ کشمیر خوب دیوال پور تعلق اس سے پانچ دو آسے یعنی پانچ سرکارین
اونکے میں سو سولہ محال آدنی نرانی کرور تینتیس لاکھ ستر ہزار دام صد پونے گنیز

۱۶ صوبہ کشمیر

دارالحکام اس ولایت کا مدت سے سری نگر ہی آبادی اسکی چار فرسخ کی دیر
بھٹ وغیرہ تین دریاؤں شہر کے اندر بہتے ہیں علماء و فضلا بھی یہاں بکثرت رہتے
ہیں بلکہ برہمنوں پندتوں کا بھی شہر میں نہایت فخر اور میل کے کارگیر ہند
جہاں میں شہر چنانچہ کشمیر طبع لطیف کا نہایت نفاست کے ساتھ پیدا
جاتا ہے بل بوہا اور کا عالم باغ کا دکھانا ہے خصوصاً شمال تو بیشمال ہوئی
ہے بناوٹ اور سکی دیکھنے والوں کے ہوش کھوٹی ہے ملک ملک اور سکر نظر
تحالفت لیجاستے ہیں اور فائدے اور تھاستے ہیں باباات شہر مذکور کی بھی پست
علامہ خوشنما شو وغیرہ بھی نفاست و لطافت میں مانند ہوا بازار میں خرید و فروخت
کی رسم کمتر اور گھروں میں اکثر اور گھر سب چھوٹے بڑے چوبی بناتے ہیں جو
اور کچا پیا چار سے زیادہ رکھتے ہیں بچے کا چار یا دو اور چھ اسباب کے نو دستہ
آسائش کی خاطر اب اس کے اسباب خانہ کے مالک بکھوٹا کر اس کے
لے سب خولیاں سنی اس کے بعد میں ہذا ملک چار دیواری کے چھوٹے پلاٹوں

میں چنانچہ بہار کے دنوں میں ہر شخص کا بام خانہ رشک گلزار و بہتر از لاله
 ہو جاتا ہے نرمن شہر مذکور میں باد و جود اس لطافت کے ایک خوب ہے
 کہ وہاں سانپ بچھو وغیرہ گزندے جانور کمتر ہیں لیکن بچھر کھی اور جو میں اکثر
 نزدیک شہر کے ایک تالاب بہت بڑا کئی فرسخ لंबا ایک جاٹ کے
 پرگنہ بھماک سے متصل ہانکے لوگ اسکو دل کہتے ہیں سال و ماہ لبر و زشتا ہی
 اور پانی اور سکا نہایت لطیف و شیرین مزایہ ہے کہ برسوں نہیں بگڑا اگرچہ
 لوگ بارگراں کو پستارے باندھ کر گھاسیوں سے چڑھتا اڑتے ہیں پر بارگراں
 کے واسطے اکثر وہاں گشتیاں ہیں اس سبب بڑھوں اور ملاوٹ کی خواہش
 بیشتر رہی ہے اور زبان و ہانکی باشندوں کی خاص بھی ہے لیکن ہندی
 کتاب میں شیر سنسکرت کی بولی میں تصنیف کرتے ہیں اور ناگری میں
 میں بلکہ بیشتر پوٹھیاں ایک خت خاص کے پوست پر چنانچہ اکثر ایرانی
 پوٹھیاں اسی پر ثبت ہیں نام اسکا تو زادر سیاہی بھی ایسی بناتے ہیں کہ
 دھوئے پر نہیں چھپتی ہر چند کہ اہل مذاہن لایہ کے عجیب و غریب قصے کہتے
 سنتے ہیں اور سب کے سب تیرتھ جانتے ہیں لیکن بعض مکانوں کو بہت جانتے
 ہیں چنانچہ سندھ یا باری کے قریب چٹہ ہے چھ مہینے تک خشک پڑا
 رہتا ہے روزِ مہو دیکھان اس سرزمین کے جا کر عجز و الحاح کرتے ہیں بلکہ
 بہترین بکریاں چڑھاتے ہیں نہ ان پانی اور مین جو من مارنے لگتا ہے اور
 پانچ موضع کی زراعت کو سیر کر دینا ہی اچھا نا جو کچھ زیادتی اور سکی دیکھتے
 اسی طرح پھر کر گرانے لگتے ہیں فی الفور پانی کھکاسے پڑا جاتا ہے متصل اس کے

کو سرتاک نام ایک چشمہ ہے پانی او سکانپت خاک ششیرین و پاک
 بنو کھا پئے سیر ہو جاتے اور اگھانا پئے بھوکہ لگ آتے میں پورین ہزار
 سیکھ زمین زعفران کے کھیتوں کی ہے فی الواقع قابل دید و لائق سیر عرض
 بسا کھ کے آخر سے لوسارا مہنیہ چھہ کا کشت کارل طارین کو نرم کر گدا لون سے
 ہر ایک قطوہ و سکا قابل ہونے کے نیاز زعفران کے گٹھے بودینے میں ایک ہونے
 کے بعد لہلہا اٹھتی ہے اور کات کے آخر مرتبہ نو کا تمام ہو چکتا ہے لیکن ایک بات
 سے زیادہ نہیں بڑھتی اور جب پوری ہو چکتی ہے تب بھولتی ہے لیکن پوری
 میں اٹھ بھول تب دھچ بھولتے ہیں چھڑیاں ہر ایک میں چھڑنگت او میں سو سنی
 درمیان اُن کے چھہ مار بیشترین زردا و تین لال زعفران او تھین کی ہوتی ہے
 جبکہ بھول بڑھکتے ہیں تب تہ انکا سبز ہو جاتا ہے پھر بھولنے سے پہلے سفید
 رہتا ہے اور ایک مرتبہ کا بولا کھیت چھہ برس بھولتا ہے پہلے برس کم کم
 دوسری برس بہت ایت سے تیس برس کال کو ہو جاتا ہے اگر چھہ برس کے
 بعد اُس کے گٹھے دھان سے ا دکھا لے اور جا کھہ بنو میں تو بھولنا کم ہو جاتے
 اسیو او کھا کر اور جا کھہ لگاتے ہیں ریلوں میں ایک چشمہ ہے اوس
 برابر تھہ جانتے ہیں اُن کے گمان میں یہ ہے کہ زعفران کے بیج اسی سے نکلتے
 چنانچہ اس کے شروع کشت کار میں اس چشمہ کے پاس جا کر بہت نرسٹ ڈاری کرتے
 ہیں اور گاسے کا دودھ او تھین دلاتے ہیں اگر وہ پانی ملے چھہ جاتا ہی تو فال
 نکلتے ہیں اور زعفران بھی خاطر خواہ ہوتی ہے اور جو پانی برقرار ہے
 بیشکلی جاتے ہیں تب میں ایک ہزار ہے اور سکا ہر برس کا ایک چشمہ ہے

نام اسکا اصرار تھا کہ وہ مقام کو بھی مسجد بزرگ جانتے ہیں جب تک شمع
 سے نکلے اور اس کا دین ایک فک کی لائٹ نہ ہو جاتی ہے اور پھر بھی نہیں
 پہنچتے ہے یہاں تک کہ پندرہویں دن اس گز کی ہو جاتی ہے جب چاند
 گھٹنے لگتا ہے وہ بھی گھٹنے لگتے ہیں اور اس کا نشان بھی نہیں رہتا مگر وہ
 مہاراجہ کو پکار قیاس کرتے ہیں اور حاجت برادر کو کہتے ہیں کہ شمع ناک
 ایک شمع ہے تمام سال آب او میں نایاب لیکن جس مہینے میں نوین تار شمع
 کے دن ہو صبح سے شام تک پانی او میں بہتا ہے اور دن بھر ایک عالم
 و بان جمع رہتا ہے پانچھال ایک تنجہ چھ کر وہاں کا بدکار جو کوئی اپنا
 احوال اور دشمن کا جانا چاہیے وہ ہاتھ یوں میں چالوں بھر کر ایک اس نام پر
 اور دوسری دشمن کے نام اس تجھے میں رکھ دے اور دروازہ اس کا بند کر کے
 دوسرے دن ماضی سے احوال کی تجھ سے جیسے نام کی ہانڈی زعفران اور
 پھولوں سے بھرے نکلا اسکا احوال نہایت رانی پڑے اور جیسے نام کی خوس
 خاشاک سے بھری لٹکے اسکا احوال نہایت ہی ترس دے کہ جو کوئی پہچانے
 کہ حضرت میں جن کی لڑتے ہیں اور نہایت پرکھتے ہیں تو دونوں کو دوسرے غیاد و
 بکرتے دیکر اس مسجد میں بھیجے اور کوئی بھر کر بھر کر ایک شخص اپنے ہاتھ بھرے
 جو شخص کہ جن پر ہوگا اسکا جاننا نہایت ہی اور دوسرے کام پر گیا اور پھر اس کا
 حوض ہے چار سو گز کے لیے اس حوض میں پانی اسکا اندر ہر اندر کھڑا ہے اور
 اپنے سال میں احوال یہ یہ دریافت کیا جاتا ہے کہ ایک ہانڈی سفالی کی
 چالوں سے بھر کر اسکا اسے پرکھ کر نہ مذکور ہے اور وہاں

کتنے دیر کے بعد وہ خود بخود پانی اور تر آویگی اور سکو کھول کر دیکھے اگر حائل
 اور سمن گرم اور خوشبو لکھیں وہ برس اور سکو خیر و خوبی سے گذرے اور جو اس
 سے کوڑا کرکٹ لکھے تو وہ شخص خراب حال ہے گو ہمارے میں ایک شہنشاہ
 گیارہ جینے سوکھا پڑا رہا ہے جب تری برج اسدین آتی ہی تختہ کے بن
 پانی اور سمن جو بن مارنے لگتا ہی بھڑکات روزانہ خشک رہتا ہی جیت بھڑو
 مذکور آیا جو آب ہو جاتا ہے سال بہر ہی طور چلا جاتا ہے سلجھائی میں
 ایک مقام ہے کہ وہاں بہت سے درخت ہیں عقاب اور نیز بھی رہتی ہے
 گلگی کے واسطے پر وہیں سے لیتے ہیں اور خوش بھی اور سکو دیتے ہیں تاکہ کاموں
 میں ایک چیمہ چالیں کچھ کے عرصے میں سے دینا نام پانی اور سکا نہایت
 صاف نیلگون وہ بھی ایک تیرتھ ہے گرد اور سکی اکثر نمود جا کر اپنے نہیں
 جلاتے ہیں اور جسم کو رکھ مانتے ہیں سو اسے اسکے شکن بھی اس سے لیتے
 میں اس طرح کہ جوڑ کے چار حصے کر کے اور سمن ڈالتے ہیں اگر طاق اور سکے پانی
 پر تر رہا تو نیک نہیں تو بد اگلے زمانے میں ایک کتاب میں یہ بھی ہے
 نام اور سکا نیل منہ کشمیر کے حالات اور خواص پر مشتمل گلہوں اور سمن تفصیل
 وار لکھے ہیں کہتے ہیں کہ پانی کے تلے وہاں ایک شہر ہے نہایت آباد و مشہور وہ
 کی سلطنت میں ایک برہمن اور سمن گم کے غائب ہو جاتا اور بعد وہیں
 کے پھر نکلتا بہت سے مخالف لانا خیرین بھی اکثر دنیا لار کی ان طرف ایک
 بہاڑی نہایت یاد دہانی میں اور سکے دو چشمہ میں ایک گرم حد سے زیادہ
 اور دوسرا سرد و اسی عرصے میں لیکن تفاوت اور سمن و گز کا اور نکو بھی شہر تھہ جاتے

ہین چنانچہ استخوان اپنے جسم کے دہان بھی ایسے جلاتے ہین کہ رکھ ہو جانی
 ہین اور وہ ہین پہاڑ ہین ایک اور بڑا تالاب ہے ہڈیاں رکھ مردن کی ہڈیاں
 بھی ڈالتے ہین اور وسیلہ تعرب کا جانتے ہین اچھا نا اگر اوہ ہین کسی لوز
 کا گوشت بڑا دوسے تو بڑا لذت سے بڑے اور مینہ بہت سے
 تار ماہین ایک چمیر ہے اگر کوڑھی التوار کے دن صبح کے وقت اوسکے
 پانی سے اپنا بدن دھو لوں اچھے ہو جائیں کو سمرناک ایک تھانہ
 تھا کروہان کا مہا دیو جو کوئی دہان پوجا کو جاوے تمام باجون کی آواز سنی
 اور کوئی بچا ہے کہ یہ آواز کہاں سے آتی ہے چھوٹی تبت ہین ایک تبت
 تالاب ہے اٹھائیس کوس کے گرد ہین دریا سے بھٹ جب اوہین آتا ہی ایک
 غلطہ ناپید ہو جاتا ہے ہین ایک کو گائون درہ ہے سویم نام دہان
 دس جری کے مقدار ایک زمین ہے جب شتری السد ہین آتی ہے
 مینا بھردہ ایسی گرم رہتی ہے کہ درخت دہان ہو دے تو جل جائے اور
 ہری ہونی جو اوپر رکھ دیوین کھانا پاک آدمی قریب اوس کی کامراج
 ایک آباد قصبہ ہے دراوسٹ کا ایک طرف کا شہر سے ماہوا غب اوہ سکے
 بنگلی دہان پانی کی گذرگا ہون ہین درخت کے بلکل ڈال کر اونکے سر ہن
 پر بچھ رکھ دیتے ہین اس واسطے کہ بچائیں بعد دو تین دن کے اٹھا کر دھو
 ہین دھرتے ہین اور خشک ہوے پر جب جھاڑنے ہین دو تین تو سہ
 سونا چھڑ پڑتا ہے کلکت نام ایک اور درای وہ بھی کا شہر سے متصل
 دہانکے یہاں دن سے دو دن کی راہ ولایت دار دوسے مدرسے نام ایک

دہن سے اُدھر آیا ہے اگر نیارے ریگ شئی وہاں بٹھ کر کرین اپنی مٹھیاں
 سونے سے بھریں کنارے پر اوسکے ایک سنگین تاجانہ ہے نام اوسکا سہارا
 درگاہ سے منسوب ہنود کا وہ بھی بڑا معبد ہے اور ہاتکے پرستش کا ثواب اذکی
 نزدیک ہیجد سرکار لگلی بھی اسی صوبے میں داخل ہندیاں اوسکا پینٹیش کو سکا
 اور چوڑا تانچیس کو جس تو ان کی طرح وہاں بھی برت پڑتی ہے جاڑا بیشتر
 رہتا ہے لیکن ہر سات ہندوستان کی مانند اودھیتوں کی شاواہی کا
 تین دریا کشن گنگا بھٹ سندھ زبان ملک کور کی کشمیر سے ملتی ہوئی
 ہندستان و زابلستان سے باہر غلے کے اقسام میں جینا اور جو بہت سیوون
 میں زرد الو شفا لواخروٹ لیکن خورد و پر سیوہ تو رنے کی رسم کم اسپ شتر گا
 گا ویش و جانور شکاری نہ تھوڑے نہ بہت بکری اور خرگوش کی کثرت القصہ
 کشمیر ایک ملک دلکشا اور باغ پر فضا ہر موسم میں وہاں بہار رہتی ہے اور ہوا
 باغ رضوان کیسی ہتی ہے پانی وہاں کا خوشگوار ہر جگہ زمین جاری انہاں
 گل رنگ بزرگ کے ہزار ہا خصوصاً گلاب و بنفشہ و زگر گنچ و درو و صحران و
 اس ملک کی طرف بہار و عجائب خزان ہی فی الحقیقت وہ سرزمین باغ بوستان
 دلائق دوستان ہے سو اسے شاہ آلود شہوت میوے بہت ہوتی ہیں
 خرپوزہ تر بوز شنب لوزد الو نہایت لذیذ و لطیف انور اگرچہ کثرت
 ہوتا ہے لیکن اکثر بے مزہ و کشیف باوجود کہ شہوت کے درختوں کی
 بہتایت ہے پر ثمر اوند کا کم کھاتے ہیں مگر اوند کے پنے ریشم کے کڑ
 کھلاتے ہیں خورش و ہاتکے باشندوں کی چھانچہ
 حاکم ملکہ یاسی بیشتر

اور ساگ بات اقسام کے چنانچہ اوکو سکھا بھی رکھتے ہیں ہر چند کہ وہاں کی
 بہتایت ہی پر اچھا کم ہوتا ہے لیہوں بھی نہت چھوٹا سیاہ تیر غلیل اور ہر
 وہاں کے باشندے کم کھاتے ہیں جو تو نظری نہیں کہ زمین وہاں کی سیلابی
 مرطوب جوتنے کے لئے نہایت خوب باوجود خلقت کی بہتایت کی اور
 معیشت کی قلت کے چوری اور گدائی وہاں نہیں تاکر جہاں کے بیشتر
 کشیف الاوقات چنانچہ ایک جا رہنمائی ہمیشہ رہتے رہتے ہیں لیکن قابل
 دینداری و دنیا داری میں کامل یہ غلط ہے کہ سب شیک طار و بد باطن ہوتی
 ہیں مگر اچھے کم اور برے بہت پر ادھت اور باغی وہاں نہیں ہوتا ہاں
 مانٹن کثرت سے اور نہایت زرد اور چالاک رہو اگر کوئی گدا گریں کا میں
 رنگ پرودہ اونکانٹ گاڑھا چکنا اور ایک قسم کی بھیڑ وہاں ہوتی کہ
 لوگ اوس شور کے اوکو بندھتے کہتے ہیں گوشت اوکا نہایت لذیذ و خوش
 ذائقہ اور داد و سند نقد کی بہت کم رہیں کہ شد کی ہندوستان میں اور
 اوس میں چھبیس لیکن بھیڑ و لگی ہو کر جانا بہتر ہاں اتنا تفاوت ہے کہ پہلی تہ
 نراور کئی شعبے رکھتی ہے مگر آمد و رفت لشکر کی طرح حال کی طرف سے احیاناً
 وہاں کے بھاری پر کوئی ہل پہل ہو راج کرے وہیں آمدی اور بدلی بکثرت نمود
 پھر روت بہت سی برے یا مجنہ برے طول اس صوبے کا تیسرا ایک
 کش گنگا ایک سو بیس کس اور عرض اسی کوس لیکن آئین الہری میں
 پچیس کس لکھا ہے شرقی ایک ہزار ستائ و چناب شرقی و جنوبی پانچ
 اور جمہ کا بہار شرقی تبت کلان غربی بلخی و دریا سے کش گنگا غربی

د جنوبی ولایت کھکھرنی و شمالی تبت خود چو گرد بہار متعلق اوسکے چالکس حال
اندنی بارہ کروڑ یا سٹھ لاکھ تہ پچاسی ہزار دام علاوہ اسکے دو ہزار چار سو گلی
کے پر بھی اس صوبے کے مدخل میں ہیں *

۱۷۷۔ صوبہ کابل

قدیم شہر نہایت خوب خوش آب ہوا پشت بن تور بن فریدون نے
اوسے آباد کیا اور اوسکو آباد ہونے کا لکیر کے سن چہلم جلوسی تک دو ہزار
اور ایک سو برس کچھ اور گزرے قلعہ و سکانیت استوار یا انداز اور
کا قلعہ ایک چھوٹے سے بہار پر اوس پریشاں ایک اور بہار نام اوسکا حصار
عقابین اور بعضے کوہ صفا بھی اوسکو کہتے ہیں لیکن بلکہ مذکور کے بعضے سیا
لی زبانی یون سنای کہ وہ بہار قلعہ اول کی عمارت پر مندر ہے غرض اسی
میں اوسکے باغ و گلزار اکثر خصوصاً باغ شہدالہ کہ بابر بادشاہ نے نوشی بھجری
میں بنایا تھا پھر قریب اسکے جہانگیر نے باغ جہان آرا سن لکیر اسولہ بھرتی میں
بنیاد کیا اور لب یا گزرگاہ میں مقبرہ بابر کا اور سندال مرزا اوسکے خلف کا سوا
اسکے محمد حکیم مرزا ابن ہمایون کا بھی تعمیر ہوا ہے اور اس شہر کی نواح میں
دریا میں ایک جابڈر سے اکثر باغ شہر آرا اور جہان آرا و شہر کے گلی کو چون
سے گزرتا ہے نام اوسکا جو سے خطبان اور دوسرا غنیم و لو بلکہ سی آگرہ
یعقوب پاسبان ہوا لاہوری دروازے کے آگے جالکڑ نام اوسکا جو سے
بلستان پانی اوسکا شفاف خوش ذائقہ بلکہ بعضی بیماریوں کے واسطے
شربت شفا تو مان و امنہ کوہ خور و کابل بھی اوسکو کہتے ہیں بھون بھل

او سین رنگت رنگ کے خوشبو و خوش رنگ خوش مزہ کثرت سے ہن خصوصاً
 پھان دکا بدہ و فزہ و استرغ و استالف و غیرہ قابل دید و لائق سنجائی
 سلاطین اکثر اوقات وہاں سیر کیا کرتے تھے اور پریر ہا کرتے تھے لچ
 کی طرف تو مان غور بند ایک قریہ سے وہاں کے لالہ کی رنگت کو
 محل نہیں پہونچتا اور یا چین کی بوباس کو عطر نہیں لگتا غرض لالہ وہاں سنہن کا
 ہوتا ہے چنانچہ ایک قسم تو گلاب کی باس کہتا ہے تباریکہ لالہ بوباس کو ہر
 ہن اور کان لا جو دو فقرہ بھی وہاں سے قریہ سے ہوا اسکے ایک رنگ زار
 نامہ و سکا خواجہ رنگت ان گریون ہن وہاں سے دکھول درقار سے کی
 آواز آتی سے اور لم او سکی جانی نہیں جانی یہی مقام لشکر توران کے روہر
 حدود بلخ کے سامنے گویا ایک دیوار مستحکم ہے تو مان ضحاک تو مان ہن
 یعنی یہ دونوں مقام قبا کے آثار و نشان سے ہن اور اس نواح کے پہاڑ
 میں کہو دکر بارہ ہزار سردا بے نابگر گج و نقاشی انبر کی ہی سالن اسے جارون
 ہن وہاں کے لوگ اپنا مال و ہبات نہیں کہہ کر و جمعی سے اوقات بسر کرتی
 تھے لطف یہ ہے کہ ایک سردار کی سبج تالوت میں ایک شخص نابز
 آرام سے سوٹا ہے کہتے ہن کہ چار سو برس سے کچھ اور پر ہوئے کہ چنگ خان
 عہد میں یہ بزرگ شہید ہوا تھا ایک اعضا اسکے جون کے تون ہن اور
 اسکا زیارت گاہ راقم نے بھی سوا اسکے ایک عجیب و غریب نقل آغا محمد
 ناجراصفہانی سے اس تو مان کی سنی سے اتفاقاً وہ بزرگ سن بارہ سے
 بیس من کھلتے کسج دار ہوا تھا اچھا ناقہر سے اوادسی اکیدن طاتا

ہو گئی بعضے ملاو کا بھی مذکور در میان آیا جب کابل کا ذکر نکلا تا جبر موصوف کہنہ لگا
 کہ سابق اسے ہم کسی شخص شہر مذکور کر طیف جانی تھے ناگاہ تو مان ضحاک کی
 سمت جانے کے جب قلعے کے متصل پہنچا اندر گئے جابجا سے مکانات اسکے
 ٹوٹے پائے بلکہ کتین دیواریں بھی لیکن ایک چوکا انداز نہایت کثرت
 خشک آب جون کا لون او سپر دیکھا جا کھڑے رہے اسے نین نگاہ بہر
 کی جو اسے اسے کیرن پر ریزی او نوز مروت سے بھی زیادہ سبز دکھا حالانکہ
 سفید تھے جب قلعے سے باہر نکلے پھر جیسے کے تھے ہو گئے اگر یہ انار طلسم سے
 ہوں تو کچھ بعد بہن الغیب عند اللہ تو مان غنیمتیں ایک قریرہ زابل ہی
 او سے کہتے ہیں اس کے زمانے میں سلاطین خراسان کی نگاہ تھا خصوصاً
 سلطان ناصر الدین سبکتگئی و سلطان محمود غزنوی و سلطان شہاب الدین غوری
 کی اور حکمت ثنائی بھی وہیں مدفون ہو بلکہ اکثر اولیا اوسی طبقے میں آسودہ
 ہیں جاڑے کی شدت اور برف کی کثرت کے سبب سکوریہ برتیریز و
 خرقند کے جانتے ہیں ان دھات بھی اوس کے اطراف میں بہت پیدا ہوتا
 چنانچہ ہندوستان میں بھی وہیں سے جاتا ہے نزدیک اوس کا ایک
 چشمہ ہے اگر لول او میں پڑے تو ابر و برف کے آثار نمود ہوں غرض
 یہ مقام قندہار کی حد سے قریب رکھتا ہے اگر کسی کو دروازہ ایران کا کہتے
 ہیں لوہگڑہ افغان نشین ہے نزدیک اوس کے باوہ خواہ چشمہ ایک
 چشمہ ہے کہ گنگا اوس کو کہتے ہیں لیکن کتب ہندی میں نام اوس کا لویار
 لکھا ہے ہندو اوس کو بڑا تیر تھہ جانتے ہیں روز چین دہان بھی شری

بہتر تھا ہوتی سے پانی او سکا بھی گنگا کی مانند اگر بد تون با ستون میں
 رکھے بد بو نہیں ہوتا تو مان سمندر اور علی شکاک ایک قریب ہے
 وہاں کے زمینداروں کو کافر کہتے ہیں اوس جگہ قبر حضرت نوح علیہ السلام کے باب
 کی نسبت نام اوس بزرگ کا لام اور بعضے لاک بھی لکھتے ہیں از بسکہ وہاں بیا
 گات کو ضیں سے بدلا کرتے ہیں اسلئے المے اکثر کی زبان زد می تو مان
 بحر اور ایک مقام ہے چلو زہ وہاں کا مشہور طوف یہ کہ او سکو وہاں
 بجائے چراغ جلاستے ہیں چنانچہ روشنی اوسکی نہایت نورانی ہوتی ہے اور اوس
 اطراف میں ایک خانور ہے او سکو وہاں پران کہتے ہیں لیکن ایسے ممکن
 سے ایک دوازان سے زیادہ نہیں اڑتا اور ایک جو با بھی وہاں مشہور ہوتا
 تو مان نیک نہا و ایک مقام ہے داروغہ نشین اگلے زمانے میں پید
 مشہور تھا اکبر کے وقت میں جنال آباد کہلا یا آبادی اوسکی دیاسے نیلاب
 کے کنارے میوے اوس میں اکثر ہوتے ہیں لیکن انار وہاں کالانی ہے اور دلو
 وہاں سے صفا کہ چار باغ کمر مشہور ہے اور اوس لواح میں باغ و باغی ایک دگر
 پیر بادشاہ نہایت پریشنا و دلکشا سے میدانہ انار وہاں کا بے نظیر ہے غرض
 اوس مقام میں برت نہیں پڑتی اور ٹھنڈ بھی چندان نہیں ہوتی وہاں سے
 کافر وہ بھی قریب ہے اربکہ وہاں کافر سے میں اسلئے یہی نام او سکا ٹھہر گیا
 تو مان بچور جانب کا شوق قلعہ وہاں کا حاکم نہیں قدیم سے ہے اور ہوا گرمی
 میں زیادہ گرم اور سردی میں شہر سرد لیکن تمام لواح میں ایسا چل گیا بہار
 افغان ہی نسبتی میں مگر قلعے کی اطراف میں سکونت سفون کی ہے لیکن

۲۰۱
 اسے شہن عرب جانتے ہیں اس طرح سے کہ سلطان سکندر رومی جب اپنے
 گدڑا تو کہنے اسے خولیش اور بادشاہان چھوڑ گیا تھا چنانچہ عالمگیر کے عہد سلطنت
 افغانی اولاد وہاں رہتی تھی اور افغانوں پر بھی اس کا غلبہ تھا اب خداجانی ہے
 کہ نہیں غرض یہ مقام پچیس کوس طحل میں اور دس کوس عرض میں ہے وہاں
 سواد یہ بھی کاشغر کی طرف ہی بہت درے اس سے علاقہ رکھتے ہیں
 جاڑا گرمی وہاں بہت نہیں لیکن برف بہت پڑتی ہے پر صحرائیں وہاں
 دن سے زیادہ نہیں رہتی مگر پہاڑوں پر سال کے سال جاڑا بہار کا موسم
 برسات کی رت ہندوستان کی سے پہول تو ان دھند کے وہاں اکثر
 نقشہ دنگس خود و صحرا صحرا سیوہ خود رستہ بھی علی ہذا القیاس لیکن شہنشاہ
 وہاں شہور بلکہ بازو جزہ شاہین بھی وہاں چھ سے اچھا بہم پہونچتا ہے اور
 آہن بھی اس کے اطراف میں سے قصبہ مشکور حاکم نشین ہے ساتھ اس کے
 اوس تو مان کا طول چالیس کوس کا اور عرض پندرہ کوس لیکن فقط یو
 زئی اوس میں رہتے ہیں تو مان بکرم شہور پیشاور ہندستان کی سمت
 ہے انکو شہنشاہ خرویزہ وہاں کا تو ان کا سا اور گرمی جاڑا بہت سرد
 ہندستان کیسی چالول وہاں کا مشہور ہے فی الواقع ہندوستان میں ان کی
 نہیں ہوتا خصوصاً سکندر اس بلکہ اقسام کے غلے کی بہتایت اور زراعت کی
 کثرت وہاں رہتے ہیں غرض یہ تو مان سب کا سب کن افغانوں کا ہی خصوصاً
 مہند وغیرہ لیکن مال گذارین یعنی نہیں پیشاور قدیم شہر کی قدیم
 میں اسکو پرشا اور فرشا اور بھی لکھا ہے نزدیک اسکو کور کھتری

ایک پرستش گاہ جو لیون کی مشہور چچی شا جہان کے وقت میں سمار
 ہونی لیکن پانچ تیر تھہ اور نیٹ دلکشاد بان مالگیر کے عہد تک تیر تھہ
 جوگی سناسی پیراگی سواسے اس کے اور بھی اتیت وہاں ایک تالاب کے گرد جو لیون
 بیٹھ کے بناتے رہتے تھے تو ماں بنگاش ملتان کی سمت واقع ہے آبادی
 اس کی وسعت کے ساتھ لیکن بچانوں کی قومیں اور دیر میں اکثر میں
 بھی کثرت سی ہونی سے خصوصاً وہاں ہندو کہ اور اطراف میں بھی جانا ہی
 سواسے اس کے کان نہک فاسن بھی اس کے لواح میں ہے القصہ چار اقسام
 میں بہت پڑنا ہے لیکن بگڑا اور گرمی ایسی کم کہ بدوٹ اور بٹے سوٹ کے
 تو این کی مانند اخراط سے پڑتی ہے لیکن میدانون میں چار حصے اور بہا
 میں ہمیشہ ہتی سے غرض موسم بہار نہایت لطافت و شادابی کے ساتھ
 رنگ بزرگ سب سے زیادہ گونا گونا گون خوشاوار اگرچہ انگوڑی اقسام
 ہیں پر صاحبی حسینی تنہا رہی اور ہی لطف و مزہ رکھتا ہے اور زرد آلو کی
 اقسام میں محمودی قنسی بہ مرزائی خربوزوں میں کوک نہایت و ماہستانی
 و عالی شیریں و دود چراغ نہایت لذیذ و خوش ذائقہ اور غلے کی اقسام
 کہ بہن زیادہ لیکن جو زراعت کہندی مالوں سے متعلق ہے اس کا تیسرا
 سرکہ زمین داخل کرتے ہیں اور کاربیری سے و سوان انگوڑی بادام سے بھی کچھ
 نقد بیل لیت تھہ لیکن سرد زحمت کا حاصل صاف اور گرم کے پہولوں کی حاصل
 سے قدرے قلیل بھی نہیں دیتے مگر اس کے بیون سے تیسرا حصہ باندی

اوس ملک کے شہر قندھار کے ساکنوں کی مانند رکھنے کو پنجاب اور قندھار
 کو تو مان لکھتے ہیں باوجود اسکے ساکن اس صوبے کے گیارہ زبان جانتے ہیں
 ہندی و فارسی و مغلی و ترکی و افغانی و نسائی و دہلی و مراچی و لمغانی و عربی و غیرہ
 مغل خاص نواح کابل میں رہتے ہیں لیکن حاکم کے آگے دست بستہ حاضر اور
 مالگذاری میں بے غدر طرفہ تریہ سے کہ عورتیں انکی مردوں پر غالب چنانچہ نکاح
 وقت منجملہ ہر ایک امر محال لکھواتے ہیں کہ مرد اوس کے عہد سے کہو
 نہ لکھتے یہ شیوہ صاحب بی بیوں اور پردہ نشینوں کا ہرگز نہیں اس کے
 اسکے اپنے طور پر ناخونکی سیر کو اور حمام میں نہانے کے لیے جاتیاں ہیں
 خاوند کو اصلاً و طلقاً خاطر میں نہیں لاتیاں صاحب خلاصۃ التواریخ لکھتا ہے
 یہ میں نے بعض ہندوؤں کو دیکھا ہے کہ ایک خصم کو چھوڑا اور وہ میں دیکھ لیا
 غرض اپنی مدت عمر میں پندرہ بیس خصم تک کر لیا اون سے دوڑیں
 قصہ کوتاہ اس صوبے میں کثرت ہزارا و افغان کی بہت سے لیکن ہزارا
 مغل اسے مٹیں اولاد چغتائی خان بن چنگیز خان کی جانتے ہیں اور غزنویں سے
 تا قندھار تو مان ہندوان سے ناصر و بلخ محال دشوار گزار و جبال بیدار میں رہتے
 ہیں اکثر سرکان اونسکے بادشاہوں کے عمل سے خارج اور حاکموں کے احاطہ
 حکومت سے باہر اور افغان اپنے تئیں بنی اسرائیل کی اولاد کہتے ہیں انکے
 حاکم پر گز کا نام افغان تھا اوسکے تین بیٹے ایک کا نام ترین دوسری کا نام جغت
 تیسرے کا یمنین اول ترین کی اولاد و کثرت ہوئی اور ہر ایک اپنی جد و آما کے
 نام سے مشہور ہوا انس تین بیٹے سیانہ خرمین اور قندھار کا سیانہ خرمین

خولتگی داود زلمی پوست زلمی خلیل مہند اپنے نسب کا سلسلہ تریچ ہو گا
 میں اور سوانی جہلم اور کئی آفریدی خٹکی کرانی کا کری عبدالرحمان مہمانی آری
 مرغشت کو اور شیرزاؤنہ خضر خصل فلرئی لودی لوہانی سوری شہروانی کھکوری
 مہین کو اور قومین ادھنہین کی اولاد میں لغرض یہ سب قومین دریائے سندھ
 سے کا بلک سو کو کس کے عرصے میں اور قندھار و ملتان کی حدود سے تاہود
 کہ حدود کا فرستان و کا شعور سے ملا ہوا ہے تریچ سے کو تنک بستی میں
 اور اشخاص اس کے کو مہار و شوار گڈار کے اثر سے بادشاہی امر کے آگے
 سر نہیں جھکاتے بلکہ کچھ روپے دے دے اور سے بطریق انعام اور سافر و
 کھور سے اونٹ پیچھے بطور ابداری کے لیتے ہیں باوجود اس کے کچی کمال
 و سیاب کاروان وغیرہ کا لوٹ بھی لاتے ہیں اور ایسے دلیس سافر و
 کو پیکر کر غلام بناتے ہیں بلکہ بعضی اوقات سچ بھی دلتے ہیں غرض اور قوام
 میں چور کمتر ہوئے ہیں اور افغان سب کے سب چور اور جوان مرد و لطف
 ہے کہ تمام شہر کابل و دھنیں سے متعلق ہے اور پیشادرسے تین یا کابل
 کو جاتی ہیں ایک ننگش پر دور دروغے اسکے رستے بھی اور بھٹک
 و دور برکت بہت بچ کھنچ کر نزل مقصود کو پہنچتا ہے دوسرے کھریے
 کی مگر حلال آباد ہو نیکر شاہ راہ ملتی ہے یہ بھی درون کی ننگلی شیب از
 کی صوبت پانی کی فلت افغانوں کی لٹ سے خالی نہیں سیری راہ
 علی مسجد و خیر کی چشمہ جہود سے دیکھتے تانک کے کنارے درے سے
 اٹھارہ کوں لیکر وہ خیر سے دو سو کو تنک لے شیب و فراز کے

بدشواری ہوئی ہے پر نسبت اور راہوں کے سہل چنانچہ آمد و شد و لشکر
 کی اور کاروانوں کی اسی راہ سے ہے خصوصاً دیکھے سے مانڈے تیس کوئٹہ
 نہایت ہموار اور نکلے سے تاکابل چالیس کوئٹہ بھی چندان دشوار نہیں جہت
 نیلے رستے میں پڑتے ہیں پر مسافر بہت تصدیق نہیں کھینچتا قصہ مختصر تاکابل
 کے چار طرف گھاٹیاں ہیں بنا برسر کے فوج غنیم کی ایک اکی آہنیں سکتی اور
 دفعتاً ملک مذکور کو قبضے میں لائیں سکتی اگرچہ یہ صوبہ چندان حاصل نہیں
 رکھتا لیکن عقلمندوں کے نزدیک دروازہ ہند کا یہی اسی سبب کار و الہی
 وہاں کی سپاہ کے لئے بے صلح خطیر ہو چکے تھے کہ ایک سپاہی و سردار لدا
 اپنی بخوبی کرے اور کسی وجہ سے تصدیق نہ کھینچے کیونکہ اس سبب ایران
 کی فوجیں مملکت مذکور پر آسکتی تھیں کہ اگلے زمانے میں کابل جو ایک بادشاہ
 کے قبضے میں آگئی تھی تو پنجاب اور ہندوستان ناموں طول اس عہد کی
 ایک بنا اس سے ہندو کوہ تک یہ سو کوئٹہ عرض قریب قندھار سے تا پچا
 سر سو کوئٹہ مشرق و اس کے دریا کے سندھ مغرب رخ غور شمالی اندراب
 و بدخشان و ہندو کوہ جنوبی قریب تقر اور گرداگرد پہاڑ زمین سطح و ہموار بہت
 کم لیکن کھیتیاں سب جاگہ سرکارین آٹھ اور چھپشیں تو مان آمدنی بارہ کروڑ روپیہ
 اور بیس ہزار دام باج ملے ایک شہر کا بل کشمیرین شاہ وانی کا عمل کر
 اور لاہور میں سکون کا چنانچہ بالفصل کہ سن بارہ سے بائیس سو عین صوبہ مذکور کا حاکم
 رنجیت سنگھ اور سن بارہ سے اٹھارہ سہری سے صوبہ اکبر آباد و شاہ جہان آباد میں
 بموجب مرضی ظل اللہ شاہ عالم بادشاہ صاحب عالمیشان نے عمل کر لیا سابق

اس سے مہاراجا دولت رام سندھ یا بہاور کا تھا چنانچہ جرنیل ایک بہادر
 دام اقبالہ نے اس کے سرداران فوج کی لڑائی میں مارا بلکہ قلعے بھی اوتارے
 چھین لیے اور اسی شان سے صوبہ اریسہ بھی موالیان کمپنی بھارو دام ملک کے
 قبضے میں آیا آگے اس کے رکھو جی بھونسلے کا آسمن مل تھا وہاں کا بندوبست
 کرنل ہاکٹ بہادر نے کیا قصہ مختصر لایسٹ۔ وستان ایک تھیں بلوچ
 الملوک ہی جس شخص کے جو ملک کا تھہ لگا اس پر سوتی قبضہ کر لیا بادشاہ کا کسی نے
 پاش کیا ہاں ایک صاحبان عالیشان نے اطاعت و خدمت ترک نہیں کی
 چنانچہ اب بھی کہ سن بارہ سے بائیس تک ہیں اور کبر شاہ ابن شاہ عالم شاہ
 ہے فی الحقیقہ اس کی بندگی بجالاتے ہیں اور اطاعت سی با تھہ نہیں اوٹھاتے
 القصد تھوڑی سی کیفیت جب ہندوستان کی اور صوبجات کی لکھنے میں
 آئی اب تھوڑا سا احوال اس دیار کے بادشاہوں کا بھی ابتدا سے پانڈون
 سے لکھنا ضرور داکہ ناظرین کی واسطے ایک مختصر معقول ہو

آریش اول ہندوستان کی راجاؤں کی احوال

راجا بدیشتریکیر راجا تھوراکت ہندی تاریخوں کی کتابوں میں خصوصاً
 مہا بھارت میں کہ بڑی تاریخ اور بہت معتبر یون معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت
 ہندستان کی آغاز آفرینش سے پانڈون اور کورون کے خاندان میں ہوئی
 انی سے اوتے ہی آیا و اجا و سنے ملک کے ہیں اور راجا بنجاسل کے ہیں جب
 نو سلطنت کی راجا بنج برہمچ کہ پانڈون کا واد تھا ہو چکی اور سنی بھی ہوا
 دستہ اپنے اجا و کے بدل انصاف میں اوقات گزاری آخر کچھ ہا

ہوا اور کوئی اوسکی اولاد سے نہ ملا کہ کاربار سلطنت کے جاری کرے اور باد
 کو رونق بخشی تا کہ ان دولت نے آپس میں شورت کی کہ سوامی بیاس دوسے
 التجا کیجئے اور راجہ کی عورت کو اوسکی خدمت میں بھیجے تا کہ اس کے پیدا ہونے اور
 سلطنت کا اس خاندان میں باقی رہے القصہ پہلی عورت اوسکی پیکر مہر کے
 دیکھنے کی جو تاب لائی اوسنے اپنی آنکھیں بند کر رکھیں اس جہت سے اوسنے
 لڑکا نہ پایا ہوا نام اوسکا دہتر ارشٹ رکھا اور دوسری اوسکے چال کی چاب
 دیکھتے ہی کم کر رہ گئی تھی وہ لڑکا ایسا جی کہ تمام بڑاؤ سکا زرتھانام اوسکا پانڈوا
 تیسرا حرم کے پیٹ سے پیدا ہوا نام اوسکا بدھرا لیکن سب سے بڑا اندھا تھا اور چھوٹا
 کینرک ادھ اس سب سے سلطنت منجھنے کو ملی بجا ہوا چراغ اوس گھر کا پھروشن
 ہوا اور جہاں پھول باغ سلطنت کا دوبارہ کھلا غرض راجہ پانڈوا کے زور
 اور شجاعت کی قوت سے دشمنوں پر غالب ہوا اور ملکوں پر اوسنو قرضہ کیا بڑے
 کے نام کو جلادی اور بیرون کی بات رکھ لی لیکن بسبک شکار دوست ہمارے روز
 جنگوں میں شکار کھیلنے جایا کرنا گہاں کیا دیکھتا ہے کہ ایک ہرن اور
 حفت ہو رہے ہیں وہیں تاک کر ایک ایسا تیر مارا کہ ہرن اپنی مادہ سے جا
 ہو کر زمین پر گر پڑا اور وہ ہرن نہ تھا بلکہ ایک مٹی پستی تھا کہ اوسکے قالب میں
 اگر اپنی جوڑ سے جماع کرتا تھا القصہ حالت نزع میں اوسنے یہ کہا کہ خدا
 اسید کرتا ہوں کہ چلو بھی اسی حالت میں موت آوے اور عین لذت میں
 تیری جان نکل جاوے اور اس سانچے سے بہت مخموم ہوا کیونکہ تیر شمشیر
 کا اور کا دست رفتہ کا چارہ نہیں اسے فریے کی حالت بہا شرت میں اوس

یقین ہو گئی بنابر اسکے سلطنت کو چھوڑ جنگل میں جا کر ریاضت و عبادت میں
 ہوا لیکن بے اولادی سے کمال غمگین رہا دونوں جو رہیں بھی اس کی اس حالت
 میں سانتھ تھیں ایک روز پہلی جو برسے جب کا نام کتنی ہنسا کہا کہ جو کوئی لاؤ لڑکا
 ورنہ میں جاتا ہے ہمارے دین میں جائز ہے کہ جو کوئی فرزند نہ رکھتا ہو یا
 جہانے پر نہ ہو سکے تو برہمن سے اس بات کی درخواست کرے اور فرزند ہم
 پر بوجھ ہے چنانچہ میرا باپ جو بے اولاد ہوا تیرا کان لٹ و ناس بات کی
 درخواست بیاں دیو سے کی بنابر اسکے سیرا تولد اور میرے بھائیوں کا بیٹا
 ہے یہ سن کر اس کی عورت نے جواب دیا اگر میں اللہ میں جلوگی تو یہی
 بیگانے مرد سے ہم صحبت نہ ہو گئی مگر ایک بڑے ریاضتی سے بیٹے ایک
 سیکھا ہے کہ عالم ملکوت میں سے جس فرشتے کو چاہو بلا کر پتہ کہو لو
 اور لڑکا جنوں راجا اس بات کو سن کر نہایت خوش ہوا اور اجازت دی کہ
 وہ عورت خلوت میں لگی اور راجا دروازے پر بیٹھا کہ کوئی انسان وہاں
 پھٹکے نہ پادے بلکہ کوئی ذی حیات بھی نہ آوے نذرانہ عورت وہاں
 حاملہ لگی اور راجا کو ہمہ خوش خبری دی جب لوہنیے گزرے ایک لڑکا
 تو انجی نام اس کا جس نے رکھا دوسری بار اس کو کچھ سیڑج پیٹ رہا اور
 لڑکا زبردست قوی میل پیدا ہوا نام اس کا ہم سین کہا لیکن اس کی پیدائش
 کے دن طوفان ایک لمحہ درپیش آیا کہ ایک شیر مہیش اس جنگل میں نمود ہوا
 لوگ اسی دیکھ کر اسے خوف کے چلائے گئے کتنی ڈر کرے اختیار کئے کہ
 ہونی ہم سین اس کی گود میں ایک بیٹا پھر پر گریہ اور اس کے صدمے سے

پتھر پاش پاش ہو گیا دیکھنے والے استعجب ہوئے راجہ نے جانکا کہ یہ لڑکا بڑا ذرا
 ہو گا تیسری مرتبہ اس سطح ارض کو جتا دوسرا آسمان یہ آواز آئی کہ جیسو عالم
 علوی کا راجہ اندر حکمران ہے عالم سفلی میں جیسا ہی یہ لڑکا ہو گا اور لڑائی میں
 کوئی اس کا سامنا نہ کر سکیگا بعد اسکے دوسری جو رو بھی نکل اور یہ ہدیہ کو تو ام
 الغرض پانچوں بھائی حسن و خوبی و بہادری میں سبے نظیر تھے راجہ پانچوں
 سمیت جنگل میں رہتا تھا اور سلطنت ستیا پور کی دھرتی ترشیا و سکا پڑا بھائی
 کرتا تھا قصہ اسکے بھی جو رو کو پیٹ رہا پر دوسرے کے لیے ایک منفعت گوشت
 اور اسکے پیٹ سے نکلا لیکن فولاد سے بھی سخت تر تھا وہ بھوکا رہ گیا جیستی تھی
 کہ اس کو ٹھکے کو چھینک دیوے کہ اوستیو بیاس فریو آ حاضر ہوا اور کہنے لگا
 زہنار اسکو ضایع نہ کیجو کہ اس سے کتنے بیٹے زداور زامور پیدا ہوں گے تم آپ
 ٹھنڈا پانی چھڑکو جو میں چھڑکاؤ میں اور اسکے سو ٹکڑے ہو گئے پہر ایک کو
 آیا ایک سا کورے میں مثل ڈالکر احتیاط سے رکھ دیا چھوڑا جو دوسرے کڈرے
 اور ان کو زون کو کھولا بر کورے سے ایک لڑکا نکلا اسکے بڑا جو دین
 تھا جیست کہ وہ کورے سے نکلا گدھے کی مانند زمین کھود کر بیٹھنے لگا اور
 آواز سن کر گدھے اور گیدڑ زمین پر گر گس اور کوتے ہو امین فریاد کرنے لگے
 اور ہوا خیار آلود ہو گئی یہ حالت عجیب دیکھ کر نظارگی حیران رہ گئے سوا
 سو لڑکوں کے دوسری جو رو سے ایک اور لڑکا جنجیشن نام پیدا ہوا لیکن
 جو جو دین کہ ان سب سے بڑا تھا اور اسکے بدن پر نکو اثر گولی آگیا کہ جس سے
 اثر نہ کرتا تھا کیونکہ زمین نن تھا اور شجاعت و قوت میں نہایت اندر آتا تھا

کو تمام نکا ثابت کر مٹھا اور اس سنی کی دوا و بد کے اثر سے ملک پر اور مری
 جو رواد کے ساتھ سنی ہوئی بعد اس کے جو سنی اور پیشی اد کے ہمسایہ
 انہوں نے اس کی پہلی جو رد کو پانچوں بیٹوں پر بیٹے بنا پورین پہونچا دیا
 اکثر اشخاص نے نور ان کو راجا پاند کا بیٹا جانا اور بعضوں نے اس بات کو غماز نہ کیا
 جو جو دین دھرم تریت کے بڑے بیٹے نے بلکہ یہ کہا کہ راجہ پاند سنی کی دعا
 بد کے خوف سے عورت سے صحبت نہ کرتا تھا کیونکہ اگر ان کو اس کے فرزند جاتا
 وہ میں غیب سے آواز آئی کہ یہ راجا پاند کے بیٹے ہیں کہ ہندرت ملک کے وسیلے
 سے پیدا ہوئے پہر ہوا سے اس کے سر و نہر کھڑی رہا ساتھ اس کے آواز نکلا
 اور قرآن سے کی بھی آنے لگی اب غم سے عظیم آسمان سے اٹھا پھر تو تمام سنا
 قائل ہوا کہ یہ راجا پاند کے مقرر فرزند ہیں اور حکیم پیام کہ ان کے باب کا چھٹا
 شفقت سے اس کے پرورش تربیت پر متوجہ ہوا چنانچہ بڑے بڑے تربیت
 اور گنی ان کی تعلیم کے واسطے مقرر کیے مشاہیر بھی اس کے ٹھہرا دیے از بسکہ
 پاندون کی طبیعت قابل تربیت تھی تھوڑو دن بن ہویت علم سیکرہ بے بد و
 بلکہ فنون سپہ گری کے بھی اکثر حاصل کیے یہاں تک کہ نیز بادی و تیر اندازی
 شمشیر زنی میں کامل ہوئے پر جب شکر بنسٹ بڑا چھاپٹ خوشخو اور
 گو بکینک صفات و خوش اوقات مشہور ہوا فاطمہ بیٹ فرشتہ صورت
 کسی نے بھی دیکھا ہے ایسا بسترہ تھی اوشا نکا اس میں سترایا
 بلاشبہ تہا تھا اخلاق کا پچھلہ و زرت تھا مقررہ خیر و بد تھا اس کی
 تیر میں داخل غمرہ فقط اس کی طبیعت میں تھی راستی نہ کچھ اس کے ہاں سے

تھی بہا گئی نہ پہونچا کس کو ذرا دسے بچہ وہ تھا چین آرام کا ایک گینچ
 اور مجھدا جبکا نام بہیم سین تھا فنون کشتی و گرز بازی میں طاق اور زور و
 میں لگانہ افاق ہوا بڑے بڑے درختوں کو خبر سے اکھڑا نا کھل مٹھیں کود
 دسے پکٹا دلاوری و زور آوری میں نظیر نہ کہتا تھا تو طم کھڑا ہو کے حلق
 مارے وہ خم تہمتن کا دہان دسے ہو بند دم کہان تاب جوا دسے
 سنہ کہہ ہو گیا وہ کہ بہا گے ہے دیکھا دسے صورت کو دیوہ گرا و دم چڑھا
 ہاتھ دسے بہا رہے تو ایک حلقے سے اوسکو ڈالے اوکھا رہے جو میدان میں
 نکلے وہ گویے کو داب پہ تو ایک طٹ شیر و لکا نہ رہے ہوا آب پہ اگر
 مارے وہا نشین گرز کو پہ تو سر رہی کر دیوے البر کو پہ اور جن کہ ان دنوں
 سے چھوٹا تھا علم تیر اندازی میں بڑے بڑے استادوں پر فوقیت لیگیا اور
 فن کا اندازی کے ناموزن میں نامی ہوا آخر میں سفت اقلیم میں اسکا چرچا پھیل
 ملک ملک شہرہ پرا یہاں تک کہ اوسکی شوق کی کشتی طر زون کا آب ہو
 ہوا چنانچہ ایک شیر پھینک کر اوس سے کتنے تیر نکالتا اور دشمنوں کو مارتا اگر
 چاہتا تو اون تیروں سے ایک پردہ سا بنا با دو بار ان کا سدر راہ کرتا اور
 ارادہ کرتا ایک تیر سے اسقدر لگ نکالتا کہ ہر تیر و خشاک کو جلا دیتا کشت
 منہ آندی سمیت تیروں سے برساتا اور دشمنوں کو خاک میں ملا تا حیانا اگر
 اعدا کی طرف سے تیر آتے تو اونھیں ہوا ہی پر اسے تیروں سے کاٹ دیتا
 سو اسے ان باتوں کے لڑائی کے میدان میں نہ تر کے زور سے کھینچو بلند
 بھی پست گاہے فہرہ گاہے لاسو دشمنوں کو نظر آتا کسی دورانی صورت نہا کہ

نمودار و کالیسی سالکوں سے چہرے باتا قصہ کوتاہ یہ علم ملا کہ سے
 رکھتا ہے کہ تیرے چنگ کر نہ ترون کی قوت سے ایسے ایسے عجیب
 و کوبہ کوین اور ایک لکھ کو دیا سے حیرت میں دباوین والا ہے
 کہان کہ اس عجائبات کا منظر تو لیکن ارجن سے بعید کجا چاہے
 قد سے تراو نہا نظم وہ جو ہاتھ میں لیو سے تروکان پہ تو کہو سے
 کو غراب سان پہ اگر اد کے ایک تیر کی کھائے چوٹ پہ تو سمجھو
 بس لوٹ لوٹ پہ کچھو خالی پڑنا نہیں باو سکا وار ہے تیر قضا بار
 شعار پہ بجا ہے اد سے بان سے ہری پہ کہ پکان میں او سے
 بھری پہ نکل اور سہید کو بھی اد کے سوسٹا بجا ہے قیل واسط
 میں اسناد بھی ساتھ اسکے کار فی تیر بازی او شیخ زنی کے
 ایسا تھے شہ زور ایسے وہ دونوں جوان پہ کہ کا نہیں
 اونکی صورت بلان پہ جو رستم سننے اونکی لکار کو پہ و میں چنگ
 ڈھال تلوار کو پہ غرض پہ پانچون بہانی گسٹ کمال میں کامل تراو
 میں فاضل تر تھے باوجود اسکے آپس لگا لگی دیک جتنی اس تر کہ
 گویا خانی نے ایک جان کو پانچ لکھ سے کر پانچ غالب میں دلائی اور ایک
 روح کو پانچ جسم سے ملاو بچتا ہے لیکن جنت سے جو ہے پڑا تھا
 او سکوا پناہ دار و محتار کا جانتے تھے اجر کہ او کا ہر ایک
 نظم رکھا جسے نزگوں کو رضا مند وہ اسی کے کھائے پختون کا
 پڑون کی ایسے جو کرتے ہیں حدت وہی یاد تلو و دونوں جگہ

جیسا کہ جسکا سریش نیرگان چہ بلند اونکی کرگیا نشان نیروان چہ اور جہ خود
 بر ایما دہتر اشتی کا اوصاف حمیدہ پاندون کے دیکھ دیکھ اور سن سن
 اکثر خستہ ستھ میں جلیتا تھا خصوصاً بہیم سین کے زور و قوت کے معاینہ سے
 تو دھوان اور سکے ہرین ہو سے نکلتا تھا از بسکہ دشمن کشی سلطنت کا ایک طالعہ
 سے پاندون کے قتل کی تدبیر میں لگا چنانچہ بہیم سین کو سیر و شکار میں اور تنہا
 یا نہ ہر کہلایا اور کئی مرتبہ اسکو سو سے پا کر ہاتھ پاؤں باندھ لگائیں گریاں
 فضل الہی جو اس کے شامل حال تھا دشمن کا کچھہ حل نہکا اور وہ جون کاتون
 صحیح دستکار ہا دہتر اشتی کے سب لڑکوں میں چٹیشٹر کو جو قابل پایا تھا بنا بر
 اس کے اپنا ولی عہد کر کے انور سلطنت پر مختار کیا تھا اس سبب سے جہود میں سے
 دلیرانہ کش رشک زیادہ بھڑکی اخیاس کو کھلا بھیجا کہ میں چٹیشٹر کی اراہی سے
 کس طرح نہیں کرینکا اور جو یہ عرض پذیرانہوگی تو اسے نشتن ضیاع کر دیکار ہر ترا
 بیٹے کی خاطر سے آدمی سلطنت واسے کی اور چٹیشٹر کو فرمایا کہ ایہ سائون سمیت
 بڑا دھن ناجاوی جہود میں کو جو دشمنی دلی نھی اور چٹیشٹر کیانی سے پہلے اپنے رفیقوں
 کو پہنچا کہ وہاں گوندرا ل چٹ اور سچون سے گہرنا دین جب سے
 پانڈو اس ملک میں پہنچا پانڈو رہے لکھن تب قابو پا کر کسی وقت آگ
 لگا دیوین تاو سے رستہ کے سب جگہ را کہہ ہو جاوین اور نون نے موافق اسکی حکم
 کے عمل کیا لیکن پانڈو وہاں پہنچو تو ہی اون کے دکر و فرسے قہقہہ ہو گئی ایک سیرگ
 گہرین کہو دھکی اور کئی رات اس گہر کو آں لگا کر قہقہہ کی راہ سے نکل گئی ہر ایک عورت کہ نام د
 بھیل تھا اتفاقاً وہاں انکی تھی وہ اپنی پانچون پٹن سمیت جاکر لکھ گئی جہود میں کہ رفیقوں نے جانا

دے ہی پانچون اپنی مان سمیت جل بھی یہ خوش خبری اس کے پہونچانی
 سننے ہی اس کے نشاۃ اوکو آگئی اور افسردگی جاتی رہی جب باندوؤں نے
 اس مہلکے سے نجات پائی ایک خنک ملن پہونچ کر لباس باضت کا ہتھاور
 اختیار کی جس نرنگہ میں پہونچے تو جا کر تے جس حکمہ دلوڈو کو پاتے جان
 جہان گینڈے ارنے نظر آتے وہاں شکار کیلئے آخر کار تکیے میں پہونچے جب
 درپردہاں کا راجا تھا بیٹی اوسکی نہایت جلیلہ و شکیلہ اور نہیں دنوں جوان
 تھی اور چون پر چڑھی تھی مبارک اسکے راجا نے اپنے بزرگوں کے دیر سے اکثر
 راہ راہے بلو اگر ایک مجلس نشاط کی ترتیب دی جسکو وہ لڑکی پسند کرے اپنی
 کے ساتھ اسکو سیاہ دیوین ہندوؤں میں اسکو کو سینہ پر کتنے میں الغرض راجا
 ایک اپنی لکڑی پر سونے کی مچھلی باندھ کر میدان میں اسکو کھڑا کیا اور ایک
 بڑی دیگ نیل سے بھری ہوئی تھی اسکو چوٹے پر دھروادی ساہوکار
 ایک کان بھی نہایت کڑی نرسمیت پاس اسکو رکھوادی اور شرط
 کی کہ جو کوئی اس کان کو پہنچ کر اس پتھر سے کہ مچھلی اس لکڑی پر سے دیکھ
 ان پر سے اوس کی ساتھ اس لڑکی کو سیاہ دون اور اپنی دامادی میں کو ان
 جتنے راہ راجا کہ اس راہ سے پر اسے تھے اوس سیاہی میں خفیت ہوئے شرط
 بھانہ لاسکے یہ پانچون بھائی بھی قیرون کی مانند ایک کونے میں بیٹھے تھے
 دیکھتے تھے ارجن کے جہین جو کچھ آیا تیردکان اوٹھا کر ایسا ہی ایک تیر
 مارا کہ دو مچھلی لکڑی پر سے جدی ہو کر اس دیگ میں آہری وہیں نہا جا
 کی بیٹی درپردہی کو اوس دنگل سے لیگیا اور داغ حستہ کا ادیسکے کی لہان

کے دل پر دیکھتا تھا سناٹی اور سکے زور داری اور پھر پی دیکھ کر بھی کس رہ گئے
 کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اس سے مقابلہ کرے القعدہ اس لڑکی کے نصیب
 میں بدلتا تھا کہ پانچ مردوں سے اس کا عقد ہو بنا بر اس کے پانچوں بھائیوں نے
 اپنی ما کے حکم بموجب بیاہ کیا اور ستر ستر دن کی باری مقرر کیا یہ خبر جو لوگوں
 میں پہونچی کہ راجا پانڈ کے بیٹے جیتے جاگتے ہیں اور راجا دیر کی بیٹی اور کے ساتھ
 سیاہی گئی ہے دہتر رشتہ نے اسے ارکان دولت کی صلاح سے چکر لوگ
 بھیج کر ان کو بلا بھیجا اور بدستور سابق آدھا ملک جبر جو دہن پر بحال کہا اور آدھا
 اس کے ہوا۔ لے کیا لیکن طرفین سے قول قسم لیے کہ اسپس ربط و اخلاص رکھیں اور
 ملے چلے ہیں پھر ان کو خدمت کیا اور فرمایا کہ شہر اندر پرست میں جنہا کے
 کنارے جا کر رہیں یہ وہیں جا کر مقیم ہو سے وہی تانیا حال ملی کر مشہور ہو پانڈ
 کوتاہ راجا جدت طر کار و بار ملکی مالی میں لگا سوا سے اس کے بقوت تدبیر و وزیر
 شمشیر اکثر ملک اور بہت سے سر شیخ زیر کے سلطنت نے اس کی ہوت
 پکری اور دولت ات گت ہوئی راجہ جو حک کہ اس کے آبا و اجداد کو بھی ملنے
 رہا اور سنے بخوبی اس کو تمام کو پہونچایا اور راجہ جو حک مندوں کی اصلاح میں
 بڑی پیشیا سے بیان اس کا یوں ہے کہ انواع و اقسام کے کھانے پکوانے کی
 برہمنوں کو سونے روپے کے باسنوں سمیت بخشے اور پختہ تیرہ طرح
 کی غذائیں اور خوشبو ملے ہو اس کے اجناس نفیس پیش قیمت آٹ میں
 چلائے پر عمدہ ترین اس جگہ کی بشرط ان میں یہ شرط ہے کہ تمام روپے
 زمین کے راجا و بان جمع ہو دیں بلکہ سارے کام کاج اپنے دسے لیو ہوں

حکمت کرمانی بہرین یاسین و ہودین کھانے لگا دین پھر کیا سلمان اوسکو
 مہیا ہو جو حکم گفت اقلیم کا ہو سو ارجا شد شر کو خدا نے کیا تھا کہ تمام جہا
 کے حاکم اوسکے محاکم تھے اس سبب یہ ملک اوس سے خاطر خواہ سرانجام ہوا
 اور اوس کا تمام دے زمین میں نام ہوا جو ہودین بھی اوس ملک کے کاروبار
 میں اگر اوس کا شایک ہوا تھا جب اوسکی سلطنت کی یہ کچھ ترقی اور
 میں اس قدر زیادتی دیکھنی آتش حشر اوسکے سینے میں بھڑکی اور عداوت
 گئی سو فی ثنی سر سے آئی اور سوقت تو خفیت ہو کر سنبالو میں آیا
 اور رفیقوں سے اسے دلیر جو دہان گذری تھی اوسے بیان کیا آخر حشر
 کی بنیاد سلطنت اوکھاڑنے کے لئے اور نجات دولت اجاڑنے کے لئے
 شہوت کرنے لگا یہ ٹھہری کہ مجلس فار کی مقرر کیجئے اور دعا بازی کی جو چھوٹا
 ناما کمال اوسکا اس جیلے سے ماہرہ لگے قصہ کوتاہ اوسکو طایف حیل
 سے بلوا بھیجا بعد ملاقات کے دیر تک اختلاف باہر ہوئے کا چہرہ
 اور ماحبت کا باز اگر ہم ہوا بعد شہر کی نصیحت میں سرگردانی اور ہراس
 سمیت پریشانی جو بے یی تھی اوسکے دین عقل کے آگے پروہ پڑ گیا اور
 برا سوچنی سے نہ کیا باوجود اس عقل و دانش کے اوسکے دم میں آیا اور
 تین دام نرویز میں پہنچا یا آخر الامر تمام نقد و نسیں و سوار و خزانہ و
 اور دیے بلکہ خدا اسباب سلطنت اور محمل و شاہت تھا کہ اوسکے
 جیت لیا اور یہ ہاتھ جھاڑ دینا اسباب جی سے وہ ہوا جو نے
 بالکل موتی عقل اوسکی زائل ہو گیا یاسین کہ نہ آرو کا یہ دانائی

میں ایک تہا چوکا + دشمن کے خون کا جال مارا + یکدست و ساطعت
 لویا + دولت نہی بہان ملک گنوائی + دی ہاتھ سے مغت بادشاہی
 یہ مڑ سے قمار کے ہوا مست + بار اوٹا وہ گھر کا گھر در و بست + ملک
 ہی نہ ریاست اپنی تھامی + مالی میں ملائی نیکنامی + بختوں کی تھی صفت
 اوسکے شامت + یکمتر تہ جو بگڑ گئی مست + اقبال نے چوڑا اوسکا دالان
 ادبار نے آلیا گریبان + گھر پر پڑی دفعۃً تہا ہی + جاتی رہی صاحبی و شاہی
 اسپر ہی اکتفا نہ کیا کیلئے سے باز نہ اسقدر مہبوت ہوا کہ چاروں ہائیوں
 کو بعد اسکے اپنے تئیں پھر رو پدی کو نوبت بہ نوبت بار گیا فی الواقع کاریہ کا
 انجام ہی بد ہے یکے نقصان مایہ و دیگر شامت ہم سایہ حیف ہے کہ ایسا نیکنام
 یوں بد نام ہووے اور اپنا مال و منال ناحق کہو و بدیت تماشائی بختی تہ چوٹے
 بڑے + وہ گرداب حیرت میں کھسک پڑے + او بوقت و ساسن جیو وہیں کا بہائی
 بدلتی و سنگلی ہو درو پد کیو جو ٹون سو کیٹتا اور اول فول کیا اوس مجلس میں
 لایا حسب الامر جیو وہیں چاہتا تھا کہ نہ گا کرے اور وہ جیو سوتی فدا کی درگاہ
 میں اوسو اپنے ستر پر دے کے لیے دعا کی وہیں مستجاب ہوئی چنانچہ اوس جیو
 جو کھرا اوسکے بدن سے اوتا رو سرٹا الفورا و سکے تن پر عیب سے موجود ہوا
 اسی عنوان دیر تک وہ چہینا کیا اور نہ کھلا نہ کیا اوس اپنا کینچ سے
 ہاتھ ایسے کینچا شرمندگی ہو گریبان میں منہ ڈال لیا اس سے حاضران مجلس پر عجبات تہی
 ہوئی بسوں ماری شرم کو اپنی آنکھیں روند لیں اور جیو وہیں ساسن کو اون کے رفیقوں
 سمیت سیکڑوں باتیں کہیں لیکن وہ بی غیرت کچ خاطر میں نہ لایا اور افعال

دے ہاتھ نہ اوٹھایا بلکہ یہ بات ٹھہرائی کہ ایک بانی اور کھیلین اگر چہ شہر
 جیتے تو اپنا سا اہمال دولت سلطنت بلکہ جو کچھ ہمارے پاس ہے پھر کس کو دینا
 تو یہ ہاتھوں سمیت باز برس ٹانگے میں گداز کرے نیز جو ہن برس قسمی
 آدھے لیکن چھپا رہے ہیں اچھا نا اسیال یہود میں نمود ہو دے تو بہر بارہ برس
 تک بدستور یاد رہیں ہے جدھر کہ تو شوہر چاہی چکا تھا تو کہلا رہا تھا اس
 پر کہی کھیل اور پھر بار العباد کے اپنے ویدے پر کھائیں سمیت درود ہی کو
 لئے مستعدا ویدہ کی کہ ہوا او سو کر نام ایک شخص یا نون کا زیر خواہ کسی
 ہو کہ اسے درود ہی ان کے سامنے کون جاتی ہے راجا جو ہن کچھ دست میں
 وہ تھجے ایسے شخص سے بیاہ لیا کہ جوئے میں نیز سے تین نہ ہا یکا پھر دس سال
 شہر سے کہنے لگا کہ راجا یا ند کی بیٹی خواہ بہر اون کے حکم میں میں ساتھ ان کے
 ست جاؤ رہم میں جیکو جا سے قبول کر کہ اسودگی سے نری اور قاتل کے
 و آخر میں کیسی طرقت ایسی ایسی نہایت نین کہ اگر کسی میں تھے اور دے بکار
 خجالت سے اپنے سر پہنچے گئے تھے مگر بھیم سین چاہا تھا کہ انتقام لے اور
 ہر وہ گودن کو خوب سی سزا دی راجا جد شہر نے اعازت ندی آخر شہر
 سے نکلے اور جیل کی راوی کہتے ہیں کہ او موقع کچھ نچال آیا اور عروق
 بدون ابر سے نمایاں ہوئے اور ایک مالکان بہت آسمان پر سے ٹوٹ کر
 شہر پور کی اطراف میں پھرا صحرائی جالور بستی میں آئے گیدر بازاروں میں
 دن دیئے اگر چہ اسے کرکس گہروں کے دروازوں پر لوہے کے گھل نہ لو تو
 پر کھیلے درخت سے بہریم پھلے گئے گدے کا بچا جی بلکہ اکثر خپاؤں

سے نچے بغیر جن میں سید امیر کے یہ حالات دیکھ کر اکثر شکیون اور غیور
 نے کہا ان علامات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تھوڑے دنوں میں دھڑکن
 کے بیٹوں پر ایک پیرا عید پرے گا بلکہ نام و نشان اونکا نہ رہے گا قصہ کوئی
 پانڈون نے پہلے سے جنگل طے کے نڈان کا نام بن میں اپنا رہنا مقرر کیا کئی
 برس کے بعد ارجن تپیشا کے زور سے اندر لوک میں گیا اور اجا بد شریا فی بھا
 سمیت تمام سارون اور تیرتھوں میں پوجا تپیشا کرتا پھر ساتھ اسکے ایک
 جہات کو دید کیا ارجن بھی اون سے پانچ برس کے بعد تیر اندازی کی فنون
 سے ہے اور یہی فرشتوں سے سیکھ کر اسباب کجی و جنم سامنے لے ان
 الغرض پانڈون نے بارہ برس سیامان میں بری محنت اور شفقت سے
 کی عجیب و غریب صدمے اذکو پہنچے اور طرفہ طرفہ سے انھوں نے دیکھے
 آخر کار تیرہویں برس شہر بیات میں آئے اور اپنے نام تبدیل کر کے راجا
 کی سرکار میں لے کر ہوئے جو وہیں کے رفیقوں نے ہر چیز اذکو دیکھ کر
 پرکھوچ بھی نہایا جب تیرہویں برس تمام ہوا تب انھوں نے اسے تپیشا
 کیا اور جو وہیں کو کھلا پہنچا کہ دہرائی کیجئے اور ہمارے حصہ کا ملک سیکو دو کچھ اور
 غرور و نخوت سے قبول نہ کیا پھر انھوں نے پیغام بھیجا کہ ہم پانچ بھائیوں کی
 گزراں سکر لے یہ پانچ ممال یعنی کیتھل کرنال اندری پرناوہ اندر پرست
 ملین تو اسی پر قناعت کر میں پرخاش کا ارادہ نہ کریں جو وہیں نے جہا
 و رعوت سے اس قدر سہل پر بھی صلح نامی اور لڑائی ٹھانی جن راجا
 راجاؤں سے ارتباط و مشلو تھا اطراف و انوائسے اذکو بلایا اور راجا

جیستہ بی بی اپنے خوش وافر پار رو منگا کہ فرمانروای ممالک ہی طلب کیے ہوئے
 و نوخیز ہوا ان نامدار پیشاگر و زون پیادے لاکھوں سوار یکے پڑے پڑے دیوتا
 رات و نعت ہو سادت اسباب جنگی و قہلات سربا ساتھ لیر و وزن طرف اگر مہم
 اہو ہے کہ اس قدر سپا کی کثرت اور قوت کی بہت است کسی اور ایمن نہیں ہوئی
 اور نہ ہوگی نہ اگلوں کی نہ چھوٹے و کچھیں کے نظم یہ فوج کا انہوہا خرمو بہ نہ غلی ہی
 تل برابر ہوتا دیرے سرسرسارے و شیت چیل کو کہ لڑا تھا ایک سیری دل
 زمین پر یہ کہ پوجا و سدم پڑا کہ گا و زمین کا ہی چرک گیا۔ بیان کیجیے کہ یہ
 کہ جاگہ زمین پر نہ تھی و ہویہ کہ پوجا و پیاہے گئیں تاہین کب کہے ہوتا کہ گیا
 و سب یہ انہوہیوان و انسان کا وجہ دیکھا شط و بہشت و لیون کہا۔ ایچ ایک
 طرف خوف ہو یہ بڑا نہ پڑجای قحط آب او گڑہ کا + قحط کو تباہ کو کیست کا میں
 کہ اب تہا نیکر کے مشہور ہندوؤں کے تریک قہیم تیرہ او پڑا سب سے بلکہ
 انکا کہتے ہیں کہ پرماسی جب کہ غرض الکی قدرت ہو پیا شط گل نیل و فرسی پیدا ہوا
 اور خالق حقیقی کے حکم سے اس عالم کون و فساد کو اس خالق کیا بنا بر اس کے
 اس گرو کا اعتقاد یہ ہے کہ جو کئی بشر اپنی بائیں مکان میں دیو و اس جہا
 میں دوبارہ جنم لیوے اور عاقبت میں بہشت کے سچ عہد میں مکان پاک
 انہوں نے ہی یہی سچو کہ رزمگاہ و میں چالیس کوس کے عرصے ملک مقرر
 کی ہر طرفین سے سوار و پیادے کے غول کے غول اور غٹ کے غٹ
 پرے کے پرے نمود ہوئے گرد و غبار اس قدر اوڑا کہ زمین و آسمان
 نظر آنے سے رہ گیا کوس غزلی کی آواز بلند ہوئی اور طبل جنگی کی صدای

اسے لگی تکیب چکا رہے تھے اور کرکیت لگا کر سنے سو رہا و نہ تیار
 پہنچے لگا اور مار و مہر طرف بھٹنے لگے بوق حو و دم کی صدا سے رعد ہنرا
 اوٹھا اور بہادر و ن کے نعرے سن کر بلا دنگ کا نیپ گیا نظم
 اکٹھی ہوئی تھی یہ کچھ واں سپاہ + عطار جو گتا اوستے سال و ماہ +
 چارم ہی اوس کا ہنوا تمام + وہ رکھ دیتا خاکِ قلم لا کلام + بیابان
 بین جید ہر کو جاوے نظر + سپاہی سوا کچھ نہ آوے نظر + ترہ و توشہ
 کا مسطح تھا ہجوم + کہ جیسے گٹا آئے ساجت کی جوم + کرین اون کی تہاد
 کس پر قیاس + کہ دیکھی نہیں اتنی جنگل میں گھاس + لگی پہننے قرناے اس
 زور سے + کہ افس و سما بھر گئے شور سے ہوا اس قدر کوس جنگی کا شور
 صدا پہونچی دنگ کی گردون سے دور + جو نالہ فلک پر گیا بوق کا + جگر ہو گیا
 آبِ خبیث کا + جو انون کی ڈالین کٹر کئے لگین + شجاعون کی تیغین جھنجر
 لگین + الغرض پانڈون نے اپنے لشکر کے سات حصے کیے ایک فوج لگا
 رکھی ایک پرچھے ایک دالہنڈے ایک بائین ایک چچ میں ایک غول
 داہنی طرف کی سپاہ کا لکھی اور ایک بائین طرف کی سپاہ کا سپر
 لڑائی شروع کی پہلے ہیچم سین سے نزد مگاہ میں آکر ایک ایسا نفر
 مارا کہ جگر پلان منیلتن کا ٹوک گیا اور دل بہادران شیر افکن کا
 دھڑک گیا باقی اکثر جنگی مار بہا گے اور گھوڑے سوار و ن نیست
 بے شمار بہا گے پیراوس دیو پکونے اپنا گز گر ان پر سیاہ بھر کر
 ایسا مارا کہ ایک منہ بے سستے کتنے عمر کے

نوابوں سمیت خاک مراد کر دیے اور کئے بین سہرہ و جوان با ہم کمر کر مارے
 پھر جو چکا تو بہت باغی گھوڑے سواروں سمیت قوت بازو سے اٹھا اٹھا
 اس دور سے زمین پر پٹیلے کہ الکی الکی ہی بھی سبوت نہ ہی بلکہ نہ بھی دریا
 نہ ہو کہ انھیں آسمان کھا گیا یا زمین کھا لی قسطنطنیہ وہ میدان میں یون آیا نہ وہ
 کسان نہ کہ جوں دو نکلتا آئے شیر تیان سے تھوڑے تھوڑے لڑتے لڑتے تھوڑے
 ایسے تین آپ ہی ماریا یہ صدر تھا اس لو کے گرز کا نہ جسہ چور کرتا فرامرز کا
 نہ حضور اسکے جوان و انسان سے نہ جو آمادہ جانارہا جان سے نہ یہ مار
 سوار اس سے گھوڑوں سمیت نہ کہ یکسر ہر انگشتان سے وہ کھیت نہ
 زمین بھی جیسے ہو کہ شیر لکڑیوں کے گٹے میں کھسائی اس طرح سے فوج محلی
 میں میٹھا ہزاروں کو اپنے عقاب تیر کا طمع کیا اور سبکدوں کو شرف آید رک
 خاک میں سلا دیا نڈان کشتوں کے انبار لگا دیے اور لاشوں سے پہاڑ بنا
 دیے قسطنطنیہ کا تیر متک پر او سکا اگر نہ تو نکلا وہ باغی کی دم سے اور نہ
 جد ہر کچھ تلوار چمکے نہ اود ہر کی صفوں کو الٹ ہی دیا نہ لگا جیسی ہو کا او
 دار نہ نہ لی سالن بھی اود سنے پہر اکیارہ لگی کا سینے پھر نو ساری کشت
 کری لاش بر لاش کو ہون تلک نہ تھی اتنی جاگہ کہ کہی قدم نہ کشتوں
 کے تھی جابجا وہاں اٹھ غرض اس طرح پر ایک دلاور نے نہ کتا نہی و جانیاز
 کی شجاعت و سپہ گری کی داودی اور جو دین نے بھی اپنے لشکر کی معر
 کو آ رہے نہ کہ کئی حلقہ فیلان جنگی کے طلب کو اور پھر باکہ ہر باغی کی کچھ
 بچا جس سوار سلا ویکل اور دوتکے عقب ہزار ہا دے تلوار سے بے بدل سجد

رہن خب کہ ہاتھی فوج مخالفت پر پہلے جائیں یہ اون سے ملے جئے آئیں
 سبقت متسلل پہونچیں یکبارہ لاکرین اور تلواروں تلے وہ لہن لکین سرور
 سپاہ کا بھیکم تپامہ ورون اچا سچ وکرن دو ساسن و شگن کہ کیا اور اٹھن کی
 سلاح سے پانچ غول بنا کر چڑھ کھڑا ہوا اس کے ساتھ بھی پڑے پڑے بلداو
 کوہ پیکر قوت میں فیل مست سوز و آور شجاعت میں شیر شرزہ سیال
 لگوار جنگی عرش میں جہولنی تھی دیکھے سے اون کے روئین تنوں کی سر پہون
 تھی میدان کارزار میں آتے ہی پہلے تو اوہنوں نے تیر اندازی و نیزہ باز
 پیش چاہئے دلی کی کہ ہر دشمن و دوست کے منہ سے بے اختیار واہ
 اہ کی صدا نکلی پہر سونت سونت تلوارین پل پڑے بہرے نامی جوان
 ہو میں نہلا دیے اور کتے ہیں بہلوان مارے تلواروں کے کچھاد سے ماند
 سپاہ گھونٹ کھا جلی بلکہ بعضی بعضی صفا گئی سے پہٹ گئی نظم اور
 جب حملہ آور ہو سکے نہ تیغ اور ہر کے بھی اکبر ہونے چہ نہ نزدیک اٹھا
 نہون کی سپاہ نہ تزلزل میں آجاسے اور ہوتاہہ جد شہر کے اقبال کہ
 لئی نہ جہان کے تہان بارے پھر جم گئی نہ وے کور وں کے رفیقوں نے
 نہ نہ کی ایک ذرا ستمی میں کمی نہ خصوصاً بھیکم تپامہ الیال کہ کوئی او
 سنا کر سکا ہر وزا و سکے ہاتھ سے ہزار جوان نامی کامی مارے جاتے تھے
 جم تو اس کے ہاتھ کا لاکھوں میں کہاتے تھے غرض و سن کے عرصے میں
 نے لاکھ سوار و پیادے خاک و خون میں سلا دیے اور لہو کے دریا بہنے
 ان بہادری سے لفظ ہم لڑا اس قدر وہ کھا و دلیر لگا ہی دیے

رن میں کشتوں کے ڈھیر + کمان + تیر + نیز + اور کاؤسکے غل + ہوا کی ہوا
 شیط خون پر لاشوں کے پل + وہ تیر و فاجسٹوف پل گیا + اگر کوہ تیر
 او سٹوف پل گیا + جو ہوا تھی یہ ایک ہاتھ + ہسکا لگا + تو وہ کوہ پکیر ہی
 دو ہی ہوا + یہاں سے ہزاروں ہزاروں سوار + لیے اونٹن بس ایک
 حملے میں مار + پھر تو آتش جہال و قتال نہایت بھرگی دھواں اوسکا
 ایسا گھٹ گیا کہ اپنا سیکانہ سوچنے سے رہ گیا بیٹا باپ کے سامنے
 ہوا اور نتیجے سے غیچا سے مقابلہ کیا بہا بنیا ہوا من سے رٹنے لگا ہوا
 بہائی کا قاتل بن گیا شاگرد استاد پر دوڑ پڑا جیلا گرد کے منہ میں آخر کار
 نزدیک کا ہتیار باہم چلے لگا ملک الموت کا بازار گرم ہوا لاشیں لاش
 اور تمام رزم گاہ کشتوں سے بھر گئی لہو کا دریا زور شور سے بہنے
 لگا گہر و بھار نام کو کہیں نہ رہا فانیان طرفین کی بہادری و دلوری
 دیکھ کر شیر آسمان کا زہرہ پانی ہو کر رہ گیا اور جلا و فلک ہکا بکا رہ گیا
 جہاں تک بیک نظر راستہ سے آہام پارہ پارہ ہی نظر آتے تھے اور جس جگہ رزم
 میں لڑتے تھے وہاں کشتگان کچلے جاتے تھے ہتیار و فتولوں کے اس کثرت سے کہ
 زمین کتنی آہنی پہاڑ بن گئی اور یورگی بھی بہتات ہوئی کہ قطعاً وہاں کی زمین
 لنگا جی ہو گئی بسکہ کشتوں کو نت و خون کی باس والی سب سے دور و قریب ہوا
 مردہ خواریتا کہیت میں بدتر کہ خوب سیر ہو اور جنگاں منقار پتھر مانتے ہر
 جانور ان صحرائی بھی مات کہ ہمارے دشمنان مردوں کا گوش کہا کرتے تھے
 یزیدت اور یہ خزان کہتے ہیں کہ جہاں دس ہزار جوان کہتے آتے

وہاں ایک دھڑبن سرکا اور ایک سر بن دھڑکا قصہ کسان و نعرہ زنان
 پہر تاسے پہ اس لڑائی میں تو ہزاروں لاکھوں مارے گئے تھے کتنے ہی
 بے سزا و سزا بے پیکر قصان و دوان پھرتے تھے سنا تمہ اسکے آواز
 بزن بکاش کی ہر طرف سے آتی تھی اور اسکی بیبت سے سننے والوں
 کی جان چلی جانی تھی فطم لڑائی کی سیکو بھڑائی اُننگ پڑا خوب ہی
 گرم بازار جنگ پڑ صفوں سے بہم تیر چلنے لگے پڑا لہو کے خواری اور جھانے
 لگے پڑا لگا ایک کو ایک للکارنے پڑا پد بھی پسیر کو لگا مارنے پڑا ندان آہن
 تلوار سی چلی پڑا افلاک میں ہی پڑی کہیلی پڑا جہان تک تھی اکسپن لڑا لڑو
 پڑا ہر ایک نیت کشتونکے پشتے ہوئے پڑا ہوا بحر خون دشت میں جڑ پڑا
 اور دھمیں لگے ترے کشتونکے تن پڑا چلی آتی تھی وہ بزن کی صدا پڑا دوز
 زن بولتا تھا پڑا قصہ کوتاہ اٹھارہ دن تک بازار قتال علی الاصلہ گرم
 دھا اور جھٹھا اکسپن چلا کیا سچ تو یہ ہے کہ طرفین کے بہادر وں کی دلاوری و
 بہادری کی تعریف و توصیف احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے گویندی کی
 کیا طاقت جو بیان کرے اور کہنے والے کی کیا قدرت کہ لکھ سکے لیکن
 فتحنامہ دبیران قضا و قدر نے جو راجا جید شہ کے نام پر لکھا تھا بنا براسکے
 اپنے اقبال کی یاد دہی و کرد سے اور طالع کی یاری و مدد سے لڑائی مار
 چلائی جو بدین بہم سہن کے ہاتھ بڑی طرح سے مارا گیا اور اپنے اعمال بد کی
 سنگو ہو گیا اور اس کے بھائی بندوں کے بھی سب بند چدے ہوئے اور کئے
 کی موت ہوئے قصہ مختصر طرفین کے لشکر میں اٹھارہ لاکھ اٹھائیس

رن میں کشتوں کے ڈھیر + کمان تک فہر و زور کا اوسکے غل + دیکھا
 شط خون پہ لاتوں کے پل + وہ ستیرو غا جسطرف پل گیا + اگر کوہ ہوا
 اوسطرف پل گیا + جو ہوا تھی یہ ایک ہاتھ اوسکا لگا + تو وہ کوہ پیکر ہی
 دو ہی ہوا + یاد سے ہزاروں ہزاروں سوار + لیے اونٹن بس ایک
 صلے بن مار + پھر تو آتش جہال و قتال نہایت بھرگی + وہوان اوسکا
 ایسا گھٹ گیا کہ اپنا ہی گناہ سوچنے سے رہ گیا بیٹا باب کے سامنے
 ہوا اور نہ بچنے چاہے سے مقابلہ کیا بہانہ ماموں سے لڑنے لگا بلکہ
 بسائی کا قاتل بن گیا شاگرد استاد پر دوڑ پڑا جیسا اگر دے کے نہ جتا آخر کار
 نزدیک کا ہتیار باہم چلنے لگا ملک الموت کا بازار گرم تھا لاشیں لاشیں
 اور تمام رزم گاہ کشتوں سے بھر گئی لہو کا دریا زور شور سے بہنے
 لگا گرد و غبار نام کو کہیں نہ + غازیان طرفین کی ہمدردی و دلاوری
 دیکھ کر شیر آسمان کا زہرہ پانی ہو کر بہ گیا اور جلا و فلک ہکا بکا سا رہا
 چھانک بیک نظر مارتے تھے اہسام بارہ پارہی نظر آتے تھے اور پس بکھینچتے
 میں بڑوں کہنے تو آئے تھے کمان چلے جاتے تھے ہتیا رفتوں کی اس کثرت سے کہ
 نہیں کہتی آہنی سار جگتے اور یو لگا ہی رہتا ہے ہوتی کہ قطع و جان کی زین
 لگا جی ہو گئی بسکہ کشتوں کو کشت و خون کی باس + اگر سچے دور و دیکھ پوچھی
 مردہ خواریتا کہیں میں اور کہ خوب سیر ہو + اور جیگاں منقار پنہن بات
 جانوران حیرانی ہی مانا کہتا رہتا رہتا تھا مردوں کا گوش کہا کہ تن گئے
 مڑتے اور مرد جوان کہتے تھے کہ جہان دور ہزار جوان کہتے آتے

وہاں ایک دھڑبن سرکا اور ایک سر بن دھڑکا قصہ کنان و نیرہ زمان
 پہتر ہے پہر اس لڑائی میں تو ہزاروں لاکھوں مارے گئے تھے کتنے ہی
 بے سرو سرہ مارے دیے پیکر قصبان و دوان پھرتے تھے ساتھ اسکے آواز
 بزین بکیش کی ہر طرف سے آتی تھی اور اسکی ہیبت سے سننے والوں
 کی جان چلی جاتی تھی فطیم لڑائی کی سبکو بھجرائی اُننگ پڑا ہو خوب ہی
 گرم بازار جنگ پڑے صفوں سے بہم تیر چلنے لگے پڑا ہو کے خواری اور چہلنے
 لگے پڑا ہو ایک کو ایک لگا مارنے پڑا ہو بھی پسر کو لگا مارنے پڑا ہو ان
 تلوار ایسی چلی کہ افلاک میں ہی پڑی کہلبلی پڑا ہو جہاں تک تھی اکسپین اڑا ہو
 پڑا ہو ایک سمت کشتوں کے پشتے ہوئے پڑا ہو بھر خون و شت میں جڑ
 اور زمین لگے ترے کشتوں کے تن پڑا ہو چلی آتی تھی وہ بزین کی صدا پڑا ہو
 رن بولتا تھا پڑا ہو قصہ کوتاہ اٹھا ہون تک بازار قتال علی الاتصال گرم
 رہا اور پھر اکسپین چلا گیا سچ تو یہ ہے کہ طرفین کے بہادر وں کی دلاوری و
 بہادری کی تعریف و توصیف احاطہ تحریر و تقریر سے باہر ہے گو میڈی کی
 کیا طاقت جو بیان کرے اور کہنے والے کی کیا قدرت کہ لکھ سکے لیکن
 فتحنامہ سیران قضا و قدر نے چورا جا جید شہر کے نام پر لکھا تھا بنا بر اسکے
 اسے اقبال کی یاوری و کد سے اور طلوع کی یاری و مدد سے لڑائی مار
 چلائی جو جو دین بہم سہن کے ہاتھ بڑی طرح سے مار گیا اور اپنے اعمال بد کی
 سزا کو ہو بچا اور اس کے بھائی بندوں کے بھی سزا بندہ سے ہوئے اور
 کی موت ہوئے قصہ مختصر طرفین کے لشکر میں اٹھا ہوئے لاکھ اڑتالیس

ہزار ایک سو ساٹھ سو اور پاد کے لی بھڑکے سو اسے باہر سے پہنچا
 کے تھی اور میں سے ہر جہت گیارہ آدمی جیسے بچے پانچ تو یہ بھائی اور چھ
 اور سو اسے ان کے سب کے سب جوان والیاں کہیں سے واقعی تو یہ سے کہ تھی
 فوج کی کثرت اور کشت و خون کی شدت کسی لڑائی میں سے کہ خلفت آدم
 ہے آج تک نہیں ہوئی اور کسی موضع سے اس طرح کی جنگ جہاں دوسری
 کسی بار کچھ نہیں کی تھا کہ نوع انسان میں عجیب شہر ہو اور اکثر اہل
 میں ہاتھ پیرا ہونے ہمارے چنے بیٹوں کو روکھیں اور لاکھوں توڑیں اسے خاویز
 سے ہاتھ دھو بیٹھیں ان کے روتے پیٹے کا شور و غوغا یہ بلند ہوا کہ خلافت عظیم
 یہ ہو چکا اور سقد خون جگر لاکھوں اسے جاری ہوا کہ ایک دے عظیم بہ جلا بلکہ
 کتنی رنگینان شدت غم سے ہلاک ہو گئیں اور ہنری جلیک خاک ہو گئیں اکثر
 نے کھانے پینے سے ہاتھ اور ہمایا ہزاروں نے اپنے تئیں کو ٹھون کی تلے گرایا
 رباعی یہ شور و فغان جہان کے ہیچ ہوا ہستی میں و ساگر یہ دہری کی صبرا
 آواز سنی جانی نہ تھی کان پر سے بہ ہر روز شور و شہ ایک برپا تھا جب فتح
 کے بعد راجا بد شہ نے یہ احوال کیا نہایت متعجب ہوا حضور صبا خج
 واقربا کے مارے جانے سے اور دوستوں سے کہتر گئے اسے ہر یوں ہر
 اور سنا دوں کے ہی کھیا نے سے ہر تہ نادم تھا ملک حیات شعاع کی روشنی
 اور دنیا کی یوفانی باقی ماندگی کی بربانی کا دھیان کر کے کہے جا رہا تھا کہ ملک
 سے ہاتھ اٹھا دے اور ریاست چھوڑ کر گوشہ ریاضت پرے کرے کہ اس
 عظیم کی مکانات ماقبت میں نہ ہو لیکن بھگت پر بارہ نے وہاں

لی کہ زمیندار سلطنت کو ماتہ سے نہ کہو اور بادشاہت سے کنارہ کش نہ ہوا
 ہاں مردم آزاری نہ کرنا اور رعیت پروری پر دھیان دھرنے کا بادشاہوں کو اسکی
 ترک نہیں عذاب ہی اور بجالانے میں ثواب بعد اسکے کئی وضع کی خیرات اور
 کئی قسم کے تصدقات بتلا دیئے تفصیل اونی اس فن کی پوچھیو نہیں لکھی ہے
 راجا جدمشتر نے بھی اوس بزرگ کے کہنے پر عمل کیا اور نظام اسو سلطنت پر
 دھیان دہرا پہلے تو راجا دھرتراشت کی خدمت میں بہتا پور کے کچھ آیا اور
 اوسکے بہائون سمیت پرہا دیا بہت سی معذرت کی بعد اسکے چچا کی اجازت
 سے راج پریشیا ملکی مالی مقدمات کو انتظام دینے لگا اور چارون بہائیوں کے
 اتفاق و معاونت سے چند روز میں بہت اقلیم پر قبضہ کیا اور وہی زمین
 کے سلاطین پر غالب ہوا راجا باغی سرکش جو کھے انکا سر جھکایا اور سنی
 کو شغال کر دیا اور سنے ہا آباد نہو تمام عالم کو نوکر ہر ایک خرابی کو لہیا اور
 لیکن میاں یونے جو کہا تھا کہ جگ اسمید کے بجالانے سے بہائیوں کی
 مارے جانے کا خلق و مکر جو دل پر ہے بالکل رفع ہو جائیگا اور گناہوں کے
 لغز سے کو بھی سی کفایت کر لیگا جگ اسمید ہندوؤں کے نزدیک ایک عجیب و
 خاص کو کہتے ہیں طریقہ اوسکا یہ ہے کہ راج مسکون کے عمل کرنے کے ارادے پر
 پہور اکھ کتنے اوصاف لکھتا ہوا اسکو طلق العنان کر پہور دیتے ہیں اور ایک
 شکر عظیم و فوج جنگیں اوسکے عقب تعین کرتے ہیں کہوڑا جد پر جد پر چا
 امیر ہے ہر شہر کا حاکم رئیس کہ اوسکے آنے سے مطلع ہوا چاہئے
 ہوگا اور دل کو نکلے اور کچھ پیشکش دے اچانا اگر کہیں کا حاکم یہ امر بخلا دے

اور پھر جاریے کو سردار فوج کو لازم ہے کہ گھوڑا وین باندھ کر اوسکو بہت
 قرار واقعی کرے حاصل یہ ہے کہ حکام روسے زمین سے نعل بندھی لٹیا
 اپنے مکان میں پہونچے لیکن یہ جاگ اوس سے ادا ہو جو حکمران
 اقلیم کا ہو سوزاجا جسٹر کھانا بار اسکے سے وغیرہ جاگ سمیٹ کے کچل
 پرستند ہو کر تیاری کی اور ایک گھوڑا بھی اوسی رنگ کا بہم پہونچایا
 اور اوسی روز سے راجہ و راجہ کے ارجمند کو ایک فوج تیار ہو دیکر
 متعین کیا اسب تک جو جس ملک میں کہ پہونچیا وہاں کا حاکم سیوانی کو
 آنا اور اطاعت قبول کرنا کسیکو مقدر نہوا کہ سربانی کر سکے اور زمین
 میں کمی کرے ایسا تھیں جگہ جانا وہ اسب خوش خرام نہ چوسا آکا
 قدم تر خاص عام وہاں کا حاکم پیش کش گذارتا ہا اوسکا آنا مقرر
 جاتا ہا ملک اوسکے کو کہ تہا زیر نگین نہ پرو دین جانا عظام کسہرین نہ
 القصہ ایک برس کے بعد ارجن ہو اسب فوج سیریں سکون کی عزت
 پایا اور شاہان وقت کشور کو اپنا فرمان بردار بنا نقد و حسن سے اتھا ساہتہ
 نے جسٹر لختیت میں مشر ہو اور روسے زمین کے سلاطین کے
 بطیع ہونے کی خبر پہونچائی راخانہایت خوشوقت ہوا اور مال دولت
 ہر ہمنون محتاجوں کو الیا بخشا کہ ہر ایک کو لکڑی کے مہرے کو پہونچا اور
 نے نیاز ہوا راجا مال دروسیم اوستے بہان تاک کشتا کرنے لگا راج
 ہر برس میں ہو کہ ہاہ فارون سا ہوا جان میں ہر ایک گداہ کیا دان
 کرے کوئی کہ شلتا نہ لایا بعد اسکے امور سلطنت و حکومت کو خاطر خواہ

انتظار دیا اور پور عدل و انصاف سے جہان کو روشن کیا سو اوجھل
 سخت اقلیم میں کہیں باقی نہ کرنا خاص و عام سیاہ و عسیت کے کال آئو
 ہوئے اور چین کرنے لگے اہل حرفہ و صنایع اپنے گنہگار کتاب کی بدو
 مرقہ احوال ہوئے سوداگر مہاجن اپنی تجارت و سود کے نفع سے مالا مال
 اوسکے وقت میں مینہ اپنے وقت پر برسایا قحط کبھی نہ پڑا زراعت
 افراط سے ہوا کی زمین اناج سے بوجھن ہوا کی درخت میوہ دار بھوبی
 پھلا کیے پہول اقسام کے کثرت سے پہولا کیے چشم طیز بھی شست
 دباغ میں کھائے بھرتے کھولین کرتے تھے گزندے و رندے سے
 سطلو نہ ڈرتے تھے جوگی جنتی نبشی سنی ہر ایک اپنی اپنی پیشا اور جو
 میں فراغت سے لگا ہوا بندت کبشیر جو تکی بلکہ ہر ایک گنی طالب علم
 اپنے کام میں سدا بیت کیسکو نہ تھا عہد میں اوسکے دکھ نہ ہر ایک
 شخص کرتا تھا دن رات سکھنے چوری اور ریزی فساد و عدا و جھگڑا قضیہ
 جہان سے اوٹ نہ گیا تھا محفیت اختلاط و ارتباط الیمین دن بدن بڑھتا جاتا
 تھا شہری بیابانی بکری بری مدام چین کرتے تھے ضعیف و ناتوان کسی
 نہ زور و پہلوان سے نہ ڈرتے تھے بیت کیسے نہ تھا دلین خوف و
 ہر ایک شاو رہا تھا شام و سحر سخی لیا رہا کہ اسی ہزار برہمن اوسکے
 رسوئے خاتے میں کہاتے تھے عادل لیا کہ اوسکے وقت میں داوی
 فریادی تلاش سے بھی ہانہ نہ آتے تھے ایسا نہ فریادی آمانہ دیا
 داو خواہ نہ نقطہ ایک کہتے کو بھی عدل آگاہ نہ سخاوت کا بھی اوسکے

پایان نہ تہا نہ کہ گوہر نشان لیسنا نسیان نہ تہا ایک جہد میں اس کے تھا سب
 درجہ تہا تہا دن رات بندہ راست گواستہ تھا کہ کبھی بھول کر بھی جہد نہ
 یو لا اور سوائے سخن حق کے اور سننے لب نہیں کہو لا بیت نہ غنہ سے نکلا
 اپنے حروف دروغ کہ دونوں جہان میں ہو تیرا فروغ حق رسید و حق شناس
 اس مرتبہ کہ آج تک پہنچا کافروں اور سیکے لہو یقہ پرانی ہے اور اسی کا چلن عمل
 قابل خرق ناصت اس کے چہوٹے بڑے کہاں تہہ میں اور اس کے اوصاف کا بیان کیا
 جانتے ہیں بیت سمجھتے ہیں سعادت اس کی توصیف نہ اسی خاطر کیا کرتے
 ہیں تو لیت ہے بعد اس کے الی الا ان کہ چارہزاروں سے اکاؤنڈ کے راج کو گدی
 بین و لیا والی ملکیت کا دوسرا دنیا میں پیدا نہیں ہوا اور اس میں ضابطہ اور
 پسندیدہ کے ساتھ کوئی صاحب تاج و تخت کسی بشر نے نہیں دیکھا ایسا
 تھی اس کی ذات صفات کریمہ کی منشا بخاری حق کر کے کوئی اس کی مدح و ثناء
 جب میں نے میں اس کا نظیر کوئی نہ تھا نہ تو کس طرح سے ہوا میں زمین و آسمان
 باوجود اس وقت و قدرت کے دہر تراشت کی خدمت سعادت جانتا تھا اور اس کی
 رضا بندی میں پر مقدم رکھتا تھا اس کے سارے کار و بار والی علمی ہوائی
 حکم اور صلاح کے سر انجام دینا اور اہل کاروں سے رہا بقا اس کے کام لیا
 مرتبہ اس کی خدمت گذاری و فرمان برداری کی کہ اپنے بیٹوں کی سلطنت کو
 بھول گئی کیونکہ اتنی حکومت اس کی ان کے ذہن میں کہو نہ ہوئی تھی اور اسی علت
 اس کی کسی نے نہ کی تھی جب نبولہ بریں سلطنت گذرے اکیڈن بھیج میں کہ دہرا
 کہ گرگ و دست نہ کہتا تھا غم نہ ہو کہ کہو لا ایسا نہ ہو دے میں جتنے زور سے

سو بیٹے دہتر اٹھٹھ کے مہ فوج میں مارے اور تیغ تیز سے اوند کے سر اڑا کر
 یہ منکر وہ نہایت آزرہ ہوا اور وہاں کے رہنے سے درگزر ایست یہ ہو سکے
 تو اور کئی مرتبہ کہا وے پر مر د کڑی بات کیسی نہ اٹھا وے پھر آخر دنیا سے
 ہو کر اپنی زوجہ اور پانڈون کی ہانگنی کو ساتھ لے چا سمیت جنگل کی طرف چلا گیا
 عبادت اور ریاضت میں مشغول ہوا چندین برس کے تھانیر کے تالاب کے کنارے
 یا ہر و امین لکھ اس جہان سے راہی ہوا چنانچہ پارس و یونان یہ حال تمام کیا
 اور کورون پانڈون کا سارا ماجرا لکھ اُنکے اجداد کی بھی روداد و سوانح اسکے آگیا
 قصہ نادر و عجائب پر تفصیل لکھی بن اور اس مجموعے کا نام مہا بھارت رکھا گیا
 وہ تھمن لاکھ اشلوک اور اٹھارہ باب کو ہے اوہ میں سے چھاسی ہزار اشلوک بیان
 میں ان امور کے بعض حقیقت طر قیث و حق جوئی و خدا طلبی اور بعضے عدل و
 نصاب میں کتنے تھمن میں سب و ملت کے رویوں کو اور کتبکی عالم کی کیفیت کو
 باقی ہی چوبیس ہزار سو دلا ورن بہادر ورن کے جلال و قتال میں اور اس کتاب
 کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مہا بزرگ کو کہتے ہیں اور بھارت بمعنی جنگ چھانچا اور پانڈین
 عظیم کے مذکورہ طور میں اسی جہت سے مہا بھارت اس کا نام ہوا اور دوسری تقریر
 اسکی وجہ تسمیہ کی یہ ہے کہ پانڈو اور کور و راجا بھرت کی اولاد میں چنانچہ میں
 پشت اوند کے اجداد کی اسکو پہونچتی ہے اور وہ راجا عظیم الشان تھا مہا مہا
 اس کے تصرف میں تھی اسلئے یہ کتاب اس اسم سے موسوم ہوئی اس میں مہا مہا
 اپنی ماکہ پیدائش کی حقیقت اور اسے پیدا ہونے کی کیفیت بھی اس طرح لکھی ہے
 کہ چندیر سے مین ایک بہت بڑا راجا تھا کسی دن جنگل میں حالت نشوونما کر رہا

اور سکوانی ایک پامی چور کا یہاں تک دھیان بندھا کہ ہار کی شہوت کے
 منزل ہو گیا پہاڑی مٹی کو ایک پتی میں اور سبے پیٹ کر شاہین شکاری سے
 حوالے کیا تا محل میں جا کر اس محبوب کو پہنچا دے وہ اسکو چوڑی میں لیکار
 جب پیر ہو گئی کہ ایک شاہین اس سے دو چار ہوئی جانا دسنے کہ اسکی چونچ
 میں لٹھ ہے اسے گتھہ کئی نڈان اور دو لون میں ایسی لڑائی ہوئی کہ وہ پنا
 سفار سے چھوٹ گیا مٹی ایک مچھلی کے منہ میں جا چری قدرت خالق ہی اسکا
 پیٹ رنگا بعد اس مینے کے ایک چھوڑ کے چال میں وہ بھنسی اور سنی پیٹ
 اسکا جو چاک کیا ایک لڑکا ایک لڑکی دو گانہ پیدا ہوئے نہایت شمع ہوئے
 اور دو لون کو راجا کے روپر و لگیا ماجر بھی سار کہہ سنایا راجا نے لڑکا تو ابھی
 میں لیا اور تھیں اسکا نام کہا جب بڑا ہوا ولایت دیا سے ستیج کی اسکی جائیکہ
 کوئی چنانچہ وہ اسی سبب ماجھی دایا کہ لائی اور لڑکی اسکو پھیری مای کیس
 اسکو بالاپرورش کیا از لیکہ اس کے بدن سے مچھلی کی باس آتی تھی ہمارے
 مجھووری اسکا نام چھرا دیار اکثر اوقات رہتی اور ایک ونکی پرواد صادر ہوتا
 اوتار کر فی ایک مدت اس طرح گزرتی کہ لیکہ ن پراسرین سبکت بن شبت
 کہ بڑا عبادتی ریاضتی تھا اس دریا سے پار تیرے لیکہ ایک لیکہ اسکی
 لڑکی کے چال ہمال پر جا چری زمام اختیار کی ماتہ سے چھٹ گئی اسقدر
 ہوا کہ اس سے ارادہ مبارک ہو گیا وہ لڑکی اسکی غلطی ولایت ہو کر
 بولی کہ میں تو حاضر ہوں پر نظر اگیوں کی شرم و انگیر ہے اس میں متواضع لیکہ
 اقسو پیر اور میں لیکہ سیاہ اٹھا لکھوں کے اس کے ایک پروا سا لڑکا ماتہ کو

سے رہا تب اوستہ اوس نازنین سے ساتھ مقاربت لی فی الفور وہ حاملہ ہو
اور ایک لڑکا جنی ہلکا اوستہ وہ چودہ برس کے لڑکوں کی مانند ہو گیا اور اپنی مایا پر
کی تعلیم تک پیم بجا لاکر خدمت کے جنگل میں جا جب پیم شغل ہوا اقصہ پر
لی کر امت کے سبب کسی نے اوس ضرر کو اگر حالت مجاسحت میں نہ کیا اور اس
دلو کی ولادت سے بھی کوئی واقع نہ ہوا اس واسطے کہ وہ کواری کی کواری رہی مگر
چھلی کی بوجہ اس کے بدن میں تھی وہ خوشبو سے بدل گئی لطف یہ ہی کہ اب
کو بہر پہر کے عرصے سے زیادہ نہ لگا بعد اسکے وہ عورت راجا ساتین کی زوجہ
اور راجا چتر پیرج کو روڈن پانڈو کا دادا اوس سے پیدا ہوا اقصہ خضر جبکہ بیاسی بوجہ کو
بہارت اشتغال و اعمال سے حالت کشف کی حاصل ہوئی اور انکے اوس کی دل کی
کھل گئی تب طبیعی و ریاضی و منطق و مناظرہ بلکہ سارے علوم متعارف و غیر متعارف
بدون تحصیل حاصل ہوئے آخر الامر اسے رماوی و ارضی بھی اوس پر کھل گئے فی الواقع
ابتداءے خلقت میں الہام سے برہما کی زبان پر جاری ہوا لیکن بیاسی و یو فی اس کے
حار جیسے کر کے ہر ایک کا ایک نام جدا کر دیا یعنی سیام بید و رک بید و چر بید و بھو
بید پر چاروں کو کائنات میں شہر ہو کیا سوا اس کے وہ کتابین کہ ہر پاس پر
پوتوں کے بید سے و سنباط کی تھیں بعضی انہیں سے صحیفہ عالم سے ناپید ہو گئی
تین بیاسی یو نے از سر نو ان کو لکھا اور ترتیب دیا کتاب ہما بہارت کہ جمع علوم
کی جامع ہے اوسکی تصنیفات کا ایک خبر سے بیدانت شاستر کہ علم الہی و ظہری
میں اوس سے بہتر کوئی کتاب نہیں وہ بھی اوس کے تصانیف سے ہی سوا
اس کے وحدت وجود کا مقام الہی و لائل روشن و واضح سے لکھا کہ مائل و شرو

اکثر مدققوں کے دلوں سے جاتا رہا القصد اعتقاد اس کرو کے دشمنوں کا
یہ ہے کہ فیر کے رسالوں میں سمرت اور فیسے تواریخ کے جو پران کر مشہور ہیں اور کتب
حقیقت اور اکثر محالیت نجوم و حکمت سواسے اور کتب سے قدیم کتابیں اکثر
بیاس دیو سے ہیں مشہور و معتبر اور عمل اور غیر کرنا نہایت بہتر کہ نتیجہ اور کا خیریت مینا
و خوبی معنی ہے سواسے اس کے جو کتابیں کہ اور پڑھتوں و نادوں نے اپنی جوت
طبع و حدت نہیں سے تصنیف و تالیف کی ہیں محل اعتبار نہیں اور عمل کرنا اور
سنرا اور نہیں سواسے کہ اکثر میں وہ نتیجہ نیک نہیں تختہ انسان اور سود
نہیں ہوتا اور اس جہات کا عقیدہ یہ ہے کہ بیاس دیو حیات ابدی رکھتا ہے
اتیک نہیں ہوا بلکہ عالم علوی و سفلی میں سیر کرنا پڑتا ہے سبحان اللہ اور نہایت
کے لوگوں کو فیضان و غنایت الہی سے کس قدر قدرت تھی کہ بہترے علم
نواداروں سے ظہور میں آتے تھے اور شکل شکل کام اور ان کے ہاتھ سے آسانی
ہو جاتے تھے بیاس دیو بھی انھیں میں سے ایک مخلوق ہے کہ بار بار اوسے
گذشتہ و آئندہ سے خبر دی اور حس بات کی کہ اوسے خواہش کی وہ فوراً
پذیر ہوئی چنانچہ حالات و خرق عادات اور سکے ہندی کتابوں میں مسطور
ہیں سواسے اسکے اکثر اشیا و مادہ کار ہائے مشکل سری کشن و بھیم و اجن
و جرجو و سن و یوہ کے ہاتھ سے بھی بار بار ہوسے لکھ کر کتابوں میں بنی نقول اور کتب
سے ثقات کے نزدیک مقبول پر اس زمانے کے لوگ اپنی کم قدرتی و بی
پر قیاس کر کے غیر معقول جانتے ہیں اور طاقت اشری سے باہر سمجھ کر نہیں جانتے
لیکن ہوسے بھی اس امر میں ناچار ہیں کہ ہر ایک و زمین خلقت بطور دیگر پیدا ہوئی

ہے اور قوت و قدرت بھی علیحدہ رکھتی ہے غرض اگر گردش روزگار کا علما و حکما
 ہند کے نزدیک چار جاگ پر ہے پچھلا است جاگ وہ ستترہ لاکھ تھائیس ہزار
 برس کا ہے لوگ اوسمیں چھوٹے بڑے غنی غریب سبکے سب راستی و درستی سے
 سوخت و تقویٰ و لہارت سے بالوف عمر طبعی اونکی لاکھ برس و دوسرا ترستاؤ
 بارہ لاکھ چھانوے ہزار برس کا اثرا و سکا استے قریب آدمی اوسمیں بھی نیکیت
 و خوش صفات ہوتے ہیں لیکن عمر طبعی اونکی دس ہزار برس تیسرا دوا پر وہ اٹھ
 چوٹھ ہزار برس کا لیکن اوسمیں قوت اور نیکیاں لوگوں سے بہ نسبت دوسرے
 جاگ کے نو حصہ گھٹ جاتی ہیں اور عمر طبعی ہزار برس چوتھا کل جاگ یہ چار لاکھ
 بیس ہزار برس کا پراسن و زمین اخلاق پسندیدہ اور اوصاف حمیدہ لوگوں میں
 جاگ کی نسبت سواں حصہ ہے بن اور عمر طبعی سو برس کی حاصل یہ چوتھا
 سب سے برا ہے لوگ اوسمیں بیشتر بد چلن بد اطوار و دروغ گو و غایب ہوتے ہیں اور پراسن
 میں جو اگلوں کیسی طاقت و قدرت نہیں دے سکتے اونکے واقعات و حالات کو
 مافوق طاقت بشری ٹھہرا سنبھلے محالات سمجھتے ہیں اور قائلین گو یا وہ کو قصہ کوتاہ
 یہ دو جب تک کہ استاد اس عالم نے پایاں کا برقرار ہے آیا جایا کر نیگے اور لوگوں کی اطوار
 و اوضاع بھی موافق اونکے تبدیل پایا کر نیگے کہتے ہیں کہ پاڈوں کا راج دوا پر کے
 آخر میں ہوا تھا چنانچہ وہ چند روز ہی میں ٹبر گیا پھر کل جاگ نے اپنا عمل دخل کیا
 خلیق کے اطوار و اوضاع اور ڈھنگ کے نظر آنے لگے آثار و علامات فساد کے
 ہوید ہوئے چنانچہ یہ قصہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے کہ کل جاگ کے آنے سے
 پہلے ستمنا لو زمین اک شخص نے کسی سے ایک جوئی بول لی اور اسکی

انیسویں چکر شروع کی وہاں کی زمین کو جو کہہ دیا اتفاقاً ایک دفعہ روئے اشراف
 کا نکل آیا اور وقت تک نامعلوم تھی کہ باقی تھا خیر یا نہ خیر و شدت سے سنا گیا
 کیا کہ احکام کی زمین سے ایک کچ نکلا ہے بلکہ اس سے اس واسطے کہ میں دیکھ
 سکے اور زمین کے کسی چکر کا مالک نہیں بلکہ شہر و تیرا مال ہے اس مرد کو کہا
 بیٹے جب کہ اس کو ہر کو تمام و کمال تیرے ہاتھ پہنچا ہوا ہے دینے سے منع کیا گیا
 قسمت کا ہونا تو اس سے پہلے نکلا فرض کسی سے قبضہ نہ ہو گیا آخر اسی دفعہ
 بدو بدل کر رہے ہوئے راجا جہ شتر کی عدالت گاہ میں آئے اور اس پر ہوا
 خفیہ بیان کیا راجا دانائے وقت تہا جی میں سمجھا کہ مقترب کل ملک آج تو کون
 کی یہ بتیں نہیں رہنے کی بولابال فعل اس نقد کو بطریق ایست رہے دو چند رہے
 بعد اس پر حکم ہو گا اور یہ خفیہ چک جائیگا بعد ہر سے دونوں کے کل ملک آپ ہو گا
 اشخاص کا احوال و گروں ہو گیا ایک دن دسے ہی دونوں اس کے برعکس ہو گئے
 ہوئے وہاں آئے بیچنے والے کی گفتگو یہ تھی کہ میں نے علم زمین چھی ہے نقد دینے
 کو بیچ سے کیا ملا قہ وہ میرا ہے میں تو نکلا اور دینے والا یوں کہتا تھا کہ میں نے جب
 سکے وغیرہ سمیت لیا پھر جو کچھ اس میں ہے اس کا مالک میں ہوں تو کون ہوتا ہے
 اس قدر کہ مستحکم عدالت کو اقبین ہوا کہ یہ مال کل ملک کے میں دینا سے ہر دہشتہ
 خاھر سوانے میں سرکیشن اور صلحد کے مرنے کی تیرا و بیا و گروں کی ہلاک ہوئے
 کی گزشتہ جس شرح و بیست کہ مہا بھارت میں ہے اس کے کاغذیں پڑی زمین
 سے تنگ آیا اور چنانہ دشمن اس کی لہروں میں ایک ہوا سلطنت سزا دیا
 پھر مجھت بن اچمن بن اچمن کو کہ یا کون بیا یوں کی باو لا وہ میں تھا ملک ہوا

کیا مانتے پر اس کے راج کا ٹیکا دیا اور بخش بن و ہر تراشت کو وزارت کا کام سونپا
 پہ لباس ملو کا نہ جواہر سمیت گلے سے اتار کر پوست و خشت سے پوشش بدن پر کی
 اور چاروں بھائیوں نے بھی یہی صورت اپنی بنائی آخر درویدی سمیت شہری چلے
 زن و مرد بھی وہاں کے اونکے پیچھے بے اختیار دوتے ہوئے نکلے راجا نے اولن سکھ
 و لاسا دیکر رخصت کیا اور شرق و روخگل کی طرف روانہ ہوا پھر بنگالے کے تمام
 ملک کو دیکھتا بہالنا دکھن میں آیا وہاں کی سیر کر کے گجرات میں پہونچا پہر وہاں
 سے دوار کا میں آکر سرکشن اور بھیلو در کر یاد کر کے بہت دیا اندر وہاں بھی استقا
 علی اور ملتان و پنجاب میں ہوتا ہوا کوہ بدری میں جا کر بڑی بڑی عبادتیں اور
 کڑی کڑی ریاضتیں گناہوں کے کفارے کے لیے کرنے لگا آخر کار سب
 سب بہانہ جل میں جاسکے اور اپنے اجمام بخوشی برف میں گلا دیے دنیا میں
 نیکنامی حاصل کی اور عقی میں سر بلندی پائی نسبت معزز وہ دونو جہان میں
 ہوئے بخوبی سمجھے اور بخوبی ہوئے رہے یہاں ہمیشہ وہ بالاتر اہم دیا
 وہاں بھی اعلیٰ سے اعلیٰ مقام پر راجا جہد شتر کا بدن برون میں چن کاٹوں کا
 اور وہ مجسم بکنٹھ میں پہونچا قہر خضر کورن اور پانڈون کی سلطنت سواسویہ
 رہی بالفاق یکدیگر چتر برس لیکن پانڈون کے نکلنے بعد جہر عود میں کی تیرہ برس
 حکومت رہی اور جنگ مہا بھارت کے بعد راجا جہد شتر فی جنس میں سنا دیا کی

احوال راجا تیر بھت بن اہمن بن اہمن

جو وقت کہ پانڈون اور کورون میں لڑائی ہوئی پانچون بہائیوں کے بیٹے
 ایک ایک کسے پانڈون سے لڑے اور ایک ایک کسے کورون سے لڑے اور ایک ایک

الم سے مضطرب رہے تھے مگر خدا سے امید رکھتے تھے اور تقدیر میں تھا کہ ایک
 مدت مدید بادشاہت پانڈون کی نسل میں رہے اس سبب چکا بوی لڑائی
 جو اہس بن ارجن مار گیا اوسکی جو رو بیٹ سے تھی چنانچہ نو مہینے کے بعد ایک
 بیٹا سعادتمند اوسنے جنما ندھیرا گھوڑا دکھا دیا جلاسا اور سرشتہ سلطنت کا باقی
 سپہ سالار سے یاس کو دلیں جائز تھارہ ہر ایک وقت میں رہو تو امیدوار
 سنان اوسکی قدرت سے ہرگز یہ دور کہ ظلمات میں گر چاک سے نور القدر
 وہ لڑکا سیرت صورت میں لاشانی تھا اور بڑا سنہ زور بعد پانڈون کے جائز
 سلطنت پر بیٹھا عدل و انصاف سی همان کو انتظام دیا اور داد و بخش سے
 محتاجوں کو توازن نام اپنے جد و آبا کا رو سن کیا اریات گہری آبادی
 اولاد سے بے لاولد کی نسبت بے بنیاد ہے اسے خوش احوال کر نیک
 ذات بے پھر تو ہے وہ باقیات الصالحات بے اوسکے ہوتے غیر کس ہو
 جانشین بے واقعی بیٹے سے بہتر کچھ نہیں بے لیکن وہ بھی راجا پانڈو اپنے
 جد کے مانند شکار سے شوق رکھتا تھا اسی سبب اکثر اوقات صحرا و نوردی کرتا
 تھا بادو اس کے رعایا کی خبر گیری و سپاہ کی سرپرستی نیشیون کی نگہبانی کر
 بھی غافل نہ تھا ایک مدت اسی وزیر سے پر اوسے گزری ایک دن اپنی طاقت
 پر شکار کو سوار ہو کر کسی جنگل میں گیا اور جانور شکاری پرندوں چرندوں پر چڑھا
 چٹا گوزن پر لپکا سیاہ گوش ہرن پر وڈا کشتخ گوش پر جا لگا باز پر اور پر
 نے تیرے کپڑا پاشا سبز پر چھپا بکری بڑے سے جا لپٹی شاہین نے
 کلنک کو چامارا حاصل ہے کہ درندوں نے ہرن و چرندے مار لیے اور

چنگل گیرون نے سیکرڈن پرندے سطح ہوا سے زمین پر اوتار لی اسیات
 ہوئے شیریشیہ بھی یہاں تک شکار کیا کہ باہر پڑے تھے زہد بشمار پچھ
 اوس ہفت میں جتنے کچھ تھے درندہ کمند اجل سے کئے پاسے بند پڑیں
 سے فلک تک جو ہو بچا یہ ذکر پڑی اپنی سرج اسد کو بھی فکر نہ رہا صید
 بری ہی پر عرصہ تنگ نہ ماہی بھی بجز میں نے نہنگ پچھوڑا ہوا جب
 چرندون سے سیر پرندون میں لے تاندر واوڑیٹر اسنے میں ایک ہر
 کے راجا نے تیر مارا وہ زخمی ہو کر بھاگا اور راجا اس کے پچھے لگا یہاں تک اوسکا
 پیچھا کیا کہ فوج سے دور جا پڑا ماندگی بمرتبہ ہوئی پیاس شدت سے لگی چارو
 طرف پانی ڈھونڈ مانی لگا قضا ایک درویش ریاضت کیس کے آستانے
 پر جانکلا وہ اپنے آسن پر عبادت میں مشغول تھا بلکہ اوقات عزیز اپنی مدام یاد
 الہی میں بسر کرتا اور شام اپنی قیام و قعود میں سحر کرنا پیشانی اوسکی نور ریاضت
 سے انور اور صورت اوسکی ضیا سے عبادت کی منظر نظم جنگل میں تھا کشور
 وہ دیرانے میں بلکہ تھا جہان وہ اوصاف حمیدہ سے بھرا تھا ہوتا
 گنج و سہلے چھپا ہوا تھا جابن میں لیا تھا اوسنے گوشہ رکھنا تھا بس
 حاقبت کا گوشہ دھیان اوسکا لگا ہوا وہر تھا وہ بیخبر اور باخبر تھا
 تھی اوسکی فقط نظر خدا پر پھر دیکھتا غیر کو وہ کیونکر راجا اوسکو دیکھتی
 گھوڑے سے اتر پڑا اور پانی مانگو لگا وہ جو اپنے معبود سے رجوع کے اور
 سے لو لگاے بیٹھا تھا جانا اوسے کہ یہ کون ہے اور کیا کہتا ہے راجا اوسکی
 نے اعتنائی پر نہایت غضب ہوا اور شعلہ اوسکے غصے کا شہرک اٹھا آخر

ایک سوے سانپ کو کان کے گوشہ سے آٹھکارا اسکے گلے میں ڈال دیا
اور اپنے محل کار سٹالیا اوس عابد کو اسکے بھی خبر نہ تھی جس طرح وہ یاوالہی میں
مشغول تھا رہا چند روز کے بعد اوسکا ایک بیٹا کہہ رہی کے پیٹ سے پیدا
ہوا تھا سرگذشت اوسکی پیدائش کی مشورے چنانچہ سرپراد کے ہرن کیسے
سنگ نخی اسواسطے اوسکو سرنگی رکھ کہنے کہنے کئے کسی شکل میں پیشیا کر رہا تھا اوس
دن اوس سے فارغ ہو کر خوشی خوشی اپنے باپ کی ملاقات کو آتا تھا راہ میں
کسی دوتے کہا کہ توجو ایسا شاد و شاد آتا ہے شاید تو نے نہیں سنا کہ آج
نے ایک ہوا ہوا سانپ میرے باپ کے گلے میں ڈال دیا یہ سن کر وہ خوشی
نہایت غصہ ہوا اور بالاب کے کنارے پر جا کر بیٹا بعد اسکے یہ دعا کی
کہ جسے میرے باپ کے گلے میں سانپ ڈالا ہے سات دن سکے بعد اوسکو
چھوٹا سانپ کاٹے اور وہ مر جاوے وہیں اوس سانپ کو یکا الہی ہو چکا اور
تیر دعا اوسکا کارگر ہو احبابات سے فارغ ہوا پاپی خدشہ میں گیا کیا دیکھتا ہی
کہ وہ عیادت میں مشغول ہے اور گردن میں سانپ پڑا لگتا ہے بے اختیار
پکار پکاروٹے لگا آخر باپ اوسکا متوجہ ہو اوسب سرنگی رکھ بولا اوست باپا
تیری کروٹیں سانپ ڈالا میں نے اوسکے حق میں بددعا کی وہ بزرگ نہایت
غصہ ہو کر کہنے لگا کہ بہت بڑا کیا تو نے کہ ایسے راجا رعیت پر جو کہ تم گھر کے
حق میں بددعا کی سو اسے اس کے اوسب حزن ناشائستہ اوسکے حق میں کہے
ایک اپنے خادم کے ہاتھ راجا کو سارا یہ احوال کوہر بھیجا کا حقد اوسکو اجنبی سے
انکا کیا ایسا بہت سے منہا بہت بڑا اوسکو فیرا سے کہ وہ اسے یہ

ہو اکیونکہ اس پر چالی ہو گیا کہ سات دن کے بعد یہ امر مقرر ہو گا پیغام مرگ
 بالجزم ہو چکا خادم کو اس کے رخصت کیا اور ارکان دولت کے مشورے سے
 ایک ستر استون طویل و عریض نگاہ میں استاد کروا کے ایک چھوٹی سی
 عمارت اس پر بنوائی اور اپنی بود و باش چند مہینوں سمیت تانہ انقصا سے
 مدت دعا سے بدد میں ٹھہرائی اور اسکی اطراف میں بھی بہت سی افیون
 خان اور بازار گیر واسطے حفظ کے رکھے تریاقی دوائیں بھی مجرب مجرب ہی
 پاس جمع کیں باوجود اسکے قدغن کیا کہ بدون حکم ایک مہی اور چھبر ہی آو
 سکا مین بچانے پائے سارے کاروبار دنیا کے ترک کئے جب تب میں
 دھیان لگایا چہ دن تک کچھ نہ کھایا جب اتوان دن پہونچا تھک سناپ
 آدمی کی صورت پکڑا جا کے ڈسنے کے لئے اپنے مکان سے جلا انفاقارام
 میں اسکو کثب حکیم مل گیا وہ فن طبابت میں ایسا کامل تھا کہ اکثر بیمار زندگیاں
 لئے بالیوس اس کے ہاتھ سے شفا پاتے تھے اور ہزاروں مرض مرین اور منی
 کبیر سے فوراً اچھے ہو جاتے تھے خصوصاً سناپ کے ڈسنے ہوؤں کے
 قی میں دوا اس نیک صفات کی تریاق حیات تھی اور اس کے مہر اشار فی
 اسکے آگے ایک بات تھی قصہ مخضر تھاک نے اس سے پوچھا کون
 را اور کہان جاتا ہی حکیم نے کہا میں سنہای کہ ایک ویش نے راجا کے
 میں بدد عاکی ہے چاہے کہ راجا کو ایک سناپ کاٹے اور وہ الیسا عا د
 ہے کہ زیر رست اسکی حماحت سی زبردستون سے نہیں ڈرتی اور
 اس کے دست کرم سے محتاج نہیں رہتے اسلئے میں جانتا ہوں کہ بعد

او کے دُشمن کے دُعا کی قوت اور افسون کی قدرت سی او سے پہر کرناؤں اور
 او سکا زہر شتروں کے زور سے اترواؤں وہ بولا کہ ہوا جا کو کا بیگامہ سناپ میں
 اگر تو یہ قدرت کہتے ہو تو اسی میں اس سخت کو کاٹ کہ ایک کہہ کر دیتا ہوں ایسا
 کہ کہ یہ درخت سرِ بھاک و شاخ پہو پچی ہے اسکی طوطی تاک ہے اسکی پالتو
 زور چڑھا ہے گا و جرح اپنا پیٹ بہر تہا ہے و وراو سکا پیٹ کلان ہیکا ہے سنا
 اسکا جہان تہاں ہیکا ہے بہا پ سے سنا کی پر طباد و نگاہ اوج یہ خاک میں ملاو
 دیکھو تو تو اپنے شتر سے او سے پہر کر رہا ہے مہینا سے اپنا افسون آزماؤ
 اسکا اثر دکھایا کہ ہکا اوس سخت سبز سائہ دار کو کا ما اور اپنے زہری آل کی طیار
 کروا حکیم کامل نے یہی بلاتل و فعل ہے افسون کے اعجاز سے اوس کہہ کر
 درخت کر دیا ملک خشن آدمی کہ او کی ڈالیاں کاٹ رہی تھی اور وہی درخت کے خشک
 آتش پائے اوس پر تھے بلکہ سوز و گسٹ حشرات الارض سے کہ او کی شاخوں
 پہرے تھے جی ادھی اذی وضع سے بدستور اپنی اپنی حرکات کرنے لگے تھے
 سناپ او کی کارپردازی و فسون سازی دیکھ کر سناپ نے لگا اور یوں کہ
 کہ راجا کو حکم الہی سے مایا ضرور ہے یہ حکیم سجادہ اگر وہاں پہو بچا تو ممکن نہیں
 کہ وہ ہلاک ہوا اور اسکا جسم میرے زہر سے جھلک خاک ہو یہ سوچ کر کشت حکیم کی
 تعریف کرنے لگا اور یوں کہی لگا تو راجا کے پاس اسو شعلی جانا کہ میرے درخت
 او سکا نکات و کیرنت سناپل و متاع لہو سے اگر یہی بخیر و باری تو نہیں ہے
 بے رنج شتر کچھ کشت ہے ایسے دلوں دیمان کیا جو راجا کی اضری آئی ہے
 تو اغلب کہ میرا شتر اثر کرے یا دوا چھا ہو جائے اور دفع مجھ پر میرے کھلے

یہ نقد کہ جہاں اپنی خوشی سے دیتا ہے اسی جو کر ایک نسیہ کے طور پر
 محنت پہنچی نہ نادانی ہی غرض طمع نے اوسکا لڑیاں کپنجا اور راجا کے پاس
 جانے سے باز کرنا جہاں کی کہنے لگا جو کچھ دیا جاتا ہے مجھے دے کے کہ میں اپنے
 گھر چلا جاؤں سچ کہ راجا سے مجھے کیا کام جہاں نہایت شاد ہوا اور ایک سب
 جو کہا ہوا ہر اوسکو مرحمت کیا اور یہ کہا کہ اسکی خاندانیت یہ ہے کہ جو کچھ تو اسے
 مانگے گا بلا تاخیر پائیگا سو اسے اسکے عہد کرتا ہوں کہ جو وقت تو مجھے طلب کر لگا
 تیرے پاس پہنچوں گا اور جو کام فرمائیگا اوسکو بجالاؤں گا احلاس جو اہر کو وہ گیا
 کہ گریا جہاں باجمعی تمام وہاں سے روانہ ہوا جب سنالو میں پہنچا راجا کو دیکھا
 کہ ایک مکان محفوظ میں رہتا ہے سپید اور فون ساز حایم طلبی سگر و پیش
 و انحراف نکر سکا ہے کہ کوئی دہندہ گزندہ چھوٹے سے چہرہ راوس تک پہنچا
 یہ حال ہوئی ہلا اور تک پہنچوں اور کالوں جبکہ دیکھا باسنہ بدخواب راجا
 اور پیر چڑھ گیا رکھتے ہیں جہاں نے ہی اپنے فرزندوں کو بلا کر ایک کپڑے
 پہنوا دیا اور ہاتھ میں اوسکے سیوہ دیکر وہاں سے اجازت لیا اب نہ بجا
 اور اب ہی کر یک کی شکل شکری سیوہ میں پوشیدہ ہو گیا یوں نے راجا
 کو اسیں دے سیوے گذرا راجا نے اسی مصاحف کو عنایت کی فضا راؤ
 کہ حسین جہاں چہا تھا اپنے واسطے اوٹھایا کہ ایک کر یک صغیر اور کی
 راجا نے اوسکو دیکر حاضریں مجلس سے کہا کہ درویش زاوے کے بموجب
 کے آج ساتواں دن ہے اب اقبال غروب ہوتا ہے شاید اوسکا کوہا جہاں
 نہوا ووی کر یک جہاں ہوا اور محکو و سے غرض ٹھٹھے سی اوس کر یک

اوٹھا کر اپنی گردن پر رکھ لیا وہیں ٹھہر گیا اپنی صورت اصلی پر لگ گیا اور ایک
 شرا جگرین راجا سیٹھ گیا اور گردن اپنی بلندی کی نڈان راجا کی گردن میں کاٹ کر
 اسی کی طرح ہوا ہوا سہون نے یہ سانچہ دیکھا پہر او کی زیر کی تاثیر سے وہ سکا
 سمیت جلنے لگا بائیںہ وغیرہ جتنے کہ وہاں نوحہ جلدی سے بہا گئے اور کان لجا
 سمیت بسم ہو گیا بعد اوسکے ستون میں زور سے گرا کر او کی آواز نے صاعقی
 ت کیا نام رات او کی صدا سے وہ بے کی و شب سے منہ پور کے پاس
 سے دوسرے دن راجا کا جسم سوختہ نکال کر گھامین ڈال دیا اور ہر ایک
 پریشان و غم جو چہ چاہا جانے اپنی کہیا کے لئے بوجہ و باش لے کر
 گیا کہ وہاں کے لوگوں کو بچانے نہ تھی لیکن اجل فی ہوتی نہیں بلکہ
 کہ او کی ڈالساں کاٹ کر جو جیون بچا رہا تھا
 پر اس کے بعد وہ حشرات الارض سے کہ او کی شا
 پر ہوئے کہ وہ لوگوں کے لئے سنو اپنی اپنی حرکات کرنے لگے
 ہوا جو کہیں ہی لیکن وہاں سے نہ تھی وہاں سے اس کے موت کی مذہب کہ نہیں
 ہوا تھا اپنے جد و آبا کے ذکر و یاد سے سنا کر آیا پیدائش شاسن کی سماعت کیا
 کرنا کہ نہ کر اور کچھ دلی مصغالی اور غشی میں تھابون سورہائی ی اور کہا
 ہوا کہ اسی جیسے میں بیانی کے دیو بیانی ہو بیگے بیٹے ہر ایک کی
 نجات دینے کے لئے ہر ایک عالم کے فیض ان کے لئے ہر ایک کے لئے

وہ حقیقت طریقت کی کیفیات کو شفسر اور سرری کشن کی حالات کو شتمل سے
 نے شک و شبہ انسان اور اسکی حقائق کے دریافت سے قید علق سے رہا
 پاتا ہے اور جانہ دل اور سکا نور معرفت سے نور ہو جاتا ہے چنانچہ اسی وقت ہی
 اس جہان میں اسکی شہرت ہوئی اور ایک حبیب غفر کو اسکی طرف رغبت ہوئی

احوال راجا جمنی جی بن راجا پرچھت

جب راجا پرچھت نے اس جہان فانی کو تجا اور بکینٹھ میں جا لیا تب اسیروں
 پر یرون نے مستحق ہو کر اسکے پڑے بیٹے کو راج پر بٹایا اطاعت اسکی قبول
 کی کہ خدمت کی باندی اگرچہ راجا خود سال چہار پر بند و بست مملکت کا اور اس
 سلطنت کا اس خوبی کے ساتھ کیا کہ کوئی سرچہ اندہ اسکا اس امر میں خلل
 و انحراف نہ کر سکا ملک آباد ہو گئی مفسد برباد ہو گئی رعیت خوشحال ہوئی سپاہ
 بحال ہوئی راجا اس مار کے بعض حکام کو اس سے نہ ملتے تھے اور باغی تھے
 اور سرچہ گیا قرار واقعی اور نکو نتیجہ کی ملک پر اسکے قبضہ کر لیا بعد اسکے مستالو
 کی کہ داخل ہوا اور سو وقت انگ نام ایک بنی۔ یہ عصر میں بڑا صاحب کیا اور
 بہرین و قال ہمارا جاکی مجلس میں وارد ہوا راجا نے آنا اسکا ستغتم جانا کمال فرد تنی
 و تہہ ہم ش خلق سے پیش آیا بنی نے کہا اے راجا کیا طریقہ ہے کہ جن راجاؤں نے
 سے کچھ بدی برائی نہیں کی اور کیا حق رنج ہو چکا ہے ملک چھینتا ہے
 اس ملک کے بازار جنگ گرم ہوتا ہے بند ہے خدا کے مارے جاتے ہیں ریت
 بال مال ہوتی ہے اپنی گردن پر طلمہ لٹیا ہی اور جس کام سے کہ دنیا میں نیکنامی اور
 میں خوشحالی ہو اسکی طرف دسیان بھی نہیں کرتا راجا اس بات کو سن کر بہک سا

رہ گیا بعد قائل کہ لو کہ وہ کون سا کام سے کہ جس کو خواہ مخواہ کہ چاہیے
مگر کہ اگر ایسا ہیست ماول ایک شعار رعیت کو از سپاہ پرور رہا نہ تھا
اوس کو مارا اور کربا و جوار اس قدرت و قوت کے اپنے باپ کا اور میں سے استاد
انہیں لینا اور اوس کو اس مل بد کی سزا نہیں دینا کہ انہیں است تیرا نام دنیا میں
اور غیبی میں کچھ خیر نہ پہنچے نہ ہو سچے از لیکہ کلام درویش کا با اثر تھا را جا کے اہل
کر پڑے و ایک حیت سے جوش مارا شعاع نیرت کا بلند ہوا انبان ارادہ کیا کہ
سانپ کو اوس کی قوم سمیت جلا کر رکھ کر دیکھنے لگا ایک خرم از دستہ اس
دنیا میں باقی نہ کیئے ایسا یہ سن کر اس سے سخت غیرت ہوئی
سانپوں کے رعبت ہوئی جو سے فرد تو شیر سے منہ منوڑا اور
انہیں نیرت چھوڑا و غرض یوں لگا کہنے ہو کر غضب بد کہ چھلک
لیتا ہوں اب یہ نہ کہوں گا سانپوں کا دنیا میں ناؤں پہ جلاؤں گا میں
سب ایک ٹھاؤں پہ بنا بر اسکے بڑے بڑے جاوگر ساحر افسون و
جلا سے اور میں ایک ایک ایسا تھا کہ عالم علوی کو حاضر کرے اتنا
کو آسمان سے آواز سے اور جو کچھ اسباب و لوازم سانپوں کے مارنے
کے تھے جیسے تھا موجود گرد و با ساحروں نے ایک مھو طہ التیش کا ذکر
بعد اسکے ستر پر سے شروع کئے اونکی تاثیر سے سانپوں انروہوں کے دریا
میں عجیب طرح کی وحشت ستولی و وحشت غالب ہوئی کہ ہزار
سے بانیوں ناروں سے گھبرا گھبرا سکے اور اس آگ میں گر کر رہے
ایں ایک کہ تحت السر اور عالم الامین ہی جو سکونت رکھتے تھے

ان پہونچے اور اس جلدی سے آنے لگے کہ آپس میں لپٹ لپٹ جاسے بھی مرتبہ
 اول میں ہزار سانپ آنکر جلے پھر ایک لاکھ اور اس آگ میں راکھ ہوے بعد اسکے
 گیارہ لاکھ بھروس کر ڈر بعد اسکے اگنت آئے اور جلنے لگے کتنے اور کتنے گہور بننے
 لگے اور کتنوں کی ہاتھی کیسی سونڈیں تھیں اور بہتوں کے ناک اور کان میں نہتہ
 اکثر ان کے دوسرے بہتوں کے چار چار تھے بعض ایک کو س کی لنبائی میں
 دو کو س کے عرصے میں بعض ایسے کہ جو شکل چابین بن جائیں اور جس جگہ راز
 کریں اپنے تئیں وہیں پہونچاویں غرض اس قدر جلے کہ ان کے بدن کی چرنی سوچیں
 بہیں اور آتش ایسی شعل ہوئی کہ اس کے دھوئیں سے ایک طبقہ دخانی فضا
 اور پیدا ہوا ان دنوں نے یہ اثر کیا کہ بیش ناک مضطرب ہو کر چاہتا تھا کہ زمین
 اپنے دوش سے رکھ دے اور اس آگ میں آپڑے لیکن حکم الہی نہ تھا کہ تختہ
 یکبارگی پاش پاش ہو دے اور سانپوں کا ج دنیا میں نہ رہا اس باعث سے وہ نہ
 جدو کہ ٹھہرا اس ہنگام میں استیک نام ثبت بڑا تیشی جوگی راجا کی مجلس میں
 ہوا اور راجا کو اس میں بکیر سانپوں کی شفاعت کی تقصیر اور نکی سحافت کروائی جسکی
 قضا آئی تھی جلے بالقیہ سانپ اور آتش جاگداز سے بیکچر سے جبکہ خدا کا
 اوس پر بھی نہ آفت آوے چہاں سانپ کہ جسکی واسطے آتش کہہ شعل ہوا تھا وہی
 جان سلامت لیگیا اور دیش کے طغیوں سے اس نار سوزان میں نہ جلا
 ہوئی اسکی شفاعت آپ صحت پہ کہ باقی لیکے جانیں سلامت پہ سوئی جلے
 ہی جسکی قضا تھی پہنچے جتنے وہ سب جسکی بقا تھی پہ کہنا و دیش کا راجا نے
 ملنا پہ کیا ہر قوت سانپوں کا جلانا پہ صفت بخشش کی اوسکو ہی خوش آئی پہ

اسٹینٹل کے سے دی رہائی غرض جسے مرا بخشش کا پایا یہ غرض سے
 ہاتھ اوستے اور ہایا یہ میرا رہا سے ترا جتن کیا یہ اور کئی ہار یا مہنوں کو لغتیں
 نہیں کہانے کو ہا سے ظروف نفرتی، ملائی بھی بخش دے اور بہاری ہا کو
 جوڑے پہنا سے نقد و خفن بھی بہت سا بانٹا روپے سونے کے ماسن بھی
 دے غریب فقرا پر احسان بہت سے کئے اور اسی حبش میں راجے بالو کہ مہان
 اسے تھے اور تھے رد بر و کش بنیان پوشاک و حواہ و عود کی رکھیں بلکہ ہانہی دور
 بھی ساز و عراق سمیت لطف فرما سے اور تحفے بھی پر شہر دیار کے عطا کیے پھر
 سب کو خوش و خرم خصت کیا چاہتا تھا سو برس کچھ اور گذرے میں ہوا اور
 کے کسی سے یہ جاہ او انہیں ہوا بلکہ اسکے جد آبا و جد اس قدر
 کہ آسمان پر جاتے تھے اور قعر زمین کی خبر لائے تھے لیکن مرنے کے بعد اس کے
 اور کس طرح سے سوتے کہ منشی قضا و قدر نے تمام اسکا راجا جی جی کے بارے
 چنانچہ پیش از وقوع اس واقعے کے ماضی و مستقبل کے خبر دہندے کتب تھوڑی
 اس امر کا انصرام پانا راجا کو رکے ہا سے خبر کر گئے تھے میت یہ سر
 میں نہاد کرے اسے تمام کیسے ہاتھ سے پھر کس طرح یہ ہونا کام
 اس کام سے فراغت پا چکا انتظام امور سلطنت میں مشغول ہوا عدل و انصاف
 کرنے لگا بعد مدت کے اتفاقاً بیاس دیو راجا کی صحبت میں آکر راجا نے اس
 آگاہ اسرا غیب سے سوال کیا کہ میرے بزرگ اسقدر انا و دنیا تھے کہ اسرا غیب
 کہل رہے تھے اور یہ ایک لڑکا بھی جانتا ہے کہ حیات مستعار ہے ہمیشہ کوئی
 نہیں جیا دنیا میں سدا کوئی نہ مٹا کسی پر ایسی الزامیوں کے کہ نرا زون دیا

بنو خلیفہ اور پانچ سو تھے بلکہ مشہور دی حیات حیوان والسان سے تھے
 وجہ اسکی کیا ہے بیاس دیو نے کہا کہ ارادہ الہی یوں ہیں تھا کہ یہ امور انکے ہاتھ
 ظہور میں آئیں بہر را جائے تھا با وجود اس آگاہی کے تدارک اوسکے دفعیہ کا کیوں
 نکلیا بیاس دیو یوں لا کسکی قدرت ہو کہ تقدیر الہی کو بھیرے جب کہ حکم بادشاہ مجاہد
 کا کہ میرا ہے تو بادشاہ حقیقی کی قضایا برہم کس طرح ملے اور کسکی مجال ہو کہ اوس سے
 نیچے فطرتہم تقدیر الہی نہ فرشتے سے ملی گی بدیدر کوئی سامنی اوسکے نخلی گئی
 خالی نہ کیا تیر کا اوسکے تو کہو وارد چوگانہ نشا سے کہ تین اسپہ وہ ایک بارہ ملکین
 جو اپنے نین اوس سے بچا دے بدفرصت نہواتی جو سپر دکنے پاوے
 بالفعل ایک امر پردہ غیب سے نیرے لئے وقوع میں آتا ہے تو ایک گناہ عظیم
 گرفتار ہوگا اور میں طلح بھی اوسکا بنا دیا ہوں اگر کجہ سے ہو سکتا ہے تو کر اوس
 بیچ رہ راجا یہ بات سنکر حیران رہ گیا بعد امل کے سابل ہوا کہ وہ کونسے بلا
 کہ میرے واسطے مقدر ہوئی سے اور میری سر نوشت میں لکھی گئی سے خدا کے
 واسطے مجھ پر رحم کرو اور اوسکے ماضیت کی تدبیر تبادو کہ پیش از وقوع اوسکا تذکر
 کروں تا اوسکے شہر سیچ رہوں ایسا است برای خدا مجھ کو جلدی بیا کہ
 میرے لئے کیا مقدر ہوا بدپہر اوس سے بچوں کس طرح یہ بھی کہہ بدخوشی کا تو
 نہیں چپ نہ کہ پہلے ہی میں اوسکا چار کروں ایمہی سے میں اوس سے
 کنار کروں یہ ممکن ہے آفت سے بچ چاؤں میں بدجو ترے کہ میں سے
 امان پاؤں میں بد وہ آگاہ دل نو اوسکی مابیت سے کا حقہ آگاہ تھا یا نہ
 لگا کہ فلانی تاریخ ایک سوداگر خوب صورت گذرے اس وقت حال اک شہر سے گذرے

زہنا سوار ہو جو کہ لکڑی سواری ہو وہاں وقت جمل میں لجا سکا اور وہاں
 ایک عورت نہایت حسین و جمیل تھی نظر آنی لگی ہرگز نہ اس پر نظر نہ ہوا اور
 اس کے سامنے بنوگ نکرا اور چولون بھی ہوا تو اس کا محکوم ہونا چاہیو در صورت
 وہ عورت تیرے گھر میں آوے تو اس کی مخالفت نہ کیجیو والا تجھ سے ایک
 عظیم ہو گا یہ کہ کیریاں دلوں نظرون سے غائب ہو گیا جب وہ معہود ہو چکا سو وہ
 ایک گھوڑا پر بیٹھ کر نکلیو منظر نہایت خوش اسلوب و خوش رنگ برود و راک
 اڑان نہایت قطعہ خندق و قلعہ ہوا و اس کی ڈیٹ کہ حاملہ جون ہوا اور
 مساوی نہایت شیب اور فرازہ کرکٹ اس کی نہی جو سرپ میں اسے کہتے تھے
 باج وہ جسکی شین صاعنی کی نہی آوازہ اس کے رہ جاتی جہاں اس کی نگاہوں نہ گرد
 طائر و ہم کو ہو چانی نہ وہاں نہایت پروازہ را جا کے در دولت پر لایا جاوے
 کا از دوام ہو گیا رفتہ رفتہ را جا کو بھی خبر ہوئی اس کے دیدہ بعیرت کے اس کے پر
 بڑ گیا سچ ہے کہ ہوتی تو الی بات بن ہوئے نہیں ہی بے اختیار اس کے
 دیکھنے کو محل سے باہر نکل آیا اس کے رعنائی و زیبائی دیکھتے ہی زمام اختیار کی باقی
 سے چہت کئی چہت سے اس کی پیچھے لگا اور وہ باد پافور اس سے لے بہا گا
 اسے بیابان ہولناک میں پہونچا کہ ابلدون کے بلگرے وہاں کے درختوں کی
 عظمت و ہیبت سے ترکے جاتے تھے اور اس کی درندوں و حیوانوں کی آوازوں سے
 شیروں کے دل دہرے جاتے تھے را جا کا بکا سا رنگ کیا یہاں نہایت
 کہ تھر تھر کا شے لگا اور ہرادر دہرے کہ وہاں ایک میزاد جو وہ برس کی چو

رات کے چاند سے رنگ روپ میں اعلیٰ بلکہ سورج کی جہاں بھی اوسکی ملکیت
 کے روبرو زرد اور اندر کی اچھرا اوسکے حسن کے آگے گرد و لطف کم کر دینا
 عالم کو ایک آن میں یہ عالم کہاں نوع انسان میں نہ پہول اوسکے مکھڑے
 کے آگے پہلے نہ کیا اب اوس سے ہو کر مقابل چلے نہ فرکس کو انکھوں سے
 دعویٰ زدی نہ سنبھل کو بالوں سے ٹاک ہسری نہ اگر حسن کا اوسکے دیکھو سیم
 تو مشاطہ بن جائے جو زبان و قضا را مہاراج کو نظر آئی فی الفور جوش سیو جاتا رہا
 حواس نے کنا کیا عشق گریبان گیر ہوا دہن نکل بانہ سے چھٹ گیا کشور
 دسکون یک رخت لٹ گیا بے اختیار گھوڑے سے اتر اوسکے پاس چاہا
 اویوں پوچھا کہ اسے پری پیکر شکست قمر تو یا سمن کس گلشن کی ہے اور سمن
 کون سے چین کی کیا جوگ پڑا کہ تیرا آنا اس خیل دیرین ہوا ایسا سب ایک
 ایک بسنی میں کیا ہر باغ و صحرا میں پہرا پر گلبدن نجبا کہیں دیکھنا نہ میں اور
 سنا والدہ سے تیرا سب جہاں پہر تو کہاں جنگل کہاں چھوچھم دول تیرا
 مکان تو شوق سے اب اس میں آئے اوس غنچہ دہن نے سکر کر عشوہ و فانی
 اپنا حجب اور سب بیابان میں آئے کا بیان کیا راجا اوسکی گفتا شیریں
 کلام نکلیں سکر اور یہی مہیا ہوا ندان موافق اپنے اپنے اس کے اس میں مہرہ چین
 بیاہ کیا اور وہیں آنوش میں اوسے لیا ہو تہوں سے ہونٹ ملا دے اور
 بوسے ہزاروں لیے پہر شراب وصل اوسکے ساتھ بی اور بکارت اوسکی لی
 دہن صحرا لالہ گون کیا آخر ایک عالم کا خون کیا لطف ہم برا ایک سے ایک
 لب باہم داسے فرے آپس میں کیا کیا کچھ آرا سے وہ زہرہ ماہ کی تہر

اسے: جو لذت نمی اودھائی سوا و ہائی: اجسی کی عرض یہ بات پہلی: مد
 نے لعل انگار پائی ہوتی: بعد اسکے راجا اپنے دار السلطنت میں اوسکو لایا اور بار
 محل کی عورت کا اوسکو سردار بنایا یہاں تک اوسکا محکوم ہوا کہ اوسکے بن سکے ہل کہ
 پانی ہی نہ پیتا سچ ہے کہ جو کام نیک یا بد کسی کے ہاتھ سے ہوا چاہتا ہے اسباب
 اوسکے پہلے مہیا ہونے میں خواہ مخواہ وہ اوس امر کا ترکب ہوتا ہے ترخند کا د
 بیج نہیں سکتا راجا کی سر نوشت میں ثبت تھا کہ وہ عورت باعث ایک گناہ عظیم کا
 بریکلی باوجود آگاہی کے باز نہ انفاقا اکدن بہت سے بریں اوسکے گھر میں انواع
 اقسام کی نعمتیں کھانے شیرین و نگین کھارتے تھے اور اسے کام دینا پیر لڈیا
 اٹھارتے تھے راجا ہی ثواب کے لئے وہاں حاضر تھا بیت ہر ایک سمت تھی
 خواہے نزدیک و دور وہ اقسام کی نعمتیں شمار: جو کھا دے او نہیں عمر میں ایک بار نہ
 ہوسکے مزارتا بروز شمار: کہ وہ نازین خارت گردین فیاضت قاسم سیمین تبریر
 پیکر خرابی ایمان قارت کرن گیر و مسلمان نہایت بنا و شکار سے لگنے میں لدی
 ہوتی پوشاک بہاری پہنے ہوئے کنگھی چوٹی کیے ہوئے دولت سر اسے باہر
 نکل اس مجمع میں چلی آئی اوسکو دیکھتے ہی وہ بچاری سکتے کے عالم میں آگئی
 بھیجا کہ سے رو گئی نیز غرہ اوسکا کھایا اور کھانے سے ہاتھ اڑھایا بیت غایت
 نامک ایک اپنے تین اوسنہال: گنہ گار پر شیع کو مت نکال: بہت جلد
 سکی چلے: وہی ہاتھ حسرت سے اکثر سٹے راجا اسرا حوالی کو دیکھتے ہی آگ
 ہو کیا شدہ غیرت اوسکا بلند ہوا ایک مارنے میں برسوں کی جاکھن: خاک
 میں سلاوی دنیا میں بنامی کی اور عقیب میں عذاب کی بخشی اساتہا جوں جوں

وہ رشک زہرہ جلوہ گر ہو گئے ایک مرتبہ سب بخیر و کریمے بہوش ہو
بروئے خاک ہو گئی سب کی قبائی صبر چاک پھر یہ دل ہر ایک کا جو
سنگ نہاد ایک اوسدم موم کا سا رنگ نہاد شعلہ روئی گئے اور سکے پہلے
آئے بندھنے سے باہر نکل پڑے آپ سے آخر وہ بچا رہ گئے پھر چکے تھی ایک
پہر مارے گئے بعد اسکے نہایت بچھایا افسوس سے ہاتھ ملنے لگا اور زار زار
روئے کہ مجھے ایسا بڑا کام ہوا تمام عمر کی نیک نامی جانی رہی بدنامی حاصل ہو گئی
ساتھ اسکے مکافات آخرت میں اسکے نہایت بد ہوگی ہر چہ غم و غصہ کہتا تھا
اور زحمت کھنچتا تھا پر کچھ نہ فائدہ نہ ہوتا تھا اتنے میں بیاس دیو پر حاضر ہوا اور
کہنے لگا اسے راجا باوجود اسکے کہ میں نے تجھ کو اس بات سے آگاہ کیا تھا پھر اس
کو تو نے کیوں نہ روکا اور دفع کنیا راجا بہت نادم ہوا اور بہت سی مشقت و
معذرت کی بعد اسکے التماس کیا کہ اس گناہ عظیم کا تدارک و تلافی مجھے بتا کہ
عاقبت میں اسکے عذاب سی رہائی پاؤں اور گرفتار نہ ہوں بیاس نے یونے کہا کہ
بہت سی خیرات و تصدقات کے بعد کتاب مہا بہارت کو پڑھو اگر گوشن دل
سے سن اور اسکے معافی پر وہ بیان دہرائیے بخت پاسکا اور یہ گناہ تیرا بخشا
جائے گا چنانچہ راجا نے تمام خزانے و دھنیں جتنے تھے بلکہ سارا اسباب فقرہ
و مساکین کو بخش دیا اور کتاب مذکور کو سناتے کہ شاگرد شدید بیاس دیو کا، تھا
اویس پڑھو اگر رجوع قلب سے سنا گناہوں سے پاک ہوا عذاب آخرت سے
بچا اویس وقت سے یہ کتاب تمام عالم میں مشہور و معروف ہوئی جب اس
موراثت حاصل کی پھر سوار مورخاٹ میں مشغول ہوا عدل و انصاف کرنے

کی بعد مدت کو لب لقا و سکا مغرب فتنائیں عروج ہوا جہاں عیسیٰ و
 سپاہ کی نظروں میں تارک ہو گیا اور اسکی سلطنت کی مدت چوبیس برس
 تھی راجا سمیہ بن راجا جمنی جسے سب میں بڑا تھا بعد اسنے اپنے
 راج پر بیٹھا اور اسکی اولاد سے جہاں کو روشن کیا مائند اسنے بعد ازاں
 اسکی ملک کو انتظام و بدلت اور اسکی راج کی سیاسی برس اور دو بیٹے راجا
 اور سن بن راجا سمیہ بن اٹھاسی برس دو بیٹے راج کیا اور رعیت و سپاہ
 کو بہت سارا کام دیا راجا مہا جسے سن اور سن نے اگاسی برس اور گیارہ
 بیٹے ریاست کی اور تخت سلطنت کو بہت بخشی راجا جسے سن مہا
 بہ زمانہ روائی اور ملک پرانی دو بیٹے چتر برس کی راجا و شش
 وال سن جسے شش چتر برس بن بیٹے راج کیا اور ایک جہاں آباد
 کیا راجا اگر سن بن راجا و شش وال بعد اسنے راجا ہوا رعیت پر
 دیکھ سنائی کا اتارا اور سنے بجایا آخر ہشتر برس اور اڑتھ بیٹے کے بعد اس
 جہاں سے گزر گیا پھر راجا سور سین بن راجا اگر سین اسی برس تک
 راج کی سند پر رونق افروز ہمالی ملکی کار بار کو بخوبی انتظام دیا اور اسنے بعد
 راجا سور سین بن راجا سور سین نے بیستہ برس دو بیٹے راج
 کیا پڑت اور سپاہ کو جس سے رکھا اور اسکے بعد راجا سمی بن راجا سمی
 نے ہشتر برس پانچ بیٹے راج کی سند کو رونق بخشی اور جہاں میں بخوبی
 کی بعد اسنے راجا جہیل بن راجا سمی تخت حکومت پر بیٹھا اور
 برس سات بیٹے تک ملک کو آباد رکھا اور اسکے بعد راجا ہوشمال

بن راجا کمر جہل با ستمہ برس اور ایک مہینہ راجا رہا جہاں کو فتنہ و فساد
 پاک کیا پھر راجا نر سیرلو بن راجا سو مہمہ پال اکاون برس گیا وہ مہینہ حکم
 رانی و ملک ستانی میں مشغول رہا بعد اسکے راجا سو جہر تہم بن راجا نر سیر
 دیو بنی برالیں برس اور گیا وہ مہینہ جہاں بانی کی اور جن سلوک سے زندگانی
 کرتی پھر راجا بہو پت بن راجا سو جہر تہم راجا باوا اٹھاون برس اور مہینہ
 اور سلطنت کو انتظام دیا گیا بعد اسکے راجا سو بن بن راجا بھو پت راج
 پر قلم ہوا پچیس برس اور آٹھ مہینہ حکومت کرتا رہا پھر راجا مسیدھاوی بن راجا
 سو بن باون برس اور نو مہینہ فرمان رانی و کشور ستانی کرتا رہا آخر جس جہاں سے
 ایسی ہو بعد اسکے راجا سرون چمر بن راجا مسیدھاوی سنے پچاس برس اور
 مہینہ ریاست کی اور ملک کو رونق بخشی پھر راجا بہیکم بن راجا سو
 بنی ستائیس برس اور نو مہینہ راج کیا سپاہ و رعیت کو خوشنود رکھا اور جہاں کو
 عدل و انصاف سے آراستہ کر دیا بعد اسکے راجا پدارتھ بن راجا سون
 پچائیس برس گیا وہ مہینہ سپاہ و رعیت کو بالاد و نالہ نواز پھر راجا سو
 بن راجا پدارتھ راجہ ہوا اور چوالتیس برس مہینہ سپاہ و رعیت کو اپنے
 اس میں رکھا راجا آونی بن راجا سووان بنی چوالتیس برس راج کیا اور جن
 کی تالیف قلوب کرتا رہا اسکے بعد راجا آھنی بن راجا آونی اکاون برس
 ملک راج پر قلم رہا سپاہ و رعیت کو داد و بخش سے نواز کیا پھر راجا وندیا
 بن راجا آھنی پچیس برس نو مہینہ راجا رہا اور خلق کو آرام دیا گیا راجہ سون
 بن راجا وندیا بنی پچائیس برس تخت حکومت پر عیسیٰ فرمایا خلافت کو اپنے

سیاحیت میں آرام سے رہا اور گردن گنتوں کو سرنگوں کیا اور راجا شمسال
 بن راجا در سال چہشتین برس اور سلطنت کو انتظام دیا کیا اور غنیمت
 کا ہوا کیا بعد اسکے راجا کہم بن راجا کہم راج پر پٹیا لیکر اور سلطنت میں کھلی
 اور عدالت کے طریقے میں سستی کرانہذا مطلق مالی عالمی کو مدوں کی طرف مہیا کرانہ
 لیے پروائی و لاواہالی اوسنے اپنا شغل کیا نڈان سلطنت کو ہاتھ سے کودیا بلکہ اپنی
 ہی دی علاقہ کون مکان نے جہاں کو جیسے یہ کیا سرستہ انتظام اور خلافت کا
 شاہان عظیم الشان کے ہاتھ میں واپس آکر اور ہم سے کہ خلق کی روادہ پر آمین جانیں
 اور عدلی انصاف کے حیلن کو بی بنامین مہین تو سلطنت چہن جائیگی بلکہ جان سے
 ہی آفت ایلی بیت منور و اجوشہ کو ملکیت کی ہر ایک کو چوہ ہو ویکہ
 گی جب راجا کہم بن کو امرا و زرا نے بزمہ غافل اور مولکی و مالی میں کاہل پایا جو کہ
 کہ کار و بار سلطنت کا محتار تھا اوسکو اسد و اس سلطنت کیا نڈان اوسکو ہی حرم سلطنت
 کی ہوئی ہونڈان طمع نے جہنم روت اوسکی سی ہوی ایک دن قابو پا کر اوسنے راجا کو مار
 اور آپ راج پر قایم ہوا غرض راجا کہم بن نے اٹھیا شہین برس اور گیارہ مہینہ راج
 یا نڈون کے خاندان میں سلطنت اسی تک نہی قضاء قدرت سے اشد و ہوی جو نہہر
 اوسنے گھر لے میں بادشاہت ہی راجا جہد شہر سے لیکر راجا کہم بن تک نہیں
 شہنشاہ نے ریاست کی راجا بے راد کہ مرتبہ وزارت سے یا یہ سلطنت کو ہو کا اور جل
 پر ہما اکثر اوقات کار و بار سلطنت میں مشغول رہتا اور مدعو تین واسطے خلق کو تربیت
 دیتا لیکن ہر گاہ کہ احوال اوسکی اولاد کا مفصل معلوم نہ تھا اس واسطے مختصر کیا فقط
 ہر ایک کا نام اور مدت سلطنت لکھ دی تب مختصر راجا بے راد نے سر مرقع

جیسے راج کیا پھر راجا سورسین اور اسکے بیٹے اپنے باپ کے بعد بنائے گئے
 اور انہی نے رعیت و سپاہ کو اپنے سپاہیہ عدالت میں آرام سے رکھا آخر ملک عدم
 کو اکیلا چلا گیا پھر راجا پیر سناہ راجا سورسین کا بیٹا باپ کی سند پر رہا اور
 باون برس دو مہینے اور سترے خلیق کو اپنی سپاہ میں رکھا بعد اسکے راجا آہنگ شاہ
 بن راجا پیر سناہ تخت نشین ہوا سنیا لیس برس اور نو مہینے اور سترے ہی عدالت
 کی رعیت پروری کی اور اسکے بعد راجا پیر حیت سناہ بیٹا راجا آہنگ شاہ
 کا تخت نشین ہوا پینتیس برس گیا وہ مہینے اور سترے راج کیا اور رونق افزا ملک
 رہا پھر راجا وھیر راجا پیر حیت کا خلیفہ راج پر پٹھا جو الیس برس اور تین مہینے
 حکم ہا بعد اسکے راجا سو دیال بن راجا وھیر نے تخت سلطنت پر جلوس
 فرمایا مملکت کو بخوبی لیا یا بعد تیس برس نو مہینے کے اس جہان کو بجا یکہ مہینے
 اور اسکے بعد راجا پورست راجا سو دیال کی بیٹے نے تخت سلطنت کو
 زیب دیا اور اوازہ عدل و انصاف کا بلند کیا آخر یا لیس برس اور دو مہینے کے
 بعد ملک بٹھا کا راہی ہوا پھر راجا سنجی راجا پورست کا پورا اپنے باپ کے سقا
 بیٹا متقیس برس تین مہینے وہ بھی اسور ملک کے انتظام میں لگا رہا بعد اسکے راجا
 اھرچوہ پن راجا سنجی فرمان روا ہوا اور ستائیس برس چار مہینے اور سترے
 کے بعد ولایت میں رہا پھر راجا امین پال بن راجا اھرچوہ فی نقا
 سلطنت کا بجایا یا تیس برس گیارہ مہینے تک قضیہ حکم و خلیق اللہ کا فرما
 واجبی چکایا بعد اسکے راجا سر وھی بن راجا امین پال فی کشور شاہ
 و ملک گری میں اوقات گذاری آخر سنیا لیس برس سنات مہینے کے

سیکھنے والی ہو پھر راجا پدارتھ بن راجا پروہی سداوت فرمان دہی
 بلند کیا پچیس برس پانچ مہینہ صل والی صاف کھانڈ کا دیا بعد اسکے راجا
 ندرہل راجا پدارتھ کا بیٹا سنہ جاگت پریشا لیکن سپاہ و رعیت کی طرف سے
 نہوا میش و عشرت میں پرگیا ہنگ پنا اختیار کیا نہ میں غرق رہے لگا اڑا
 اسی بدسلوکیاں شروع کیں لیکن کیرتہ بند کرکے راہ و رسم سنیوں کی بولائی نہایت
 قابو ترک کی آپ میں نہ ہر خطی ساہوگیا رئیس کو لازم ہے کہ کسی نقش کی کثرت
 ٹکرے اور بات نہ واسے نہیں تو خاصیت جواد کی پیدا کر لگا اور انساٹ سے جانا
 رہی خاصو ساہنگ بدترین نشا سے اگرچہ ابتدا میں قدرے سرد لاتی سے بلکہ ہو
 ہی لگاتی تے لیکن آخر کار کو بانی سے سدو بد ساری بولائی سے برضا اور کج
 کر گشتا تے نہنگ نیم کا پتا سا ہو جاتا ہے اگر شہزادے سے بچے کیری سے ڈرے
 اور جو گینڈا اوکا غادی ہو تو میرے بہاگا کر شایات جسے ہنگ پنے کی بات
 ہوئی: اسے جو دہشت سے نفرت ہوئی: اگر جو دہے کیسا ہی چالاک جیست
 پر اوکو پنے نو وہ ہو جاوے سمت: نہ چہرہ ہی اوکا فقط زرد ہو: جو کثرت کر
 زو مکی نامزد ہو: سمجھنے لگے پھر تو رہتی کو ناگ: اگر ٹیک ہے وہ تو بس جاسے بہاگی
 الفص حیب راجا ہنگ کی ازاد سے از خود رفتہ ہو گیا ارکان دولت سے بد خوئی
 کر نہ لکاتب سیراہ وزیر نے لوگوں کے درخان نے سے قابو پا کر اکیڈن اوکو لدا
 اور یک کا ایک ہو شہاوانعی جیست محض سلطنت آدمی کو حقوق حسن کے
 جواما رہتی ہے بلکہ خوف ابی دل سے اوٹھا رہتی سے قرب جان بوجہ کر اوہیں ام کا
 ترک ہو تے جسکے سب غوی عقی کا واسطہ ہے قدر محقر کس مقول نے اکثر

برس اور اس نے بیٹے راج کیا اسکے بعد راجا بھیرا دلی اولاد سے سربرستہ سلطنت منتقل ہوا
 اور خاندان میں گیا بیت نہیدی رہا اس جہان میں نہ نیک پکوانی رہی اونکی اک
 عمر لیک پکوانی حاصل یہ ہے کہ راجا بھیرا دے لیکر اس راجا تک چودہ شخصوں نے پائو
 ایک برس سلطنت کی پھر راجا بھیرا دے پائے وزارت سے جو مرتبہ سلطنت کی پھر
 پینیس برس تخت نشین رہا بعد اسکے راجا چناب سنگھ راجا بھیرا دے کا بیٹا
 برس اور سات بیٹے راج کرتا رہا آخر اس جہان کو خراج گیا پھر راجا شیر گھن پن
 راجا چناب سنگھ سند نشین ہوا اور اکیس برس اس نے راج کیا اور اسکے بعد راجا
 مہی پت پن شیر گھن پن پچیس برس اور چار بیٹے اپنے باب کا قائم مقام رہا
 اور سورملی کو انتظام دیا گیا بعد اسکے راجا بہار مل مہی پت کا بیٹا
 پر قائم ہوا اور چوٹیس برس اس نے بیٹے طریقے ریاست و حکومت کے بجایا پھر راجا
 سروپ دت راجا بہار مل کا بیٹا راجا ہوا اٹھائیس برس اور تین بیٹے چہا
 بعد اسکے راجا تھر سین پن راجا سروپ دت کے چوتیس برس تخت
 بیٹے سند حکومت کو زینت دی سپاہ و رعیت کی پرورش و درستی میں اوقات
 گذاری پھر راجا سکھ دت راجا تھر سین پن کا بیٹا ماکم ہوا اور ستائیس برس
 اس نے راج کیا بعد اسکے راجا سچے مل پن سکھ دت ان اٹھائیس برس
 دو بیٹے راجا رہا آخر آگ میں جل کر اکہ ہوا اسکے بعد راجا کل نک راجا
 جی مل کا پورا اپنے باب کی سند پر بیٹا اور اوتالیس برس چار بیٹے حاکم رہا پھر
 راجا کل من راجا کل نک کے نو چہم نے جاگ اور جالا کیا چہا تیس برس
 سوا دھکم کو ملکیت میں آنے نہ دیا بعد اسکے راجا ستر مہن پن راجا کل من

نے تخت سلطنت کو اراکیش دی آئندہ برس گیارہ مہینے دنیا میں حکومت کی اور
 راجا جیون جات راجا ستر مردوں کا بیٹا قائم مقام اپنے باپ کا تخت و تاج
 برس نو مہینے خلق کو اس سے فیض پہنچا پھر راجا جہرن جاکت جیو دون جات
 کا بیٹا راجا ہوا اور تیرہ برس دو مہینے تک اسور ملکی کو انتظام دیتا رہا اس کے بعد
 راجا سیر سین بن راجا جہرن جاک نے تخت حکومت پر جلوس فرمایا
 برس دو مہینے طر لے کر ریاست و حکومت کے بجالاتا رہا اس کے راجا ادم ست
 بن راجا سیر سین رئیس شہر الیکن اس نے جوانی و فرما دوائی کے زور سے اس
 مملکت کی طرف سے غفلت کی عیش و عشرت میں اوقات کاٹنے لگا اکثر اوقات
 محل میں رہنا اختیار کیا فی الواقع عیش و عشرت جو انہیں نہایت خوش و خرم
 جوان کو مغرب سے غفلت و سستی ہو جاتی تھی دولت ہو اس کے توحق بطور
 لیکن جب خدا نے عقل دی ہے اسے سوچ سمجھ کر عیاشی کرے نہیں اس قدر لست
 پڑے اس مملکت کو سب باتوں سے مقدم جانتے ہیں اور کہا اپنے دولت پر
 کا جان اول سے مانتے ہیں جو حاکم عیاش ہو اور دین و دنیا سے گیتا چھوڑ
 غفلت سے اور کاپلی کا ذلت اکثر تخت نشین غفلت کے باعث صاحب غفلت
 بہتر سے سلطین کہالت کے سبب حقیر ہوئے افسوس جب بے پروائی و لاوا
 راجا کی بہت بڑھ گئی اور ناریسیائی اس کی سب کے نزدیک نہایت ہوئی لڑکانہ
 و ایمان سلطنت نے وزیر سے اتفاق کیا اور راجا کو مار کر اس کو راج پر بٹھا دیا
 حاصل یہ ہے کہ غفلت بادشاہوں کی اور تخت سلطنت کو خاک میں ملاتی
 ہے اور وزیروں کو پایہ وزارت سے اور گشتی پر بٹھاتی ہے غرض راجا

اودھت سے تیس برس کیا دینے راج کیا آخر اپنے لئے کی سزا کو پہونچا قصہ کو تیار
 بیراہ سے تیار کیا اودھت سولہ اشخاص نے سلطنت کی چار سو چالیس برس کے
 بعد اسکے خاندان سے ریاست لئی لکھنم تو دنیا کو ایک فاحشہ کر قیاس ہے
 آج اسکے پاس اور کل اسکے پاس اسے نت نیا یاد رکھتے ہیں : وفا سے ہمیشہ
 بیزار ہے : زیادہ کہو اس سے تو لوگ پھل : بجز داغ حضرت ندی کی یہ پہل : نہ ہو
 اسکے یہ کرد و کرد کہ ہے داغ حضرت ہی اسکا اثر : جب راجا و نادر حضرت
 سے درجہ سلطنت کو پہونچا اکتالیس برس چہ مینے سپاہ و رعیت کی غور و پرداخت
 کرتا رہا آخر قہارہ رحلت کا بجایا پھر راجا سین و ہوج بن راجا و نادر ہر راج
 بیٹا پتالیس برس خلق کا کام اسکے ہاتھ سے جاری رہا بعد اسکے راجا مہا
 ناک راجا سین و ہوج کا بیٹا حاکم ہوا اور اکتالیس برس دو مینے کے بعد
 دسے رشتہ ہستی کو باندھا اسکے بعد راجا مہا چودہ بن مہا لنگ ریش ہوا
 پتیس برس اس سلطنت کو انجام دیتا رہا پھر راجا ناتھ بن راجا مہا چودہ
 پتیس برس حاکم رہا آخر چیمانہ اپنی عمر کا بہر گیا اسکے بعد راجا چو لک
 بن کا قصہ راج پر قائم ہوا پتالیس برس سات مینے کا تیار سلطنت کا کرتار رہا
 اسکے بعد راجا اودھ کے سین راجا چو لک کا بیٹا تخت حکومت پر
 بٹھا اور پتیس برس پنج مینے دنیا میں رہا پھر راجا انند جل اودھ کے
 سین کا بیٹا اکاون برس حکومت کرتا رہا آخر تخت سلطنت کو چھوڑ گیا پھر
 راجا راج پال بن راجا انند جل نے تخت حکومت پر جلوس کیا خلق
 اکوارم و مہمان بانی و ملک ستانی پر ضرورت ہو ایزد شریعت سے ملکر

برقبضہ کر لیا اور اکثر گردن کشوں کو اپنے تسلیم کیا تب تو شراب و خمر کا شہ جو
 سا چرخا اور کبر حد سے زیادہ بڑھا چنانچہ اکثر بادشاہوں کو خاطر میں نہ لانا تھا اور لوگ
 شکریہ سے پیش آنا نطفہ ہم ہوا جاہ و دولت سے یہاں تک بلوغت کہ
 کو لگا وہ سچے چرخ و چرخہ جو درگاہ تھی اور سیکڑا غور و سمجھتا تھا اوج فلک سے
 بھی دوریہ حاصل ہے کہ کثرت لشکر و تسلط سلاطین پر غرور و زندگانی کرتا تھا
 حکم و عطا فرمایا ہے اور بجز یہ میں ہی آتا ہے کہ جن نے نیک و نخواست و رعوت
 کی اندک مانے میں ایسی سرخشاہ کو مائی کہ خاک میں مل گیا اور جسے غور و سیکڑی
 پیر رکھی وہی پکڑی اور سکی نور اگلو گیر ہوئی لکھا اور سکا ہوتا اور دم خفا کیا آخر کا
 مذلت پر وہ کرا نطفہ ہم کبر ہوا جبکو حق کے سوا یہ نہ ہو کر لگی اور سکا ہوا
 نیکرے پہتا اور سیکڑی نین سزاوار اور سکا تو مذہ نہیں قصہ کو ناہ سکا ہوتا ہوا
 راجا کہ وہ نہ کوہ کاؤن میں نہوڑے سے ملک پر تصرف تھا ساتھ اسکی
 بھی اور سے دینا تھا اکیڈن وہ اپنے ارکان سلطنت و وزراء سے مملکت کو لیکر
 مہالاج پر چڑھ گیا اور فتح یاب ہوا خدا کی قدرت سے عجب کیا اگر وہ ارادہ کرے
 تو پڑا کو برک کاہ اور کھارے اور ہور مار کو مارے چنانچہ راجا راج پال باوجود اس
 قدرت و قوت کے اس صغیف کے بات سے مارا پڑا اور وہ ملک کا مالک نہ ہوا
 نطفہ ہم جو پاسے خداوند چرخ برین تو دشتوار یہ بات ہرگز نہیں فری کو
 مانوان ڈالے مارے کرے شیر کہ یہ سے دائم فرار راجا راج پال سے چیتیں
 برس راج کیا حاصل ہے کہ راجا اندھیر سے لیکر اس راجا تک تو شخصوں نے
 راست کی آخر سلطنت اور نیکے خاندان سے بعد راجا راج پال کے منتقل ہوئی

بیت ندیکما جهان میں کوئی قاتلان نہ کہ دولت رہی ہو ہمیشہ بہانہ نہ لیتا
 بخوابش کہیو اسکا ناون نہ کہ یہ یونہی پرتی سے چھاؤں نہ جب راجا سکھ
 کو ہی والی مالک محروسہ کا ہوا اس کے مزاج میں ہی نہایت غور کیا امرا
 و زرا سے سلوک نامشاہستہ کرنے لگا نہ شہ سے سلطنت کا سینہ مال نسکا نہ طہ
 نو نہا ہی اہل جلا بدست ہو گیا اور یہ حالات بادشاہوں کے شایان نہیں بلکہ
 خوش خلقی و سپاہ پروری و رعیت نوازی و قدر دانی اون کو لازم ہی جس
 سلطان نے ان فعلوں کو ترک کیا سرشتہ سلطنت کا اوسکے ہاں سے
 کم ہوا اور یہ تو اس بدکرداری اور ناہنجاری کے ساتھ پوستی ہی تھا یہ سب اسکی
 اطاعت کے عقل اسکی بالکل ناپاکی ہو گئی تھی اکثر اوقات نشے میں سرشار بخودی
 میں لیل و نہار ہوتا تھا حکموں کو کوئی نشا کھانا پینا نہ اور نہیں خصوصاً کہ
 لہ فقط پوست و ستھوان ہی باقی رکھتا ہے قوی کو ضعیف بنانا ہے اور صحیح
 و مرضی مرد قامت اسکی کثرت سے کبر سے ہو جاتے ہیں اور تو مسند تنگاسی
 بن جاتے ہیں گردن جھکی جاتی سے پینک چلی آتی سے رات کو جاگا کر اہی
 اور دن کو سویا کر تا ہے صورت اصلی پر نہیں رہتا مسخ ہو جاتا ہے القصدہ راجا
 بدہوشی کے باعث جڑ چڑا ہو گیا ستار عمت پر نمدی اور سپاہ کے حق میں
 ناہندی شروع کی سردار تو اسکی بدسلوکیوں سے شامی تھے ہی خوف
 ہو گئے ہیست جو حاکم ہوا عدل کر اختیار نہ کہ ظالم کی دولت نہیں پائدار ہے
 میرا طرات میں مشہور ہوئی راجا بیر بکراجیت اجین کا راجا فوج کشی کر کے
 اوسیر جڑ آیا اور یہ بھی اسے فوج لیکر اوسکے مقابل ہوا دو ٹون لنگر لہیں

نوب کرے اور ہزار دن ہواں مارے برے میدان دریائے خون ہو گیا زنگاہ کا
 دگرگون ہو گیا اجسام ہماروں کے تیروں کی کثرت سے نستان بن گئے اور
 دلا درون کے بکانون کی مہمت سے کثرت جھن گئے آب تیغ کی موجوں نے
 فوجوں کو موت کے گھاٹ لگا دیا لیکر رخت ہستی ہر ذریعہ کا ایک جلت ہمارا
 آفرین خدا فرین دلا دران طرہین کی جرات و شجاعت پر کہ ہر ایک نے فحاشی
 رسنے کو توڑا لیکن دم و البین تک دم خجود شیر سے ہتھ مارا آخر اجاسکو
 اوہی کو متاوت کی تاب نہ رہی ہالوں اسکے آئہ گئے لیکن زنگاہی میں مارا
 پڑا اور بابیر کو پاجیت فتح باب ہو کر ہر انرہن اجاسکو موت کی حکومت چودہ برس
 رہی نظم اگر شیر سے گرگ اگر شیر سے مقرر وہ فافہم مارا پڑے پاشو
 شہ زور سے اتوان دتو جاتی رہے جان اوسکی ندان : راجا بیر مکر و اجیت
 بن گندہ پسر سین اوسکی ولادت کے احوال میں اختلاف بہت ہے
 اور صاحب خاصۃ الہندیہ لکھتا ہے کہ بھنے تاریخون اور اکبر نامے سے یون
 ہوا ہے کہ ابا و اجداد سے راجہن کا راجا ہوتا باب اسکا گندہ پسر لیکن شکار
 بنیسی کے ترجمے سے یہ پوچھا جاتا ہے کہ اکیدن مجلس نشاط میں راجا اندیہ کے
 تہتی اچھرائیں تلج رہیں نہیں عجائب ستان بندہ راجا تھا کہ میں مرے میں گندہ پسر
 من اندر کی نگاہ ایک اچھرا پر پڑنے لگی بلکہ دسدم اوس سے انکہ لڑنی لگی اور
 راجا کی منتظر نظر رہی تھی راجا اس حالت کو دیکھ کر نہایت برہم ہوا اور وہیں سے
 بیٹے کو سراپا کہ عالم حلوی سے عالم سفلی میں جا کر دن بہر گدے کے کھیس میں
 اور ات جراتان کے پھان تک کہ اگر اسکا نظم انسان اوسکا یکہ صریح میں

آگ میں چلا دے تب اپنی صورت اصلی میں اگر پھر عالم ملکوت کی طرف سر
 کرے فی القبر زندہ رہے سب اس پتہ مکان سے جدا ہو گدھے کی صورت میں متصل ہوا
 نگر کے ایک تالاب میں گرا اور وہیں ساکن ہوا اس ارادے پر کہ یہاں کے راجا کی
 بیٹی لیجئے تا اس حشرہ جاری اسے نجات پائی کیونکہ راجا اس کو مقر حلاویگا اور میں شکل
 اصلی سے متشکل ہو کر اپنے مکان مانوس کو راہی ہونگا وہ اس اندیشے میں تھا کہ اس
 برہمن ہذا نیکو اور نالاب کے کنارے وارد ہوا گندہ رہے سین او سکی آست ستر
 پانی میں سے بولا اسے باسنہ میں گندہ رہے سین اجا اندر کا بیٹا ہون یہاں کی راجا
 سے جا کر کہہ کہ اپنی بیٹی کو مجھ سے بیاہ دے پھر جو کچھ ارادتی حاجت ہوگی اسے بر لاؤ
 اور جو اس بات کو ناپسند کیا تو اسکی سہاری ملکوت خاک میں ملاؤ لگا باسنہ نے اس
 کو اس آواز کا اعتبار کیا جب تین روز پہنچ سنی ناچار ہو کر راجا دھند سے اسکی
 حقیقت کہی راجا متحیر ہو کر آپ اس کے کنارے پر آیا اور اس صدا کو بگوش خود
 سنا لیا اس کے یوں کہہا کہ اگر واقعی تو راجا اندر کا بیٹا ہے اور قدرت امور غیبیہ
 سر انجام کی رہتا ہے تو ایک شہر بناہ آہنی اس شہر کے گرد بنا دے تا جھو تیر
 قول کا اعتماد ہو دے پھر اپنی بیٹی کی شادی بجنہ سے کر دے گندہ رہے سین نے
 فی القبر قاضی الحاجات کی درگاہ میں مناجات کی سہا حقیقی کی قدرت سے بدو
 سہار اور ہمار کی مدد ایک حصار آہنی نہایت مستحکم شہر کے گرد بنو دیا وہاں
 حصار اس طرح کا علفین و بلند نہ پہنچے جہاں وہم کی بھی کمند نہ دیکر کسی
 کہی نہ سنا نہ سوا ہے کا ایک آئین بن گیا یہ خلق اس سناٹے عجیب
 دیکھ کر اچھوٹے ہو گئی اور راجا کی عقل جاتی رہی وہیں دفا سے وعدے کیے لیجئے

اب تیری خدمت میں التماس کرتا ہوں پہلے ایک بیٹا بھرتی نام میرے
یہاں ایک چھری سے پیدا ہو چکا ہے اب تیری بیٹی جو پیٹ سے ہے یہ بھرتی
ایک لڑکا جنہ کی ہزار مانتھی کا زور اوسکے جسم میں ہو گا غرض صفحہ روزگار پر ان
کا نام تار در قیامت ثبت رہے گا اب اثر انداز کی دعا کے بد کا نہ بڑھ چکا ہے جسے عالم
علوی جانا چاہیے پس تم سے نصرت ہوتا ہوں یہ کہ اگر آسمان کی طرف اڑاؤ نظر
سے غائب ہو اراجا اس امر عجیب کے مشاہدے سے ہگا لگا سار بگیا ندان پختا ہے
نکا کہ اس قدر سے تیرا وہی ہے افسوس کہ کچھ خدمت نہو سکی اتفاق حیرت
یہ اس عالم میں وارد ہوا تھا ساتھ ایسے جب یہ دھیان کیا کہ میری بیٹی سے اسکا
ایک لڑکا ایسا شہ زور پیدا ہو گا کہ ہزار مانتھی کی قوت او میں ہوگی تب دیکھو کہ
اوسکا تسلط جو اس عالم میں ہوا تو اسے قوت بازو سے میری سلطنت میں لگا
اور میں اوس سے مقابلہ نہ کر سکا لگاتار کتنے اشخاص تعینات کئے کہ جب یہ لڑکی بیا
بچنے اوسکو میرے پاس فی الفور وٹھالا دین کہ میں اوسکا کام تمام کروں اور اوسکے
شر سے بچوں وہ لڑکی ایک تو گندہ رہی پسین کی آتش فراق سے جلتی جلتی تھی
جب دیکھا کہ یہ گروہ اس بات پر متعین ہوا ہے کہ حیو قوت میں لڑکا جو ان اوسکو ہم کا
لگا دے زندہ لگی اوسکو اور یہی دو بہر ہوئی دیکھا کہ اس صدمے کی تاب نہ لا سکو
اور پیش از اس کے ایک چھری سے اپنا شکم چاک کر ڈالا اور شہ شہ حیات کا قطع کیا
اتفاقاً ان مینا لک چکا تھا اور ارادہ الہی میں یہ شہر تھا کہ یہ لڑکا دنیا میں پیدا ہو
اور دے کام کرے کہ کسی بشر سے نہوے ہوں اور نہو سکین بنا براسکے شہر گویا
اوسکے پیٹ سے جیٹا نکل پڑا اور نوید الشہن بچوں کی مانند روئے لگا لگا ہوا

اور سیو قوت لیا جا کے حضور اور سکو لیکے گفت اور سکی بان کے مرنے کی اور حقیقت اور
 پیدا نش کی سن سن عرض کی راجا گندھرب سین کے لئے پہلے سے منعمود تھا
 جو بیٹی کا مرنے سے نام اور سکا زیادہ بڑا عرض اور سلفین منعمود کو دیکھتے ہی مہر و لیس آگئی اور
 اور سکی پرورش کے لیے دو دو دلائی دایاں کی رکھ دین ربابی تو ہول کے ہی
 ضعیفوں پر نکر سے آدھ میں اور سکی شعلے کا اثر زہنا و صغیروں کو نایا اور مینا ذکر
 ہیں ترحم اور نہ پیشہ و اثر اور اسی طرح بھرتی کی بھی پرورش و تربیت پر
 ہوا افضل الہی سے دونوں بہائی نہو سے دونوں میں برے ہوئے لیکن سر کر
 کی جہن سین سے جو نامتین صلیطت و ریاست کی ہو یا نہیں اس سبب راجا
 اور سکو بہت پیار کرتا تھا جب جوان ہوا صوبہ واری مالوے کی اور سکے لئے نظم کی
 پر کر راجت نے راجا کی خدمت میں درخواست کی کہ برے بہائی کے ہونے
 میں حکومت کا سزا دین میں بہتری سے کہ ناظم وہاں اور دیوان میں ہوں راجا
 یہ بات اور سکی نہایت پسند کی حکومت وہاں کی بہتری کو بخشی اور دیوانی کرنا
 کو پھر دونوں کی خدمت کیا جب یہ صوبہ مذکور میں پہونچے بہتری نے ان میں کو
 والا راجت مقرر کیا وہیں سند حکومت پر بیٹھا اور پر کر راجت بھی پانہ وزارت
 حاکم سہاظم و نسق امور ملکی و مالی کے بخوبی کرنے لگا رفتہ رفتہ دونوں بہائین
 نے اکثر ملک جو متصل اور س ولایت سے تھے اور نہ قبضہ کر لیا اور کہنے لگے
 تو ایسا نکال کر پھر تو حکم اور لگا اکثر ملکوں پر جاری ہوا اور آبادی اور جن کی مالک
 تیرہ کوس اور عرض میں لوگوں شہری راجا بہتری از لیا یہ اپنی رانی کو کہ نام اسکا
 سستہ تھا مگر اپنی اور سکو کہتے تھے بہت چاہتا تھا اس سبب سے اکثر محل میں رہتا

اوقات عزیز اپنی اوسنے ساتھ پیش روستہ میں کہ وہاں ملک مالی مقدمات کی
 طرف متوجہ نہ ہوتا بالکل بیاد مہات حکومت و سلطنت کا یہ کیا جاچیت نہ
 وہ غیر خواہی سے راجا کو سبیشتر نصیحت کیا کرتا کہ محل میں رہیں بیشتر اوقات
 کرنا امور سلطنت پر دھیان نہ دہرنا مناسب نہیں رانی اسواسٹے اوس سے
 یا اس لئے کہ ہذا الہام سلطنت کا تھا آزر دہ بھی سخت سست راجا کو کہا کہ اس
 پر لائی کہ یہ کیا جاچیت کو ملک سے اخراج کر کے اور خدمت بخاری کی
 اس سے لے لے وہ سلوب العقل محکوم زن بہائی سے ایسا پر گیا یہ ہر دو
 کا لحاظ کیا نہ حقوق جانفشی کے سمجھا ایک عورت خانہ براندازانہیں العقل
 خاطر سے اوس انسان کامل کو شہر بدر کیا اپنے ہاتھ سے اپنا بازو نور دیا
 محبت پر عورت کی ہرگز بچاؤ کہ انجام اوسکا نہیں جزو غایہ نگاوت ہی اوسکی سر
 فریب نہ نکھا اوسکا تو اسے برادر فریب نہ اگر کر کا اپنے پھیلا سے دام نہ تو
 پہس جائیں دنیا کے وانا تمام نہ قوی اوسکا ہے مگر شیطان سے نہ تدارک
 ہو گیا اوسکا انسان سے جب ایک مدت اسپر گزری اتفاقاً ایک
 برہمن کے قوت ریاضت سے ایک ایسا پہل ہاتھ لگا کہ جو کوئی اوسکی
 حیات ابدی پاسے چنانچہ اوسنے وہ امرت پہل وجہ معاش کی اسید پر اپنی
 جو رد کی کہنے سے راجا کی اکثر نذر کیا اور اپنی مراد کو پہونچا راجا از لیکہ اپنی زوجہ
 سے عشق نہ کہتا تھا اوس میوہ جان بخشش کو اوسکے حواس کے کیادہ عجیب
 کے وار و غم سے گرفتار تھی اوس تحفہ عظیم المثل کو اوسنے اوسے دے ڈالا
 لکھا میوہ کی زینت بخشش میں پاسے بند تھا اوسنے اوس شمر تریاب کو لیا کرے تامل

اور سکے کے گم ہو گیا اور اسکی آجنتہ میں یہ آیا کہ زندگی جادو دان پر سپر کاروان اور
 کردار دن کو چاہیے ہم سپر کاروان کے حق میں نانی ہی زیست دیاں ہے بہتر
 یہ ہے کہ اس امرت پہل کو راجا کی خدمت میں گنڈا نہ لے کیونکہ اس کے فتنہ میں
 سے ایک خلق نہال ہے اور ایک عالم خوشحال پس ایسے شخص کی زبان کا کئی کلمہ
 جادو دانی ہو جائے تو خلق اللہ تاقیاست آرام پاسے ندان راجا کی خدمت میں آکر اسکا
 پہل کو گنڈا نہ راجا اور سکھ چوان کر حیران رہ گیا آخر اس ماجرے کو بخشش کیا اور رانی کے
 راز نہانی سے واقف ہوا جب اس کے پانی لے دیکھا کہ بات اپنے بارے سے
 جانی رہی مارے ڈر کے ایک اور بچے کو ٹھٹھے سے گویا میری اور اسفل لیا فلیٹ میں
 چاہو بچی راجا اس چہنال کی محبت سے نادم ہوا اور اپنی گورن مایہ کے راجا کو
 جانے پڑا صفت کیا ہیست زن بدکار کا مرنا بھلا ہے بچہ غیجہ زیست کا اور اسکی بڑا
 لیکن اور کتا بون میں رانی کی جہاںست کو میرا خور سے اور مرنا اور کتا اس وضع سے
 زمین لکھا بلکہ اسکی عصمت ثابت ہے اور موت اور اسکی زبان لکھی ہے کہ اگر ایک
 راجا بہتری شکار کھیلے کو سوار ہوا تھا قریب شہر سے ایک موضع میں جو پہونچا ایک
 دیکھتا ہے کہ ایک رزمی اپنے ہتھیار کی رشتی کے ہمراہ اگر منہ ہی خوشی اور شکرے ملتا
 جھک کر کہہ ہو گئی راجا نے اس پر اپنا عصمت کی دوستی و فاداری پر ہیست سی
 بخشش و انعام کی بلکہ ماجرا اور کتا محل میں آکر رانی کے سامنے بیان کیا اور سنے
 سنا کہ کہانہ صاحب عصمت رزمیوں کی محبت سے یہ بات بعد سے کہ اسکا کتا
 تک پہونچا میں اور ایک آہ سرد کے ساتھ نمر جاتین راجا کے دل میں یہ بات
 کہہ کر گرتی تھی ایک دن آواز اس کے لئے شکار کا دین دیا کسی آدمی نالارہ بیان

جسے کہ شہر میں جا کر زمین کہ راجا میں اور ایک دیوسن لڑائی ہوئی تھی آخر وہ
 ہوا اور راجا مارا گیا انہوں نے اسی حالت سے اسے شہر کو پہنچا تو راجا کا شہر کیا
 رانی تک ہی پہنچا یا بلکہ اسکی صدق کے لئے راجا کا لیا سنا خاص خون آلودہ
 دکھایا رانی کہ پاست میں پکی اور محبت میں پوری تھی جھوٹ سچ کی امتیاز کی
 فی الفوزی سے گذر گئی دعوائی محبت کا اثبات کیا اور نام اپنا نیک ناموں کے
 دفتر میں لکھوا دیا سیت محبت میں جنہوں نے جی گنوا یا پڑا وہوں میں نے
 مزاجیہ کا پایا پڑا اور بعضی کتابوں کی رو سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ راجا بہتری
 کے دو جو رہیں نہیں اور دونو کو چاہتا تھا ایک تو سیر آخر کی محبت کو شیخ
 سے کوٹھی سے گر کر ملاک ہوئی نام اور سکا سیتا تھا دوسری جو راجا کے مرنے
 کی خبر سنکر بلا توقف مر گئی وہ ننگا کر شہر تھی قصہ کوتاہ راجا بہتری اور سکا
 کے مرنے کے بعد غیرت سے یا اور سن ان حصار کی موت کے غم سے سلطنت
 اور چور بھرائی بزد کاری ہو آخر منزل مقصود کو پہنچا یا منت و عبادت کی کثرت
 سے نور بدست اور سکے باطن میں پیدا ہوا پردہ تاریکی کا دین دل کے آگے
 سے اٹھ گیا دوست کا جمال میدم دیکھنے لگا اجل کے صدمے سے بھی بچا تھا
 جاودانی کے حوٹے میں مقیم ہوا سبب اس کا یہ امر پہل سے یا عبادات شتا
 غرض ہنود کے نزدیک وہ ایک جیسا ہے اور چیمے چیمے عالم سفلی کی کثیر
 بیست ملی جنگویات جادوئی بہ حقیقت اونکی بار دیکھنے جانی بہ جب لجا
 بہتری نکل گیا ملک بیوالی ہوا پھر اسکا کون تھا کہ دیوں کے شہر سے خلق
 لہجہ آجنا جو اطراف مملکت میں ہزاروں عفرت پھیل گئے اور آدمیوں کو

از بیت حد سے زیادہ پہونچانے لگے شہر اجین میں بھی پڑ پھال نام ایک
 دیو جسکے فرمان مراد بہتر سے دیو مردم آزار اور اکثر غنیمت آدم خوار تھے واد
 ہوا اور وہاں کے لوگوں کو سہانے بلکہ گہانے لگا اکثر تو اس کے کام نہا
 کے لئے ہوتے اور بہتر سے اپنی جان بچا کر وہاں سے بہاگ نکلے وہ شہر
 آباد کہ برابر ایک ملک کے تھا تو جس سے دنوں میں اور چار ہو گیا
 سے کہ ولایت ہوالی حکم ثن سے سرکار کہتی ہے بیت جو زبان سے
 بیگا جہان کا وقار نہ ہو سر جو شہر تو عیشہ ہو و خوار و جب اس ملک کے
 باشندے بہت سے وہ ہر جم کہا چکا تب وہاں کے سر داؤن نے
 اس میں مشورت کر کے اسے سند دل سے یہ التماس کیا کہ اپنی خویش
 کی تعیین کر دے تاکہ ایک آدمی اپنی باری میں حاضر ہو دے اور باقی اشخاص اس
 زور آفت سے بچے رہیں یہ بات اسے قبول کی اور فرمایا کہ اپنی باری کے
 دن وہ شخص سند حکومت پر مکران ہو اور سارے ارکان دولت اس کے
 حکم سے اسو علی ہوالی اس روز تا شام جاری رہیں بلکہ ہر شخص ایک بات
 کا بھی یاد رکھے کہ اگر از نکر ہے اور سراطاعت اسے آگے دہرے جب بات
 شب وہی شخص میرا قلم ہو دے سبہوں نے بحسب ضرورت اس بات
 کو قبول کیا اور اہل شہر پر اس قومیت کو قرار دیا چنانچہ ہر روز ایک شخص
 او میں سے اپنی باری کے دن تا شام سلطنت کرتا اور وقت شب
 اس کا قلم بنتا اور باقی باشندے شہر کے باورچی خانے کی بکریوں کے مانند
 ستر میں لگتے رہتے اسے مارو جو اپنے احوال پر لگا کر تو بھی عورت

تمہاری عفتِ اجل کے ہاتھ سے ہے چنانچہ نوبتِ نبوت ہر ایک نوبت
 سے اوسکا لقمہ بتواتر ہے پس اوقاتِ اپنی غفلت میں کہوتا ہے جان کو کہ کوئی
 تنفس اس کے ہاتھ سے نہ بچے گا اور سلامت ہمیشہ نہ بیگا قطعاً حیاں کس سے
 کرتا ہے بہائی و فادہ تو خالق سے پس اپنے دلوں کو لگا چہاں کی نرینہ تو اسید
 کر رہے ہیں تجھ سے بہت پال کر ہے جب ایک مدت اس پر گزری اتفاقاً
 جسٹس ایک جماعت بنجاروں کی گجرات سے آکر اجین کے قریب دریا کے کنارے
 اترے یہی کبریا جیت بھی بعدہ نوکری اوس سفر میں بنجاروں کا رفیق تھا جب
 ہوئی بہت سے گیدڑ اپنی طاوت پر بولنے لگے ایک گیدڑ اپنی زبان میں یوں
 کہنے لگا کہ بعد دو تین گھنٹہ کے ایک مردہ اس دریا میں بہتا ہوا آتا ہے چار
 بیسٹن شیت اوسکی کمر میں بندھی ہیں اور ایک فیروز کی انگوٹھی انگلی میں جو
 کوئی اوس مردے کو نکال کر مجھے کہلاوے سلطنتِ ہفت اقلیم کی اوس کے ہاتھ
 اوسے یہی کبریا جیت چرند پرند کی بولی سمجھتا تھا اوسکا کلام سن کر دریا کے کنارے
 اگر منتظر کھڑا رہا بعد دو ساعت کے کیا دیکھتا ہے ایک مردہ دریا میں بہتا
 چلا آتا ہے دو نہیں اوسکو اوشالیا انگوٹھی اوسکی انگلی میں دیکھی اور بعد کمر
 پاسے تب گیدڑ تین سپاہیان کر اوس جسم بچان کو اوس کے آگے لاکر ڈال دیا
 اور آپ اسید و سلطنت کا ہوا دوسرے دن اجین کی سیر کو گیا بسبب اسکے
 کہ وہ اوسکا سکین بالوف شہر کو چھوہ و بازار میں پہرنے لگا جب ایک کھنار سے
 دروازے پر پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ سواری بوجہ بھلاٹ شاہی دہان کھڑی ہے
 اور سپاہی لڑکان دولت بھی سیاہ سمیت حاضر ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ اوس

[illegible]

دروازے پر کہ جو دیو کی گذر گاہ تھا مہیا کیے لیکن بیرکریاجیت کی پیشانی
 پر آثار سلطنت کے نمودار جو دیکھے تمام دن اس کی سلامتی کے لئے دست
 بدعا رہے جب رات ہوئی دیو فی بدستور دیان آکر کچھ اہنس تمام دمی نفس
 نفسی طعام زہر مار کے اور شتر ہی انواع و اقسام کے پیسے بعد اسکے اندر
 کیا دیکھا کہ ایک جوان نہایت وجہ تخت پر بیٹھا ہے چاہتا تھا کہ اس کے
 بیٹے بیرکریاجیت دیکھتی ہی اس سے مستعد جنگ کا ہو کر اوٹھ کر اہو
 اندر دونوں میں کشتی ہونے لگی کہی دیو غالب ہوتا تھا کہ ہر دو آخر کام
 کشتی سے گذر گیا تب بیرکریاجیت نے ملو امیراں سے ملی کہ کام آں
 ہمارا کا تمام کر کے دیو متامل ہوا کہ یہ جوان ہی ہزار و آدھ قوی تکلی ہے
 اس سے صلح کیجئے اور راہ نجات کی نتیجے یہ سوچ کر لڑنے سے باز رہا
 اور یوں مخاطب ہوا کہ اسے جوان تو نے میری ضیانت یا میں شالست
 کی کہا ہے لہذا لہذا کہ اسے اور شربت لطیف لطیف ہلائے بنابر اس کے
 بے تیری جان بخشی کی بلکہ تیری خاطر سے تمام شہر کو امان دی اس میں
 مہا ہون سلطنت اس ملک کی ٹکڑو مبارک ہو کسی اور کو قابل اس اثر کے
 نہ دیکھا تھا جب کوئی مہم تھے درپیش ہونے یا دیکھو بلاتوقفت اس نے اس
 پہونچا جانو کیونکہ میں تیرا دل سے دوست اور ہوا خواہ ہوا گارہ ہے
 وقت تیرا شریک ہونگا بلکہ تیرے عوض آفت اس پتے سریر یوں لگا کر
 لائیں چاہتا تھا کہ تجھے جان سے مار دے اور ایک مخلوق جس کے خون
 تمام لون لیکہ شتر اکلام تخت اکلام سے کہ قہر مہم سے ہزار و آدھ

اور شجکوبیل کیا پس تقاضا محبت کا یہ ہے کہ تو یہاں سے چلا جا جسے
 ضرورت پیش آئیگی شجکوبلا بھیج لگا حضرت بعد اس کلمہ و کلام کے اجین سے
 چلا گیا علی الصباح لوگ جو قلعے میں آئے اور سکو حیات دیکھ کر حیران رہ گئے کہ
 یہ یہی تو انسان ہیں تہا پہر کیونکر اور دیو مردم خوار سے بچ رہا بلکہ اس پر غلہ
 ہوا شکر ہے قادر لا ازال کا چچا ایسا زوردار اور مجاہد جو ان بہان پہنچا کہ اس کی تو
 یازد سے ایسا ظالم اس شہر سے نکلا پہر تو خشاش بشاش ہو کر تمام اہل شہر
 کو جا خبر کی امر اور زرا نے وہاں آکر جو اس کی زندہ دیکھا جانا کہ دیو اس کے
 ہمدرد ہوا اور یہاں کا متاثر ہوئے کہ یہ شخص کوئی قد سے نزا دے صلب
 کسی بادشاہ یلند اقبال کا یا سیر کر یا جیت راجا بہتری کا بہائی والا انسان
 کی کیا قدرت کہ اس سے اپنے عقین مجاہدے اور یہ تو محال ہے کہ اس کو
 بہکا دے ندان پر سمش احوال سے معلوم ہوا کہ سیر کر یا جیت ہے لیکن
 اس سے نکلے ایک مدت جو گزر گئی تھی پہچانا نہ جاتا تھا آخر کردار و آثار اس کے
 بد بخور و بک شاد ہوئے کہ خدا کا شکر ہے دیو کا تسلط اس مملکت پر سے گیا
 اور حق بقی دایہ و پناہ چھوڑ دیں گے کہ خدمت باندی اور اعانت اس کی اپنے
 پر لازم پکڑی امور مملکت بخوبی جاری ہوئے عالم سرکش ظلم و سرکشی سے
 ہوئی ہر ایک نے موافق اپنے حوصلے کے مجلس نشاۃ تربیہ کی تشریف نشین
 مسلسل چلنے لگی شہر میں کوئی گہر نہ تھا جہاں مبارک سلامت نہ تھی اور کوئی
 مجلس تہی جس میں تاج راک کی محبت نہ تھی بیرون جوان کا خچہ خاطر واپس آکر
 خچہ تعویذ و زینتی پہل کر با مشندہ شہر کے ایک محل میں شاد ہوئے کہ اس

سے سرستہ آیا ہو ہے نعمت پر دازون کی عدا سے گنبد فلک کو بچا رکھا
 سازون کی نو اسے فرش سے سے عرش تک پہنچا رکھا قاضی کی گتین
 نہرو کو سو جہاگت آنے لگی اور اونکی چمک تک کی اول سے بجلی کی ست
 جانے لگی عجب طرح کا جشن اہل شہر نے کیا کہ اندر کی سیما کا ہوش کہو دیا کو حب
 کہو چہ تو تین بجے لگین گھر بگھر شادیان کی گتین آخر فوج نشاۃ و انبساط کی یہ کثرت
 بڑی کہ سپاہ و دروغم سب کی سب پامال ہوئی اس بات لگے بچے قانون میں
 درباب بہار طرف جو سب عشرت کا آب پہ لگی تہا پہ جلو کی مرزا کی
 صدا اونچی ہونے لگی چمک کی ہا کا چون کو ساز گلیوں نے بنا نہ خوشی سے
 اونکی سر میں ملا لگا سو تم نارون پہ نہ نہ چمک کے پتھورون کے سر پہنے ایک
 رنگ کے پتھورون کے پردے بنا کر درست پہ بجانے لگے سب وہ
 چالاک و حجت پہ ایک گھر میں تھا سطر یون کا ہجوم پہ پڑی ناچ اور الگ کی چمک
 میں ہوم پہ فلک پر بھی سازون کی پہونچی لگ پہ اوٹا گنبد چرخ سارا دھماک
 اتفاقاً وہ دن ہولی کے تھے چنانچہ ہر مجلس میں رنگ بھی پڑنے لگا اور
 عبیرا نے قمقمے جہیز تدر لگے مارنے اور آتے آتے ہر طرف لگے پکارنے
 رنگت ہر ایک کے نہ نہ کی اغوانی ہوئی اور پوشاک زعفرانی تھیں غم عبیرا
 خاک اوپر گرا پہ طبق ایک زمین کا جمیری ہوا پہ پڑے بسکہ ہو دل کہ ہر جا
 لگے جیسے تارے زمین پر چمک پہ القصر راجا کے تخت سلطنت پہ
 کے بعد قدر دانی ادسکی دیکھو وزیر امیر سردار ملکار سردور ہونے اور طیف
 درگرم سے اس کے اکثر ہمتقدور صاحب ہمتقدور سے طریقہ فراد کا جہان سے

ارٹھ گیا۔ اکت کا ایک اکر معطل رہنے لگا۔ سیٹ ہو اعدل کا اوسکے جاگت
 یہ شور و سناٹ کی چوکی۔ لگے دینے چورے کوئی بچی اور قفل کا سیکوئلے پکڑے
 میں دروازے اب پہن سکتے۔ سیر جتنی سے بھی اوسکی سپاہ و عیث کو
 ہر قدر حال کر دیا اور ہر اوسکے ہر فقر و غریب کا گہرا پیر دیا پھر تو تنفس اوسکے
 حق میں صبح و شام دعا کرنے لگا اور ہر ایک شخص رام اوسکی طرح دھنا کر نے ایام
 ریاست میں اوسکے عینہ وقت پر برسایا کال کہ پونیر انجلس ایک تنفس
 فاقہ کشی نے نہ کیا ہے ہال پر دست انداز کوئی ہنوس کا طوم و ستم کا رستہ سید
 ہو گیا دزدی و زہری کا چان بنفقود ہو گیا بیت ہر ایک عہد میں اوسکے ہاں
 تہا پید از خانہ ہر کوہ و بلبل و تہا پکستی کا کس۔ آج تہا پیر چورون کا دروازہ لگا کر
 کہلین رہتی تھیں رات بہرہ از لیکہ راجا کو سدا۔ اوسکے نام حل ظاہری کے
 بالحنی ہی تہا بہ سبب اسکے ہر ایک کے دہا پیر لیتا تھا اور غیب دانی ہی چنانچہ
 گذشتہ و آئندہ کی بھی اکثر خبر دیتا تھا ایسا ہر ایک راجا کا سرور تہا پیر
 وہ اپنے پند زانے میں اوار تہا پیر شجاعت و بہت ہی اوسکی ایسی تھی کہ کہن
 اور آریہ بجا لہ اور بہار گجرات سونناٹ تک لے لیا حکام کو دہان کے
 اپنا محکوم کیا آخر راجا سکھوت کو مار کر دلی بھی چھین لی تا کا بل عمل کر لیا
 احوال راجا سکھوت کے مارے جانیکا سابق اس سے کھنے میں آکر
 الغرض راجا کو از لیکہ معاہدہ فکلی و فیسی تہا لیسکے حاجتیں ہر ایک
 محتاج کی اور مراد میں معما جان مراد کی بلا مہلت بر لانا کوئی اوسکے دروازے
 سے محروم نہ تھا تا ملک بعضے بعضے مطالب مقام اہل غرض کے کہ قوت

بشری سے خارج و احاطہ عقلی سے باہر ہے اور اس سے ہی منہ نہ مڑتا تھا
 اور بوجہ اس سر انجام کر دینا چنانچہ اس کی حاجت روانی کی تلقین عجیب
 کتنی کتابوں میں لکھی ہیں لیکن نگہاں ہستی میں پستہ کیوں اس کتاب میں
 فقط اسی راجا عالی ہمت کا احوال ہے کسی اور کا نہیں باوجود اسکے اکثر
 اشخاص شیون کی مجلسوں میں اور کو مجلس افراد سمجھ کر بیان کرتے ہیں اور
 اور ان کے دشمنین سرخونی و بیان کرتے ہیں سیرت میں بدل اہل سلطنت
 کی واردات و ایک ن کام آئیگی تر سے یہ بات جب راجا سیر کر حاجت
 سے سر اسے جاودانی کو گیا پانسویا تیس برس کے بعد راجا ہوج نام ایک
 بڑا نیک ذات عجمہ صفات صاحب صل و او عالی نژاد مالوے کا حاکم
 اور بر سرچ پیدٹ او سکادلیوان بھی نہایت خوش نیت و نیک دینت
 تھا اسی واسطے راجا نے او سکوانا کلید عقل و دارالہدایہ شکر کیا تھا
 الغرض حکایات و نوافل عجیب و غریب اس راجا عالی مقدار اور اس کے
 وزیر بادشاہ کے بھی بعد راجا سیر کر حاجت کے زمانے میں تاسنو نہشت
 کہنی میں اتفاقاً ایک ن راجا ہوج شکار کیلئے ایک جنگل میں گیا تھا
 کیا کہ بہت سے لڑکوں نے ایک طفل خورد سال کو بادشاہ اور ایک
 وزیر ایک کو نوالہ بھیہ کر تمام مخالفہ سلطنت کا ان کے مطیع کیا ہے اور
 کہیل میں میں بادشاہ بھی اور انکا ایک نشیے پر تہانت و حکایت سے
 بادشاہوں کی مانند اجاسے امور سلطنت و احکام عدالت میں مکرر کیا
 راجا نے اسے اصل اترو نہوا و دیلیرج سے پردہ ہتیار بادشاہ سے

کہ اس بادشاہ وادی سے محل کی چوریاں جہانگیر جو کسی بادشاہ والا جاہ
 انفصال نہواتھا اور کویاں خوبی سے چکایا تھا کہ عقلا سے زمانہ حیران اور
 تصویر نگار ان رہ گئے تھے راجا اس ماجرے کو سنکر اور اسکی حکومت کو
 تعجب ہوا اور بولا کہ اور کویاں پاس کے آوج سے لپٹے سے لپٹے سے اتر
 راجا کی محبت اور غالب آئی اگر کون کی طرح روئے لگا پھر راجا کے حکم سے
 پر لپٹے بدستور سابق جسطرح حکمرانی کرتا تھا پھر کرنے لگا راجا نے یہ حالت اور
 دیکھ کر فرمایا کہ بہتہ تاثیر اس نشی کی ہے اس لڑکے کا یہ جو صلہ نہیں اسکو جلد ہو
 جب الحکم اور اسکو کہو اور ایک تخت جو اسکا گزشتہ اسلوب و بار لکھا تب تو وہ
 کر لپٹیں ہوا کہ سب حکمرانی کا اسکی فقط ہی تخت تھا والا یہ بیچارہ لڑکا اسور
 و حکومت کو کیا جانے آخر کمال خوش و خرم ہو کر اپنے دارالسلطنت میں لیگیا
 چاہتا تھا کہ اس پر پانڈون رکھے کہ نہیں تیلیون میں سے ایک بتی خدا کے
 سے بول اسی کہ اسے راجا ہو جی یہ سنگھاسن راجا کی راجیت کی ہے تو اسکا
 سا کا کہے جب اسپر نتیجہ راجا اس کے پونے سے تھیر ہو کر کہنے لگا
 بتی وہ کونسا کام نادر راجا پر کیا راجیت ہے کیا ہے بیان کر غرض نہیں تیلیون
 نہیں کہا بیان عجیب و غریب راجا ہو جی کے سنا سے کہ میں راجا اور کو سنکر
 رہ گیا اور ریرج پناٹ سے اور کو سنکر کی بہا کہا میں بخوبی لکھا پھر اس
 مجموعہ کا نام سنگھاسن بتی رکھا چنانچہ وہ کتاب اسے الان مالک محمد
 میں شہر ہے پست کے لو سے و سے کام زیر فاک بد کہ چمک دین
 سنکے شکو ملک پائین سے و ایمان روزہ و شان عالی مقدار سے مقرر کیا

جو بادشاہ و رئیس کہ سبب اس کے عہدہ شہرہ آفاق ہو جائے اور اس کا نظیر عدل و
 انصاف میں کم ہاتھ آئے تاریخ اس کے جلوس کی اطراف و اکناف میں شائع ہوا
 کہ حاکمان عصر اس کے روئے پر چلن اور امور خلق کو اسی نہج سے انتظام دیوں چنانچہ
 بہر پرے راؤ اور کتنے راجا عظیم الشان مملکت ہندوستان میں گذرے ہیں تاریخ
 ہر ایک کی ادب میں سے اس کی سلطنت ہی تک رہی جبکہ وہ صفحہ ہستے سے
 اوٹہ گئے وہ بھی نیست و نابود ہو گئی مگر تاریخ راجا چدر شتر کی کہ جا بجا مشہور ہوئی
 تھی الحال ہی موجود ہے چنانچہ سابق احوال اس کا کچھ کچھ لکھنے میں آیا ہے پھر راجا
 سیریکر باجیت بھی کہ صفات محمودہ سے موصوف اور ملک ستانی و حاجت روائی
 میں معروف تھا تاریخ اس کی بھی جلوس کی مالوے کی سلطنت سے یا جس فر
 کہ راجا سکھو پت کو مار سلطنت دی کی چین لی تھی راجا چدر شتر کے تین ہزار
 چوالیس برس کے بعد اہل ہند کے دفتر دن میں ثبت ہوئی اور اتنا کہ
 اٹھارہ سے کئی برس اس کے عہد کو گذرے ہیں نام اس کا اور راجا بہترری کا
 صفحہ روزگار سے خاک نہیں ہوا اغلب کہ تا القضاے زمانہ باقی رہے
 پست جو مو اس دہر میں ہونے کا نام تا ابد زندہ رہے گا اس کا نام پست ہر اہل
 شمت و صاحب ریاست کو لازم ہے کہ حاجت روائی خلق میں اوقات
 سیر لجاے اور لالچ کو کام نہ فرماے کیونکہ دنیا کی جاہ و شمت کا کچھ اعتبار نہیں
 اور اس کو مطلقاً و اصلاً قرار نہیں ہستی اس کی ستر یا نیستی اور آبادی اس کی
 شتر بجائی گل اس کے جس کے خار دار اور سپہم بہار موسم کو داجیکو اس سے
 دولت و نعمت سے کام لے کر کیا آخر اس کو اس کی افلاس و آلام سے سرگرم و

میت سمبڑالا اوسنے جسکے کام میں نہ رہ کر گھولا آخر اوسکے جام میں دیکھ کر ناسے
 من لگتا ہے کہ راجا بیر کر جایت نے او آخر عزا رادہ ملک گیری کا کیا اور دین
 میں جا کر سالہا سن سے لڑا اتفاقاً اوسکے ہاتھ گرفتار ہو گیا جب دیکھا کہ وہ قتل
 کرتا ہے بلٹی ہو کر میرے سن اور تاریخ و قدر و زکار سے معدوم ہو دین ہی ہو
 ہے اور میں سالہا سن نے اسکو قبول کیا اور بدستور سابق او کو بحال رکھا
 اب تک بھی زمانے میں راج میں اور سن راجا سالہا سن کے اسو سٹے سے
 کہ لیسے راجا ہے عالیشان رفیع المکان کو اسیر کر کے اوسنے قتل کیا پر راجا
 اور راج ترگنی میں یوں نہیں لکھا بلکہ اوسکا مرنا سمندر ہال جوگی کے ہاتھ ہے
 ثابت کیا ہے تقریر اسکی یوں ہے جب راجا بیر کر جایت دولت و ریاست سے
 کا سبب و کام ان ہو چکا ایک مدت مدید سلطنت اوسنے کی اور راحت و خوشی
 بخشی آخر گلشن جوانی کو صر صریری لگی اور قاشت او سکی سردی بڑا پیسے کے
 صدمے سے جھک گئی چہرے پر چہرہ ان پرین لکھنوں کی بینائی گھٹی وشت
 نوٹ کے کان سننے سے رے دماغ ضعیف ہو گیا جو اس میں خلل پڑا گوشت
 بدن پر نرما استخوانوں پر پوست رہ گیا زندگی بدزار مرگ ہو گئی حرکت غیر
 موقوف رہی سپت نبت شیریں سے جاگ میں زندگانی اگر وہ ایم را
 عہد جوانی بد اسی حالت میں سمندر بال جوگی بڑا جادو گر نتر ختر سیکڑوں
 او سکو یاد جلسہ کے فنون میں اوستناد جسکو چاہتے بات کہتے سوہ لے لے
 ان میں دیوانہ کر دے ساتھ اسکے علم خلع بدن میں بھی بڑی دستگاہ
 رکھتا تھا بارے کسی دوسرے راجا کی صحبت میں دخل نہ دیا تھے فساد و

سے اوسکو فرشتہ کیا بلکہ وزیر الامر کو بھی سخر کر لیا عرض اسقدر تسلط ہوا کہ راجا
 اور ارکان دولت اوسکے کہنے سے سہ ہوتا فادات نہ کرتے تھے اور اوسکے
 جاوہ اطاعت سے ایک قدم باہر نہ دہرتے تھے ایک دن مکر و فریب سے راجا کو بھیج
 کہ بدن عنصری تیرا سبب پیری کے نہایت زار و ناتوان ہو گیا ہے طاقت
 حرکت کی بھی نہیں رہی صلاح یہ ہے کہ خلع بدن کا طریقہ مجھ سے سیکھ کر اس
 جتنہ ضعیف کو چھوڑا ورنہ کسی جوان کے پیکر قوی میں کہ روح اوس سے تازہ جدا
 ہوئی ہو ورنہ آداب اراد و ملت جوانی و لذت جسمانی سے بہرہ مند ہو راجا کے ایام
 زندگانی تمام ہو چکی تھی نور آج کی کے دم میں آگیا اور اوس علم کو اوس سے
 سیکھ کر اپنی روح کی تین ایک جوانا مرگ کے جسم میں ڈال دیا جوگی تو اس
 علم کا مشاق تہا و میں اپنی روح اوسنے راجا کے جسم میں ڈال دی اور بلا
 اوسکو قتل کیا پھر تخت حکومت پر قائم مقام اوسکا ہوا پست بہتیر کرے
 خاک کے چڑھ گئے بین فلک پرے اور چرخ کے ساکن ہوئے میں خاک
 میں رُل کر ہر چند کہ یہ حکایت مشہور ہے لیکن اہل خرد اور صاحبان
 تمیز اسکے قائل نہیں اسکو ٹھیک نہیں جانتے کیونکہ روح ایک مایہ
 مجردہ و لطیف ہے بذات خود پیری و جوانی و ضعف و ناتوانی سے میرا
 مگر واسطہ بدن و سے کیفیتیں اسے عارض ہوتی ہیں ہر گاہ کہ راجا کا بدن
 سبب پیری سکے ناتوان ہو چکا تھا اور اس و قوی بھی جواب دیکھنے
 تھے پھر کیونکر جوگی کی روح نے اوسکے بدن میں آکر جوانی کی حالت پہنچ
 پہنچائی اور صد افعال مطلوبہ کا بخوبی ہوئی اس لیے کہ قوت و نقا،

اور سکی ہو خوف بدن پر ہے ہوا ہے اس بات کے تلبیہ پر یہ بھی ایک
 دلیل ہے کہ جب راجا کے جسم سے جوگی کی روح نے ملا کر پھر ہند پال ہو
 رہتا تھا سو اسے تہا کی ذکر ملاقات نام کا شخص خاص سے ہے وہ بدن جسم کے ہوتا
 نہیں اور روح کچھ محسوس نہیں کہ او کو کو زندیا عمر کہے پکار ہے یہ بات اکثر فی
 ہوتی تو راجا کو راجیت ہی او کو کہتے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حکایت خلع بدن
 کی محبت نہیں رکھتی لیکن ہند پال جو او کا انیس طبعیں جمع اوقات تھا سو
 اسکے سحر و جادو کے سبب ہی راجا کو او سے نبوت کر دیا ہوا ہوتا ہے اسکے
 ارکان دولت ہی اوس سے گردیدہ تھے جب راجا اپنی موت مر چکا یا سالیا
 نے اسے مارا اٹھا روں نے متفق ہو کر اسے تخت پر بٹھا دیا غرض جیسے
 کہ راجا پر کرا جیت کی پیدائش میں اختلاف سے ویسا ہی او کے مرنے میں
 ہی چند در چند ہے بیست کیا فائدہ کو حشر تک اسے پار تو جیتا رہا
 ہوتا ہے آخر پر سے نٹن ایک روز رقمہ موت کا کہتے ہیں کہ راجا کی عمر
 گیارہ سے برس کی ہوئی اور ولی کی سلطنت نوہ برس کی پھر راجا ہند پال
 کہ ملکیت فخر جھڑ کر پانچ سلطنت کا ہوا ابتدا میں بظاہر وں است عبادت
 میں لگا رہتا تھا پراطن میں اپنے صاحب سے ہمیشہ جدا رہتا تھا لوگوں کے
 فائدہ کہانے کو بزرگ سادہ تھا لیکن دل میں اوسکے کچھ اور ارادہ تھا خاکساری
 حشے پر نہ واسطے خاکساری کے پٹی نئی بلکہ اپنے باطن کی کدورت تلوار کی
 سنی بصورت رویش تھا لیکن معنی دنیا کی کوفت سے دل ریش تھا یہاں
 او کو نہ خدا سے لایزال کا تھا وہ بتیل مل بندہ ہر سال کا تھا اگر یہ زبان تلوار

اوسکی بند رہتی تھی پر لسان باطنی کیا کیا کچھ کہتی تھی پھر سے پراوس کے بہیوت
 لگا تھا لیکن دلو کو اوس کے بہوت لگا تھا چپ اوسکی دوسرے کشتی تھی ریاضت
 اوسکی خاک اور تھی تھی دست ظاہر اوسنے دنیا سے اڑھایا تھا لیکن دل کا ہاتھ
 اوسکی خواہش میں بڑھایا تھا چشم ظاہر میں اوسنے دنیا کی طرف سے منہ پٹی
 تھی پر انکھ دلی اوس کے انتظار میں کہوں تی تھی ظاہر میں شیریں کی شکل بنا
 لیکن باطن میں وہ دنیا کا کتا تھا اپنا ت حرم دنیا سے ہو باطن میں بری
 ورنہ لا حاصل سے فقر ظاہری اے تپشی دل سے لے صاحب کا نام
 ورنہ تو تاپھی کہے سے رام رام ہاتھ مت بہر ریاضت کر لیند اے مرنی
 مگر کی ہے یہ کشت باطن اپنا صاف کر لے اولاد جب بہیوت اپنی بدن
 تو لگا دیکھ مالا ہاتھ میں مت دے دعا اپنے دانا سے تو ولین تو لگا دیکھ
 میں اوس سا کوئی بھی ہے پڑنا دین کے بدلے لیکے دنیا جو ہوشاد
 آرائش بہ اسے فافل نہ بہول اچر غم و حسرت نہیں اوسکا حصول اوسکی دست
 لو نہیں برگز قیام صبح گرائے تو پھر جاوے گی شام دولت بعضی کو دائم
 سے بھاؤ نکو اس فانی کے پیچھے مت گنوا غرض بہتیرے کم عقل فنون سازی
 کے باعث اوس کے دام میں آگے اور کتنے ناقص شعبہ بازی کو اوسکی گستا
 سمجھ کر سر جھاگے سیکر دن کمیا کے لالچ سے اوسکی خاک پانی اور نر
 کشتے کی ہوس سے اوسکی محبت میں ہوسے حاصل یہ سے کہ ایک عالم اوس
 سکارا گرفتار و فرمان بردار ہوا ریاضت سے جو نتیجہ اوس سے منظور نہا
 سمول یعنی حصہ گدائی چھوٹا اور تخت بادشاہی ہاتھ لگا لیکن فی الحقیقت گور

امر کو گنوا یا اور اسے ترک آگود کو کیا بلکہ آسمان کو چھوڑا اور زمین کو پکڑا وہاں
 نوٹری ہی زندگی پر اور چند روز کے عیش کی خاطر سمندر پانی سے دیر سے
 دولت اور فقیہ کی ملکیت گنوا کر کس کس محنت و مشقت سے سلطنت و دنیا
 کی آخر حیرت و نہایت سمیت تک عدم کی راہ لی بہت سدا نہ جبکہ صبح کی
 نے شام کی پینچری زندگی کس کام کی بددت اور اسکی سلطنت کی چوٹیں پر
 دو مہینے پہرہ راجا چندر پال بیٹا راجا سمندر پال کا بیٹا تیس برس اور پانچ
 مہینے تخت حکومت پر مقیم رہا آخر سا فریاد عدم کا ہوا راجا جانتی پال بن
 چندر پال نے اکاون برس اور پانچ مہینے کو جس حکومت بچایا آخر تک عدم
 کو کوچ کیا راجا دس پال ولد راجا چندر پال بیٹا تیس برس دو مہینے
 فرمان روائی کرتا ہوا ان دنوں سے گز گیا راجا نرسنگ پال راجا پیش پال
 کا بیٹا اتر تالیس برس تین مہینے سلطنت سے کامیاب رہا بعد اسکے حیرت
 و نداشت سبب سے لیگیا راجا سو نہ پال ولد راجا نرسنگ پال نے
 سیستیس برس گیارہ مہینے راج کیا آخر سب کچھ چھوڑ گیا راجا لکھ پال اس
 راجا سو نہ پال اترتیس برس تین مہینے اپنے باپ کا نام شام رہا اور پانچ
 کو انتظام دیا گیا راجا امرت پال راجا لکھ پال کے بیٹے نے ستائیس
 برس چھ مہینے حکومت کی اور عدل و انصاف سے خلق کو آسائش دی راجا
 یعنی پال امرت پال کا بیٹا اترتیس برس دو مہینے حاکم رہا آخر الامر مکتیہ
 میں جا بسا راجا گوہر پال ولد راجا مینی پال پچیس برس پانچ مہینے
 کاروبار ملک میں مشغول رہا اور سیاہ و عسکرت کو داؤد و دشمن سے نوازا گیا

راجا ہرم پال بن راجا گوہند پال نے چوبیس برس نو مہینے راجا
 کی اور خلق کو عدل و داد سے راحت بخشی راجا ہرم پال ہرم پال کے
 بیٹے نے اتر تائیس برس آٹھ مہینے امور مملکت کو انتظام دیا مذاق کثیر
 میں جایا سا لیا راجا گوہند پال راجا ہرم پال کا بیٹا بعد اپنے باپ
 اکیس برس و مہینے قلعہ کشانی اور ملک آرائی کرتا رہا آخر کار ملک م کا
 راہی ہوا راجا مدن پال ولد راجا گوہند پال ستائیس برس نو مہینے
 ملک ستانی میں رہا مذاق فانی ہو گیا راجا کرم پال بن راجا مدن
 نے پینتالیس برس پانچ مہینے جہانداری میں اپنی اوقات گزاری آخر
 کی راہ لی راجا کرم پال راجا کرم پال کا بیٹا جب باپ کے قائم
 مقام ہوا ملک گیری پر اوسنے کمر باندھ ہی اکثر حاکم کو اپنا محکوم کیا اور خراج
 اوسے لیا لیکن اسپر بھی حرص ملک گیری کی اوس سے تلخی چنانچہ فتح
 کشی کر کے اکثر بلاد پر چڑھ جاتا اور قبائل کی یادوری اور بازو کی زور آوری
 سے فتح پاتا اسی طرح سے ایک مدت ملک آرائی و قلعہ کشانی اوسنے کی اور
 فرمان روائی کو رونق بخشی جب اوسکی زندگانی فانی کے دن تھوڑے
 سے اور ارادہ الہی میں یہ شہر اکہ سلطنت اس خاندان سے اور قوم
 جائے راجا مذکور سب غور و رجوت کے موجود ہو کہ چند بہرہ کی راجا
 پر چڑھ گیا وہ بھی اپنے لشکر کو اس کے مقابل ہوا پڑی لڑائی ہوئی
 خوب تلوار چلی ہزاروں جوان مارے گئے سیکڑوں دلیروں بہادروں
 کے سر اتارے گئے کشتوں کے انار ہاتھوں کی ستاباں لگائی گئیں

اور لاشوں کے توڑے زندگاہ میں سنار سے بن گئے آخر مشیتِ خدا
 سے راجا بکرم پال شکست کھا کر مارا گیا اور راجا تلوک چند فتح یاب ہوا
 القصہ راجا بکرم پال نے چوالیس برس تین مہینے راج کیا سلطنت
 اوسکی خاندان میں سمندر پال سے لیکر اوس ملک سولہ شخصوں نے تین
 پینالیس برس کے بعد اوسکے اور کھراس نے میں منتقل ہوئی بہت دنیا
 سے تحقیق و افتاد نہیں اوسکی دولت کو ہرگز تقابلاً کہہ یہ چین زرا اور تو
 کہاں نہ بہول ایکدم کے لئے غنچہ سان و دیکھہ راجا تلوک چند ہر ایک
 کا حاکم ہوئے سے ملک کا مالک تھا کبھی کبھی اندر پرست کے شاہ
 کو خراج دیتا تھا طاقت اوسکی نہ تھی کہ بکرم پال سے بہادر علی شاہ
 کو جسکے ساتھ یہ فوج کی بہتایت اور اسباب جنگی کی کثرت شکست
 فقط اقبال اوسکا یاد ہو کہ اندر پرست کی سلطنت اوسے نصیب ہوئی
 اور وہاں کا بادشاہ ہوا لیکن مرگ نے امان اوسکو ندی ہمہ جہت دو
 حکومت کی بہر راجا کا تک چند اوسکا بیٹا راج پر بیٹا چار برس اور تین
 جیا بعد اوسکے راجا رام چند راو سکا خلف چوہہ برس اور گیارہ مہینے
 تک سلطنت کی فوت بکا نار اآخر اس جہان سے کوچ کر گیا اوسکے بعد
 راجا اور چند رام چند کا چشم چراغ اٹھارہ برس دو مہینے تک سلطنت
 کا دنیا بخش رہا ندان مر مر اعلیٰ کے جوہ کے سے بچہ گیا پھر راجا کا بیٹا
 راجا اور چند کا فرزند تخت نشین ہوا پندرہ برس اور سات مہینے تک
 عیش و آرام اوسنے کیا آخر الامردین غاکی اپنا لگ کو بہت بچا بعد اوسکے

راجا بہیم چند ولد راجا کلیان چند اٹھارہ برس تین مہینے ملک ستانی
 و شمشیر زنی میں دریا آخر کار کشتہ تیغ اجل کا ہوا پھر راجا لوہ چند بہیم چند
 کا خلع پچیس برس پانچ مہینے باغ سلطنت میں فخر بخش رہا آخر کو داغ
 حسرت سینے پر لے گیا بعد اوسکے راجا گوہند چند لوہ چند کا بیٹا تھا
 برس دو مہینے شراب دولت و حکومت سے سرشار رہا نڈان اپنی عمر کا
 پیمانہ بہر گیا پھر رانی پیم دیوی راجا گوہند چند کی بیٹی کو تخت نشین کیا
 اس لئے کہ راجا نڈان کے بیٹا نہ تھا اہل کار جو اوسکے بیٹ نیک نہا دتھے حق
 نمک کو نہ ہوئے وفاداری کا شیوہ کم نہ کیا اپنی مخدومہ کو تخت پر بٹھایا اہمات
 و فرمان برداری اوسکی قبول کی اور کمر خدمت سب نے محکم باندھی اہل خیم حسب
 اوسکے آمو مالی و ملکی کو انتظام دینے لگے اور اپنے اپنے اہل کاروں سے
 بخونی کام لینے لگے لیکن اوس عقیفہ کو مرگ نے امان ندی ایک برس کے
 جہان سے پران لگی القصبہ اجاٹوں چند سے پیم دیوی تک دس شخصوں
 نے ایک سٹوچپن برس سلطنت کی بیت مہلت کسی لشکر کے تین ایک
 زمان ندی ہر چند چاہا مرگ نے لیکن امان ندی بہ دولت کہیں دوبارہ بھی
 بخشی سے ایضاً کہیں کسی کی ہوئی پھر لوٹے جان ندی پہر راجا بہیم
 کہ گدائی سے درجہ بادشاہی کو پہونچا تخت نشین ہوا ماجر اہل سکالوں سے کہ
 جب کوئی راجا گوہند چند اور رانی پیم دیوی کے وارثوں میں نہ رہا و مملکت
 کو بادشاہ سے خالی دیکھا ارکان دولت دہوا خواہان سلطنت نے قسمیں کھیں
 یا ہم مشورت کی کہ امور مملکت کے انتظام کے لئے اور سلطنت کے کام کے لئے

فرمان روا ضرور ہے پس پریم درویش کہ سرایا اخلاق و خواصہ افاق ہے
 ایک خلق اور سکی خدمت میں ارادت کی ہوتی ہے بلکہ امیر بھی اس کے معتقد ہیں
 کیونکہ اس کی اطاعت اور فرمان برداری ناگوار نہ ہوگی ہر ایک اس کی خدمت سے
 جانیکا اور کہا اس کا دل سے مانیکا بہتر یہ ہے کہ اس کو تخت پر بٹھائے اور نظم و
 نسق مملکت میں جو اس کا حکم ہو اسے بجالائے کیونکہ وہ درویش خدا پرست
 و دانا بندگان خدا کی بڑائی بچا ہیٹھا روتہ بدل و انصاف کا بخوبی بنا ہیٹھا قصہ
 دزر احرار نے جا کر مفت اس کو حصیر گدائی پر سے اٹھایا اور تخت پاوشاہی پر
 بٹھایا سات برس اور پانچ مہینے اس نے سلطنت کی آخر ملک عدم کی راہ لی
 راجا گوشت پریم نے اپنے باپ کے بعد تخت سلطنت پر جلوس فرمایا
 اور میں برس تین مہینے تک خلق کو آرام پہنچایا زمان اپنے بدن خالی کو
 بن جلایا پھر راجا گوپال پریم گوشت پریم کا بیٹا قائم مقام اپنے باپ کا
 ہوا پندرہ برس تین مہینے تک کاروبار سلطنت میں مشغول ہوا آخر الامر اس نے
 بھی ملک عدم کو رستا پکڑا راجا مھاپریم گوپال پریم کا خلف بعد اپنے
 باپ کے تخت سلطنت پر بیٹھا بظاہر امور ملکی مالی میں مشغول ہی رہتا لیکن
 باطن میں اس سے دنیا و مافیہا سے کمال نفرت و کراہت تھی اکثر اوقات درویش
 اور آزاد نشین سے ملا کرتا بلکہ سخن اہل معرفت و صاحبان ریاضت کی گوش
 دہی سے سننا کرتا حاصل یہ ہے کہ سلطنت دنیوی سے دل اس کا آلودہ نہ رہتا
 و رادست آلودگی سے باطن اس کا کمال سودہ تنہا و س دنیا پر چند ایک نئے
 بناؤ سے ہر روز اس کے آگے آگے لیکن اس کے چشم حق میں میں ایک ذرہ

نیاتی حقا کہ جسکی انگلی میں تصویر یار کا سایا ہے اوسکی نظرون میں غیر کج خوش
 آیا ہے جی کا دل نور ہدایت سے روشن ہوا اوسکو شمع سلطنت کا اوجا لالہ
 پہلا لگا جی کا منزل بقا کا سید ہمارستہ ملا وہ اس سراسے فنا کی تیر ہی راہوں میں
 کب بہنگانی الواقع آراشگی و آزادگی و دولت بے زوال اور نعمت عظیم المثل
 ہے حتمت دنیا و دولت عجبی سے نہیں بہتر خرقہ گردانی خلعت بادشاہی سے
 کہیں بہتر جینے گوشہ تنہائی قبول کیا وہی اس سے افانی میں پاؤں پھیل کر
 سو آخر اوس آزاد منش کو فقر کی کشش نے اپنی طرف کھینچا تاج سلطنت
 اوسنے خاک پر پہنکا اور کلاہ قناعت کو سر پر رکھا سر صحراناکلا آفرین اوسکی عقل
 دور اندیش پر کہ نعمت آئندہ آخرت کو جاودانی سمجھ کر دنیا کی دولت بالفعل کو
 چھوڑ دیا ایسا ت خوشا وہ بار دنیا جینے پہنکا ہر سبک دوشی کا لطف اوسنے
 میں پایا پرنگ کوہ ٹھہرا جو کہ ایک ٹھالوں پر نہ دھن سے نکلا اوسنے
 پہر پالوں پر جہان کے خوان سے جلدی اوٹھا جو پر سے گاسیر دونوں
 پاک میں بس دو پر جمع کی انگلی رکھی جسے نت بند ہوا وہ مرتے مرتے شاہ
 خور سند پر بحر نام خدا کچھ اور مت لے قناعت کو نہ ہرگز ماہ سے دے
 سلطنت اوس درویش طینت نے چہرہ برس آٹھ مہینے کی الغرض راجا ہر پر
 سے لیکر مہار پر تم تک چار شخصوں نے قرین برس اور نگ شاہی پر جلوس
 فرمایا آخر گ نے اذ کو جلا کر اکر کہ بنایا جب مشہور ہوا کہ اندر پرست کے بادشاہ
 نے دنیا کو ترک کیا اور گوشہ تنہائی کیا تخت شاہی خالی ہے اور مملکت وسیع
 یوالی ہر ایک ملک کے حاکم نے ارادہ کیا کہ مملکت کو چھینے بنار اسیکے سب

اس کے لشکر کشی کی لیکن راجا اور سیرین بیگالے کا راجا سب سے پہلے ایک لشکر
 عظیم ساتھ لیکر نہایت جلد اندر پرست میں آ پہونچا جا کہ تو وہاں کوئی نہ پای تو
 نہ جو مقابلہ کرنا وہاں جنگ و جدل ملکیت پر قبضہ کر لیا اور تخت سلطنت پر
 فرمایا اسیر زیر الزار جتنے تھے آ حاضر ہوئے بہت ہی سے جہاں کی ریاست
 کا طور پر جو ایک اٹھ گیا ان میں ایک اور بہ القصدہ اوستے بھی اٹھا رہے
 پانچ مہینے سلطنت کی اس کو آرام سہتہ کیا آخر اپنی موت ہو پھر راجا بلال اور
 اوہر سیرین کے بیٹے نے بارہ برس چار مہینے حکومت کی تہاں یکہ مہین
 جاسکوت کی بعد اس کے راجا کیسوسیرین بلال اول سیرین کا فرزند باب
 کا مقام پندرہ برس اٹھ مہینے رہا آخر کار اس جہاں سے گذر گیا اس کے بعد
 راجا ماوہوسیرین کیسوسیرین کے بیٹے نے ملکیت کو عدل و انصاف
 سے گیارہ برس اور چار مہینے تک آباد رکھا تہاں ملک فنا کا رستا پکڑا لیا
 راجا سوسیرین ماوہوسیرین کا بیٹا تخت نشین ہوا اور بیس برس دو مہینے
 تک اس نے سلطنت کا بخوبی بند و بست کیا آخر الامرا پناخت ہستی باندھا
 راجا بہیم سیرین سوسیرین کا بیٹا پانچ برس دو مہینے تک شراب و لذت
 مخمور رہا تہاں اس کی بھی عمر کا پانچا لیریز ہوا بعد اس کے راجا کاک
 بہیم سیرین کی چھٹی فی سہتہ حکومت پر قدم رکھا اور چار برس نو مہینے
 بعد اس کا رستا پکڑا اس کے بعد راجا بری سیرین کاک سیرین کا خلف
 تخت پر پہنچا بارہ برس دو مہینے تک اس کی ملکیت میں مشغول رہا آخر خالی ہوا
 وہاں سے گیا پھر راجا کھن سیرین راجا ہری سیرین کے نو چشم فرما اٹھ رہا

گیارہ مہینے اپنے باپ دادا کا نام ملک میں روشن رکھا آخر اس کا سہی چل
 ہستی صرصر شیشی نے بچھا دیا بعد اس کے راجا نرائن سہین کہیں سہین
 کے بیٹے نے دو برس تین مہینے سلطنت کی نڈان جان اپنی جہان آفرین
 کو سونپی اس کے بعد راجا لکھن سہین نرائن سہین نوریدہ بزم سلطنت
 کا ضیاعش ہوا چہرہ برس گیارہ مہینے تک اس نے شمع عدالت سے جہان کو
 سنور کہا نڈان صرصر اصل سے چراغ حیات اس کا بہن گیارہ راجا وائو
 راجا لکھن سہین کا بیٹا اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر بیٹھا لیکن
 کی جہالت اور نادانی کی غفلت اس کی طبیعت پر آگئی سدہ بدہ اس میں نام کو
 نہی صحبت میں ارزاں و بد اطوار اس کے قاعدے اور طریقے اکلون کی اس نے
 سر اسر بھلائے عدل انصاف سے مزاج اس کا پہ گیا ظلم و ستم کا بیٹھتا
 کیا سچ سے کہ برا صاحب شیطان مجسم اس سے بیٹھے ہر وقت تجھو و رکھا
 اور راہ راست نہیں کہا نے کا بلکہ شام و پگاہ تجھ گمراہ کر یگا زہار ایسے کو اپنے
 پاس آنے نہ دیکھو اور اس کی صحبت سے حذر کیجیو جیسے خزان گلشن کا آئینہ
 خاک میں ملائی ہے ویسی ہی بداندیشی کی صحبت دولت کے کمال کو لٹا
 لائی ہے نظم صحبت اجلاف سے کراحتنا ہے ورنہ ہو دی کی تیری
 خراب یہ دوستی بہو توں سے اس کے غافل نہ کرے لاسیکے افت یہ آخر جان
 پرست چراغ غول پر تو ویساں کرے صرف اندھیرا ہے قدم او ہر نہ ہر
 مان کہنا اس سلطنت پر گزرتا ہے اس پتے میں اندھے کو سے میں ہست گراف
 القمہ را چاہے اپنی طبیعت میں سے مادیوں کی ترغیب و کد سے ملائی

و التخواہ کو اور سوا خواہان درگاہ کو رہنے سے گراویا خراج گزار دن اور زیر
 پر ظلم کرنا شروع کیا جب بغداد اور فتنہ انگیزوں نے اس کے لئے احوال
 دیکھے مردم آزاری نہ ترک کرنے لگے اہل خرد اور رعیت کا مال و کھانا
 لوٹنے لگے چنڈوز کے عرصے میں مملکت کی رونق جاتی رہی اور آبادی
 آوجاڑ ہونے لگی آمدنی ملکوں کی گہٹ گئی سلطنت میں خرابی پڑی اور کالہ
 دولت نے کٹنا کر کیا راجا اپنے کئی کئی ستر کو بیہوش کیا رہ برس تین میں
 وہ ظالم حاکم ربا غرض راجا دہر سین سے راجا دمودر سین تک بارہ اشخاص
 نے ڈیرہ سو برس راج کیا راجہ ویب سنگھ کو ہی کہ کوہستان سوا لک
 والی ہتھاسیہ اس کی بکثرت تھی اور عدالت کی نہایت شہرت راجا دودھ
 کے اہلکار صوبہ دار اڈلیکھ اس کی بدسلوکی و اذیت دہندی سے تنگ آئے
 کوہستان میں جا کر تمام اپنی حقیقت اور رعیت کی حالت سپاہ کی برہمنی اہل
 خدم کی یہ بات فاقی اس کے حضور بیان کی اور اندر پرست کی سلطنت پرورش
 دلائی سنتے ہی اس کو دیکھ کے اس نے قلیل شادی کا بھوایا کوچ بیکار سے
 مملکت مذکور کی طرف کوچ کیا الغاروں چلا چنانچہ عرصہ قلیل میں آپہنچا
 اس شراب غفلت کے بدہوش کو قید کر لیا بعد اسکے آپ ساعینک
 دیکھ کر تخت حکومت پر بیٹھا اور شمع عدالت سے نارنگی ظلم کو دور کر کے
 جہان کو روشن کیا ستائیس برس دو چہنہ تک کاروبار سلطنت میں لگا رہا
 آخر الامر ملک عدم کارای ہوا بعد اسکے راجا دن سنگھ راجا دین سنگھ
 کا فرزند بائیس برس پانچ چہنہ حاکم رہا آخر اپنے سوت سوا پھر راجا راج

سنگہ رن سنگہ کے نور چشم نے مملکت کو عدل و انصاف سے فروغ
 بخشا اور سپاہ کو منہاست راضی رکھا مذا ان نو برس اور اڑتھ جیسے گزرے عزم
 کارستا پکڑا بعد اسکے راجا پر سنگ بن راجا راج سنگ نے تخت
 سلطنت کو رونق بخشی اور عدل و انصاف سے جہان میں کمال نیک نامی حاصل
 آخر چالیس برس اور ایک جیسے کے بعد منزل فنا کی راہ لی پھر راجا
 شرمدر گل ولد راجا پر سنگ قائم مقام اپنے باپ کا ہوا اور اوس کی
 طرح سپاہ و رعیت کو سخاوت و عدالت سے اسنے بھی شاد رکھا آخر پچیس برس
 تین مہینے گزرے یکنہہ کارستا لیا راجا جیون سنگ راجا شرمدر گل
 کا خلف جب تخت نشین ہوا اوسکی نو جوانی نہی چنانچہ اپنی زندگانی وہ عین عشرت
 میں بسر کرنے لگا بے پردائی و لا و بالی سے اسور مملکت کی طرف متوجہ ہوا
 سچ ہے کہ آغاز شباب میں شہوت نفس نہایت غالب ہوتی ہے اور یہ
 انسان کی عیاشی کی طالب ہوتی ہے ہر ایک کا کام نہیں جو اسے نہیں
 اوس ہنگام میں باوجود نشہ دولت کے اس مزے سے باز رکھے اور ہر
 بدکاری و شراب خواری کا منہ دے دے بڑے مرد میں کہ ایسے وقتوں
 میں نفس کشی کرتے ہیں اور خدا سے دُرتے ہیں فی الواقع دنیا میں شکیلائی اور
 عجبی میں شادمانی اہنین کے واسطے ہے رباعی ہنگام جوانی میں جسے
 دولت ہو و عیش و نشاط سے اسے نفرت ہو و اس اہنین کوئی مرد
 دنیا میں عجبی میں ہے سور و صدر رحمت ہو قصہ کوتاہ سلطنت اس جو عظمت
 و مایل عشرت کے باعث بہتیں بہتی چنانچہ تنہا ہی دونوں میں رہا

ہاتھ سے جاتی رہی اور دشت کمریت کی راہ اسنے لی پہرہ میں رہہ نور دیا وہ
 عدم کا ہوا مدت اسکی سلطنت کی بیش برس پانچ مینے راجا دیپ سنگھ
 لیکر جیون سنگھ تک چہمہ شخصوں نے ایک سوا دتائیس برس راج کیا احوال
 راجا پرتی راج شہزادہ پتھوراجب بادشاہ حقیقی کا ارادہ یہ ہوا
 کہ اسے پتھوراجبیراٹھ کا والی کہ ہمیشہ جیون سنگھ سے اسیدوار رہتا تھا مالک
 اتنی بڑی سلطنت کا ہو جائے اور ایک مملکت وسیع اد کے قبضے میں
 اسے راجا جیون سنگھ نے بہ سبب حافان ذاتی کے یا کوئی مہم اسے در
 ہوئی تمام سرداروں کو فوج سمیت کوہستان کی طرف کہ اس کے جدو آ یا کا و
 مسکن نجا بھیج دیا اور آپ کتنے مساجون سے دار السلطنت میں رہا اسے
 پتھوراج سے تنہا اور غافل جا کر ایک لشکر عظیم سے لیا گیا آن پہونجا راجا
 جیون سنگھ نے جو دیکھا کہ سامان جنگ کا مطلقا نہیں اوس جماعت قلیل
 سمیت کوہستان دشوار گزار کی طرف بھاگا آخر وہ میں اوسکا پایہ عمر لبریز ہوا
 اور اسے پتھوراجا دیا نے فتح کے بجوا کر تخت سلطنت پر بیٹھا بیت اگر
 سانپ سے ہوئے وہ بخیر د تو غافل چھوڑے کہی گنج زرہ جب پتھوراج
 اسکی سلطنت پر گزرے سلطان شہاب الدین غوری غزنی سے گئی
 مرتبے آیا اور کئی بار لڑا آخر مقام نرائی میں کہ تلواری کر شہور سے راجا مذکور
 کواہ سنے مار لیا اور آپ تخت سلطنت پر اجلاس فرمایا الغرض راجاؤں کا
 احوال یہ جو کتنے عین آیا سلالی راجا ولی اور راج تر گنی کے سے لیکر ان کے
 کے غریب و فقیر اور غنیمت اور تسخون سیرج یوں کر ہے کہ ہرگز جہت

کے چار سواؤنٹیسویں مین میں راجا انکبال تو نور نے بادشاہ ہو کر انڈرپرست
 کے قریب شہر دہلی لایا اور اسکی اولاد سے بیس شخصوں نے چار سو
 امیں برس ایک مہینے ستائیس روز نقارہ سلطنت کا بجایا آخر الامر بیوا
 پورا دسکا کہ پرستھی راج کر ایشہمار کہتا تھا بلو بلو چو بان سے لڑا اور کام آیا
 غرض ہر یکہ حاجت کے آئٹھ سواڑٹائیس سن میں سلطنت تو نور کی قوم سے
 نکل کر چو بانوں کے قبضے میں گئی لیکن راجا بلدیو نے اور اسکی اولاد سے
 سات شخصوں نے تین سو پچاسی برس سات جتے بادشاہت کی جب بلدیو
 کے ساتویں پوتے کو کہ جیکانام پتھوڑا تھا نوست حکومت کی پہونچی سلطان
 شہاب الدین غوری نے سات مرتبے یورش کی اور لڑا لیکن ہر مرتبہ شکست
 کھا کر پھر گیا بادو جو اسکے بھی مملکت ہند کے لینے کی تدبیر میں اکثر اوقات
 رہتا تھا پر کہہ بن پیڑتی تھی اس اثنا میں راجا جی چندر اٹھوڑ فوج کا راجا اکثر راجا
 پر غالب ہوا بنا بر اسکے جگ راجہو کے بجالانیکا او سینے قصد کیا شرج اس
 جگ کی سالیں لکھی گئی ہے غرض راجا مذکور نے سامان دسرتخام کواد اسکے
 ارشاد فرمایا ساتھ اسکے یہ بھی ارادہ کیا کہ اس مجلس میں اپنی بیٹی کو کسی بڑے
 راجا کے ساتھ بیا ہے اس واسطے ہر ایک ملک کے راجا بلو اسے پھوڑا
 بھی بموجب اسکی طلب کے ارادہ اس سمت کا گیا کہ ناگمان اسکی بیوی
 میں سے کسی کے منہ سے نکلا کہ مہاراج کے ہوتے ہوئے اس جگ
 قصد ہی چند کرے یہ جانتے تھے اور آپ کا شریف لیجانا اور میں اس سے
 عجیب تر سننے ہی اسکو راجا آگ ہو گیا اور اسکے ملک پر ارادہ جگ

دوارا راجہ چند بھی اس خبر کو سنا کہ سکر مار سیاہ کی مانند بیج کہا ہے لگا لیکر بنا
 جب کی قریب پہونچی تھی بسبب اسکے مصلحتاً وقفہ کیا اور ایک سو تکی ہوت
 پنہور کی شکل بنوا کر دیالون کی طرح اس کو دروازے پر بٹا دیا اسے پہونچ کر
 حالت کو سکر مار تے غصے کے انواروں چلا اور تھوڑے دنوں میں وہاں
 پہونچ کر اپنی تصویر کو ادا ہٹا لیا پھر اس نے ملک کی طرف پہر لوگ بہت کام آ
 لیکن راجا جے چند نے بہر صورت جب سے فراغت کی پرا د کی تھی نے
 کسی راجا کو پسند نہ کیا مگر پنہور کی شجاعت و جواہر دی دریافت کر کے کمال
 شتاق ہوئی اس واسطے اس کے باپ نے اپنے محل سے اس کو نکال دیا
 اور ایک جدی حویلی میں رکھا اسے پنہور اس حالت سے واقف ہو کر تنہا
 خواہشمند اس کا ہوا اور چاند آباد فروش کو کمال ہر رانی سے راجا جے چند کے
 پاس بھیجا اور آپ چیدہ چیدہ لوگ ساتھ لیکر نوکروں کی مانند اس کے ہمراہ ہوا
 جب بہت قنوج میں پہونچا اسے پنہور اسے دیکھ کر کور کو جواہر دی سے لیا
 اور اپنی کی طرف کوچ کیا راجا جے چند اس مانجھ سے گونستے ہی معہ فوج چڑھ
 ندان آپس جنگ عظیم ہوئی سات ہزار آدمی طرفین کے مارے گئے پر
 مذکور نے اس نازدین کو سنبھرا اور لڑائی سے منہ منور آخر اپنی دولت میں
 جا اوارا اور یہاں تک اس کے دام محبت میں گرفتار ہوا کہ ملکی مالی کاروبار سے
 دست بردار ہوا جب ایک برس اس طرح گذر اس سلطان شہاب الدین غوری
 بھی یہ خبر پہونچی اس نے راجا جے چند کے ساتھ دوستی کی بنیادانی اور میر کریم
 کے بارہ سے تین تیس سن میں بھی اس وقت پانسو لکھا سی تھو سلطان مذکور

اہوین مرتبہ ایک لشکر عظیم جمع کر کے ملک گیری کے ارادے دہلی کی
 طرف متوجہ ہوا بلکہ بہت سے محال لے لے اور وقت کسیکو اتنی ہیر
 نہوے کہ راجا سے اس امر کی اطلاع کر کے آخر کار کان دولت فی مشورت کر کے
 چاند بہاٹ کو حرم سندھ سے بین بھیجا کہ اس پری پیکر سے یہ حقیقت کہی تا
 دورا جاکت پہونچائے چنانچہ راجا مطلع ہوا لیکن کئی مرتبہ سلطان پر جو فتح ہوا
 تھا اسکو کچھ چیز نہ سمجھا اور سب غم و رنجت کے خاطر میں نہ لایا چنانچہ تہو
 سی فوج ساتھ لیکر نکلا اور راجا جے چڈنے بھی اسکا ساتھ نہ دیا بلکہ سلطان کا
 شریک ہوا القصبہ شعلہ جدال و قتال نہایت بھگڑا راجا کا دل بچھ گیا نذران
 سلطان کے رفقاء نے اسکو پکڑ لیا اور سلطان اسکو قید کر کے غزنین لیگیا
 جب چاند آباد فروش نے حقیقت حال سے اطلاع پائی غزنین کی راہ لی آخر
 وہ سلطان کی ملازمت حاصل کر کے مورد الطاف کا ہوا بعد اس کے تہو را
 کی بھی خدمت میں پہونچا اور زندان میں دساری اسکی کرنے لگا ایک دن مشورت
 تہو را کے تیر لگانے کی تعریف بادشاہ کے رد و دیہان تک اسکی کہ وہ بے
 مشتاق ہوا اور اسکو بلوا بھیجا بلکہ اسی وقت اجازت تیر اندازی کی بھی دی
 اسے مذکور نے تیر و کان دو بہنیں اڑھالیا اور ایک تیر اس فشانہ نادرک
 تھنر کے ایسا ہی مارا کہ کام اسکا تمام ہوا اور سیوقت بادشاہی کو کرون سینے
 بھی راجا کو چاند بہاٹ سمیت مار لیا لیکن فارسی تاز بخون میں تہو را کا مارا
 جانا تلاوری کے میدان میں لکھا ہی اور سلطان شہاب الدین کا قتل ہونا ایک
 مدت کے بعد فدائی کو کر کے ہاتھ حاصل ہوئے کہ اس ماجرے میں اختلاف

بہت سے العلم عند الذر غرض را جا پتھور اسکے بارے جانتے کے پتھور
 کی حکومت بنو دے گئی اور سلطانین سلین کے ہاتھ جا پتھری النعمین را جا
 پتھور سے لیکر پتھور ایک سو بیس اشخاص سے چار سو پتھور
 سلطنت کی پہر ایک نے منزل عدم کی راہ لی پتھور اسکے پتھور اک ایاام
 سلطنت انچاس برس میں جسے خلاق کون و مکان فی عالم کون و فساد کو
 جلوہ گر کیا کسی ذی حیات کو خلعت حیات ابدی کا نہیں بخشا اور یہاں
 بھی ایک قوم سے مخصوص نہیں کیا ہر ایک شخص کو موت آتی ہے اور
 سلطنت دریا بہت بھی ایک خاندان سے خاندان دیگر میں جاتی ہے
 پس ہر عاقل کو لازم ہے کہ مال و دولت کو اپنا بنائے اور اس حیات
 پر نہ بھولی اور دولت ناپا یادار پر نہ ہوئے اہل بیت پادون جیتے تخت نشانی
 دہراۓ آخرین تخت پر وہ ساکن ہواۓ تھے جو ایک سیکڑوں رہو لوگ
 دے گئے آخر کو کا ند ہے چار کے : اینڈ تے میں سر پر کہہ جوتا جوتا
 خاک ایک دن کہا نیلی اوٹکا ہی سر و خلق جو اس درافانی میں ہواۓ ایک
 راہی عدم کا ہو گیا : واقعی دنیا برا صبح ہے : جاہ و حشمت یہ سر اسراج
 ٹیپ ٹاپ اس فاحشہ کی دیکھ کر محبت ہو یہ دعا ہے سر سر و قلب
 اسکے نہیں بوسے وفاۓ اکندہ میں اسکی بہتین شرم و حیاۓ بھول کر ہی
 تو خواہش کرنا مرغ حشر سے نہ بہرا پنا جگر و دام حرص و آرزو میں ناو
 نہ بچس : جاگ میں ہے التذلس باقی ہوں : تمام شد